نفاسم
از ایمان شاہد

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

نفاسم

بقلم

ایمان شاہد

اگر کبھی تم تھک جاؤ

تو کبھی مایوس نہ ہونا،

خدا سے گفتگو کرنا

سفر کی جستجو کرنا،

یہ اکثر ہو بھی جاتا ہے

کہ بندہ تھک بھی جاتا ہے،

www.novelsclubb.com

مقدر کو برا جانو گے

تو یہ سو جھی جاتا ہے،

مگر تم حوصلہ رکھو

وفا کا سلسلہ رکھو،

جسے خالق سمجھتے ہو

بس اس سے رابطہ رکھو۔

"چھوڑو میری بہن کو۔" چیخ چیخ کر اسکا گلا بیٹھ گیا تھا۔ مگر شاید مقابل بے رحم تھا۔ اسے لڑنا تھا اپنے لیے نہیں اپنی بہن کے لئے۔ باہر بادل زور و شور سے گرج رہے تھے اور وہ پچھلے تین گھنٹوں سے چلا رہا تھا۔ اندھیرا، بادلوں کے گرجنے کی آواز اور دھول کی وجہ سے بمشکل سانس کا آنا اس کا ننھا سا دل اب خوف سے کانپ رہا تھا۔ اسے اپنی ماں کی شدت سے یاد آئی جو نا جانے کہاں چلی گئی تھی جو اسکی ایک پکار پر اسے اپنی گود میں چھپا لیتی تھی۔ کچھ دیر بعد جب سٹور روم کا دروازہ کھولا گیا تو وہ بارہ سال کا بچہ اپنا خوف بھلائے اندھا دھند

www.novelsclubb.com

بیسمنٹ کی طرف بھاگا مگر سامنے کا منظر اسکی سانس روکنے کے لیے کافی تھا۔ وہ بھاگ کر اپنی عزیزاز جان بہن کی طرف آیا جو شاید اس سے بہت دور جا چکی تھی۔

"روحی۔۔۔" وہ چلاتے ہوئے اٹھ بیٹھا۔ اس کا جسم پسینے سے شرابور تھا۔ تھوڑی دیر بعد جب اس کے حواس بحال ہوئے تو اس نے گھڑی پر وقت دیکھا جو رات کے دو بجا رہی تھی۔ یہ تہجد کا وقت تھا اس کے کانوں میں کسی کی آواز گونجی جس کو وہ جھٹکتا ہوا اٹھ کر اپنا لیپ ٹاپ لے کر بیٹھ گیا۔ نیند تو آنے سے رہی۔

★☆☆☆☆☆★

جنوری کے اولین دن تھے اور سردی اپنے عروج پر تھی۔ اس نے آئینے میں ایک آخری دفعہ اپنا جائزہ لیا۔ سفید پاجامے کے اوپر لائٹ پنک کلر کی فراک، سفید کلر کا حجاب اور آنکھوں میں کاجل۔

www.novelsclubb.com

"پرفیکٹ۔" تبھی ملازمہ نے آکر دوسری دفعہ اسے اطلاع دی۔

"آپکو نیچے بیگم صاحبہ بلا رہی ہیں۔"

"جی آپ چلیں میں آئی۔"

"السلامُ علیکم۔" نیچے آکر اس نے اونچی آواز میں سلام کیا۔

"وعلیکم السلام کیسی ہے میری بیٹی؟" زکیہ بیگم نے اسے پیار کرتے ہوئے پوچھا۔

"میں بلکل ٹھیک آپ سنائیں؟اور ماما؟"

"ہاں وہ ڈاکٹر کے پاس گئی ہے اور میں تمہارے سامنے ہوں۔"

"اچھا اب میں چلتی ہوں ورنہ آپکی بیٹی نے مجھے کچا کھا جانا ہے خدا حافظ۔"

"خدا کی امان۔" وہ گھر کا دروازہ عبور کر کے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔

"تھوڑا جلدی نہیں آگئیں آپ محترمہ۔"

"مجھے بھی یہی لگا مگر کیا کروں تم جانتی تو ہو کہ میں۔"

"آپی کیا تم اس لڑکی کو جانتے ہو؟" جتنی معصومیت سے سوال کیا گیا تھا مقابل نے بھی اتنی ہی سادگی سے سر ہلایا تھا اور ساتھ ہی گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے یونیورسٹی کے جاتے راستے پر ڈال دی۔

"تاشی ڈارلنگ یہ جو تم اپنی جیب بچانے کے چکروں میں ہو نا سب جانتی ہوں میں کنجوس۔"

"قرہ ڈارلنگ شاید تم بھول رہی ہو کہ اب میرے پاس ایک عدد کریڈٹ کارڈ آئی مین شوہر نامدار ہیں جواب سے میرا سارا خرچہ پانی اٹھائیں گے۔اس لیے میں اب مزید کنجوس نہیں رہی۔"اور دونوں اس بات پر کھلکھلا کر ہنس پڑیں اور ڈرائیونگ سیٹ پر موجود آبی نے صرف مسکرانے پر اکتفا کیا۔

★☆☆☆☆☆★

دو منزلوں پر مشتمل احتشام ہاؤس اسلام آباد کے ایک خوبصورت علاقے میں واقع تھا جس کے نچلے حصے میں احتشام صاحب اپنی بیوی ازکیہ بیگم، ان کے بھانجے دریاب محتشم جو شروع سے ان کے ساتھ رہتا تھا اور ایک بیٹی تاشفہ احتشام کے ساتھ رہائش پذیر تھے۔اوپر والے حصے میں فریحہ خان، قرہ آرب خان کے ساتھ رہتیں تھیں۔ان کی ساری زندگی کی جمع پونجی صرف اور صرف قرہ تھی۔

www.novelsclubb.com

کچھ سال پہلے احتشام صاحب کی فیملی فریحہ خان کے ہمسائے تھے مگر وہ کہتے ہیں نا کہ برا وقت کسی کو بتا کر نہیں آتا وہ کسی کی بھی ہنستی کھیلتی زندگی کو تباہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔بس پھر ایک واقعے نے فریحہ خان کی بھی ہنستی کھیلتی زندگی پوری طرح تباہ کردی تھی۔اب ان کا سب کچھ قرہ تھی کیونکہ اس کے علاوہ ان کے پاس کھونے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا اور جو کچھ کھو چکا تھا وہ کسی بھی طرح بھلایا نہیں جا سکتا تھا۔مگر وہ اللہ کی طرف سے مایوس نہیں ہوئیں تھیں کیونکہ مایوسی کفر ہے۔

کبھی سوچا مایوسی کفر کیوں کہی گئی ہے؟

اس کا مطلب ہے کہ اس رب کی رحمت اور کرم اتنا وسیع ہے کہ مایوسی اس کے بعد گناہ ہی ہو سکتی ہے۔وہ اتنا مہربان ہے کہ مایوسی اس کے کرم سے انکار جیسی ہے اور پھر اس نے تمہیں بنایا ہے کیا وہ نہیں جانتا کہ تم کیا کچھ سہہ رہے ہو؟ تم کچھ بتاؤ تو اس کی کمزوری اور طاقت سے بتاتے ہو نا تو وہ تو ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔وہ جانتا ہے تمہاری کوشش کو تو پھر پریشان ہونا چھوڑ دو وہ سب سنبھال لے گا۔

www.novelsclubb.com

مایوسی گناہ ہے اس لیے کیونکہ وہ بندے اور اس کے رب کے درمیان یہ غلط فہمی پیدا کرتی ہی کہ کچھ نہیں ہو سکتا حالات اگر برے ہیں تو صدا ایسے ہی رہیں گے۔ اگر وقت برا ہے تو ہمیشہ ایسا وقت ہی رہے گا اور یہی شیطان کی چالوں میں سے ایک چال ہے۔ رفتہ رفتہ وہ انسان کے دل میں یہ بات بٹھا دیتا ہے کہ وہ میری نہیں سنے گا، میری نہیں سنی جا رہی حلانکہ اس کی سنی جا رہی ہوتی ہے تبھی تو اسے دوبارہ سنائے جانے کی توفیق دی جا رہی ہوتی ہے۔ انسان کو لگتا ہے کہ مانگا ہوا نہ ملا تو وہ جی نہیں پائے گا لیکن انسان تو وہ بھی جی رہے ہیں جو اسے مانتے نہیں، جو اس کی مانتے نہیں۔ انسان کے دل میں پیدا ہونے والے جذبات سگنلز کی مانند ہیں اگر وہ برے ہیں تو وہ سگنلز ہیں وہ حکم نہیں ہے کہ یہ کرنا ہی کرنا ہے۔ کیا انسان میں اتنی بھی ہمت نہیں ہے کہ وہ ان خیالات کو روک سکے جو اس کو اس کے رب سے دور کرنے والے سگنلز کو رد کر سکے۔ ذرا سی تاخیر پر مایوس مت ہو جانا حالات کتنے ہی مشکل کیوں نہ ہو تم دعا کرنا کبھی مت چھوڑنا۔ وہ خاموش آنسو جو تم نے رب کی دہلیز پر بہائے وہ ضائع ہو جائیں گے؟ دعا کی توفیق ہی قبولیت کی سب سے بڑی دلیل ہے جسے کوئی رد نہیں کر سکتا۔

www.novelsclubb.com

اس رب نے اگر آپ کو کسی مشکل میں ڈالا ہے تو وہ جانتا ہے کہ آپ اس کو سہہ لیں گے اور اگر اس نے کسی دعا کی توفیق دی ہے تو یا وہ دل بدل دے گا یا پھر تڑپ مٹا کر مطلب مکمل کر دے گا۔

تیرے کرم کی منتظر تیری یہ بندی

تجھ سے ناامید نہیں ہے یا رب

★☆☆☆☆☆★

خان حویلی میں آج معمول سے ہٹ کر چہل پہل تھی وجہ آنے والے نفوس تھے۔ کھانے کی خوشبو ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ تقریباً پانچ منٹ بعد گاڑی کا ہارن سنائی دیا۔ مہرین بیگم چھڑی لیتی ہوئیں تخت سے اٹھ کھڑی ہوئیں اور آنکھوں میں اپنے پوتے اور پوتی کو دیکھنے کے لیئے چمک ابھری۔ راحم نے داخلی دروازہ عبور کر کے اونچی آواز میں سلام کیا اور زکیہ بیگم سے ملا پھر چلتا ہوا مہرین بیگم کے آگے آ کر پیار لیا۔

"گل کہاں ہے؟" یہ سوال راحم کی پھپھو فاریہ خان کی طرف سے آیا۔

"وہ۔۔۔ پھپھو۔۔۔" وہ جو سارے راستے الفاظ جمع کرتا آیا تھا وہ سارے الفاظ بی جی کی سخت نظروں سے دیکھنے پر غائب ہو گئے۔

"تُو تو گیا۔" سرحان جو اس کا سامان لے کر آ رہا تھا داخلی دروازہ عبور کرتے ہوئے بی جی کے کڑے تیور دیکھ کر محظوظ ہوا۔

"راحم فاریہ کچھ پوچھ رہی ہے؟" بی جی نے فاریہ کے سوال پر راحم کی خاموشی دیکھ کر کہا۔

"بی جی وہ نہیں آئی۔"

"نہیں آئی مطلب؟"

"بی جی ابھی اس کی پڑھائی مکمل نہیں ہوئی۔ وہ اگلے سال آئے گی۔" راحم نے سانس خارج کرتے ہوئے بتایا۔

www.novelsclubb.com

"تم نے تو ہم سے کہا تھا کہ وہ ایک سال بعد تمہارے ساتھ واپس آئے گی۔ اسی شرط پر ہم نے تمہیں حویلی کے اصولوں کے خلاف جا کر اسے ساتھ لیکر جانے کی اجازت دی تھی۔ تو تم پھر سے حویلی کے اصولوں کے خلاف جاؤ گے؟"

"بی جی صرف ایک سال کی ہی تو بات ہے۔ایک سال بعد اس کی ڈگری کمپلیٹ ہو جائے گی تو وہ آجائے گی۔"

"بات ایک سال کی نہیں ہے بات لڑکی ذات کی ہے اور وہ بھی پردیس میں اکیلے۔میں نے تمہیں اجازت دی تھی کیونکہ تم اس کے ساتھ تھے مگر تم ہمارے فیصلے کے خلاف گئے ایسا کر کے تم مجھے انیتس سال پہلے والا فیصلہ کرنے پر مجبور کر رہے ہو۔"بی جی کی یہ بات سن کر وہاں موجود تمام نفوس کو سانپ سونگھ گیا۔

"بی جی یاد رکھیں کہ انیتس سال پہلے کا فیصلہ دا جی نے کیا تھا اور آپ اس فیصلے کے خلاف تھیں مگر آپ خاموش رہیں اور آج تک آپ کو پچھتاوا ہے کہ آپ خاموش کیوں رہیں اور شاید اگر آپ بولتیں تو آج بہت کچھ بدلا ہوا ہوتا اور دا جی بھی زندہ ہوتے۔آپ آج بھی وہ فیصلہ نہیں لیں سکتیں جو دا جی نے لیا تھا۔آپ مجھ سے بڑی ہیں اور میں آپ کا احترام بھی کرتا ہوں اس لیے پھر بھی اگر آپ کوئی فیصلہ لیں گی تو میں بنا کچھ کہے اس پر اپنا سر جھکا لوں گا۔"سفر کی تھکان اور سر میں شدید درد کی وجہ سے سرخ آنکھوں کے ساتھ راحم یہ کہہ کر سب کو وہاں ساکت چھوڑ کے سیدھا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔فاریہ خان اپنے

www.novelsclubb.com

بھتیجے کو دیکھ رہیں تھیں جس میں ان کو اکثر اپنے چھوٹے بھائی کا عکس نظر آتا تھا۔ کیا تاریخ پھر سے دوہرائی جانے والی تھی؟ انیتس سال پہلے جو حویلی کی دیواروں میں دراڑیں آئیں تھیں کیا وہ دیواریں انیتس سال بعد پوری طرح تباہ ہو کر زمین بوس ہونے والی تھیں؟

"بہو ایک کپ چائے میرے کمرے میں بھجوادو۔" مہرین بیگم حکم دے کر چھڑی کے سہارے اپنے کمرے میں چلیں گئیں۔

★☆☆☆☆☆★

ارتسام ہاؤس میں بھی صبح کا سورج طلوع ہوا تھا اور معمول کے مطابق لاؤنج میں ناشتے کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ سربراہی کرسی پر ارتسام صاحب چائے پیتے ہوئے اخبار کا مطالعہ کر رہے تھے۔ ان کے دائیں جانب ان کی بیٹی اور اس گھر کی لاڈلی ناشتہ کر رہی تھی اور بائیں جانب ایک کرسی چھوڑ کر ان کا سپوت ناشتہ کر رہا تھا۔ ماہین بیگم کچن سے سامان لا کر ٹیبل پر رکھ رہیں تھیں۔ ڈائینگ ٹیبل پر آج خلاف معمول خاموشی تھی۔

www.novelsclubb.com

"بھائی آپ کو پتا ہے نہ کہ آج آف ٹائمنگ پر ڈرائیور انکل نہیں آئیں گے تو آج آپ نے مجھے پک کرنا ہے۔" حانم نے کہتے ہوئے اپنے بھائی کو جواب طلب نظروں سے دیکھا مگر جواب ندارد۔

"بھائی پلیز بھائی بھول مت جائیے گا۔" مگر آگے سے ہنوز خاموشی پا کر اسنے اپنی ماں کی طرف دیکھا۔اس سے پہلے ماہین بیگم کچھ بولتیں وہ سیڑھیاں اترتا ہوا دکھائی دیا۔

"اپنے امی کے سجن تارے کو کہہ دینا وہ کر لے گا۔" حدیر رکھائی سے کہہ کر گاڑی کی چابی اور موبائل لیتا ہوا ٹیبل سے اٹھ کر باہر چلا گیا۔

"انہیں کیا ہوا؟" حانم نے ارتسام صاحب سے پوچھا جنہوں نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کندھے اچکا دیے۔

"بھیا۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"میں پک کر لوں گا گڑیا۔" وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"تھینک یو سو مچ بھیا۔ ویسے آپ دونوں کے درمیان کس بات پر جھگڑا ہوا ہے؟" حانم نے تجسس بھرے انداز میں سوال کیا۔

"بیٹا وہ کیا ہے نا کہ تمہارے بھ۔۔۔"ارتسام صاحب نے بتاتے ہوئے اپنی بیگم کے سجن تارے کی طرف دیکھا جو انہیں منت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے سر نفی میں ہلا رہا تھا۔

"حانم چلو جلدی کرو باہر ڈرائیور انتظار کر رہا ہے پھر اس نے گھر بھی جانا ہے۔"ماہین بیگم نے اپنے میاں کو گھورتے ہوئے ہانی سے کہا۔

"جی ماما اللہ حافظ۔"حانم اپنا بیگ اٹھاتی ہوئی تیزی سے باہر کی جانب بھاگی۔

"آپ جانتے ہیں ڈیڈ کہ میں بیک وقت دونوں کی ناراضگی افورڈ نہیں کر سکتا۔"اسنے ارتسام صاحب کو خفگی بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا اور ارتسام صاحب جو کب سے صورتحال انجوائے کرتے ہوئے مسکراہٹ دبا کے بیٹھے ہوئے تھے ان کا قہقہہ پورے لاؤنج میں گونجا۔

www.novelsclubb.com

"پھر حرکتیں ایسی مت کیا کرو۔"

"میں جا رہا ہوں۔"

"ارے بیٹا ناشتہ تو کر لو۔"ماہین بیگم نے اسے روکنا چاہا۔

"دوپہر میں کر لوں گا ابھی دل نہیں کر رہا اللہ حافظ۔"۔وہ کہتا ہوا چلا گیا۔

★☆☆☆☆☆★

فون کان سے لگائے وہ کوریڈور میں باوقار چال چلتا ہوا اپنے آفس کی طرف جارہا تھا۔ چھ فٹ سے نکلتا قد، کسرتی جسم پر بلیک پینٹ کوٹ پہنے، بائیں ہاتھ میں گھڑی اور بازو میں کوٹ ڈالے دوسرے ہاتھ کی کلائی میں مختلف بینڈز اور فون کان سے لگائے وہ ارد گرد سے لاپرواہ تھا۔ بلاشبہ وہ ایک پرکشش مرد تھا۔ ڈیکس سے گزرتے ہوئے سیکرٹری نے اسے سلام کیا جس کا سر خم کر کے جواب دیتا ہوا وہ اپنے آفس میں داخل ہوا۔ وہ اور کوئی نہیں روحی انڈسٹریز کا مالک "احراد آرب میر" تھا جس نے پچھلے تین سالوں میں بزنس کی دنیا میں اپنے قدم جمائے اور دن رات کی محنت سے پورے ملک کو "روحی انڈسٹریز" سے متعارف کروایا اور اس کا پورا پورا ساتھ روحی انڈسٹریز کے تھرٹی پرسنٹ شئیر ہولڈر "حدیر ارتسام خان" نے دیا۔

www.novelsclubb.com

★☆☆☆☆☆★

وہ واشروم سے فریش ہو کر باہر نکلا تو سامنے فاریہ خان کھڑیں دیوار پر لگی تصویریں دیکھ رہیں تھیں۔

"ارے پھپھو آپ یہاں؟ مجھے بلوا لیتیں میں آجاتا۔"

"نہیں کوئی بات نہیں میں تو تمہیں دیکھنے آئی تھی مگر تم اٹھ گئے تھے تو میں تمہارا انتظار کرنے لگ گئی۔"

"آپ تب سے کھڑی ہیں۔آئیں یہاں بیٹھ جائیں۔"راحم شرمندہ ہوتا ہوا بولا۔

"نہیں میں تو اپنے بیٹوں کو دیکھ رہی تھی کھڑے ہونے کا پتا ہی نہیں چلا۔"

"اچھا چھوڑیں یہاں آئیں اور اب بتائیں کہ آپ پریشان کیوں ہیں؟"راحم نے انھیں بیڈ پر بٹھا کر ان کی گود میں اپنا سر رکھتے ہوئے پوچھا۔فاریہ خان نے اپنے خوبرو بھتیجے کو دیکھا جوان کی پریشانی ایک لمحے میں بھانپ گیا تھا۔

اگر اللہ نے ان سے کچھ چھینا تھا تو بدلے میں بہت کچھ عطا بھی کیا تھا۔وہ کہتے ہیں نا کہ اللہ جو کرتا ہے بہتر کے لیے کرتا ہے تو انہوں نے بھی برسوں پہلے کا اللہ سے شکوہ کرنا چھوڑ دیا تھا اور اس کے فیصلے کے آگے اپنا آپ جھکا دیا تھا اور صبر کی رسی تھام لی تھی۔

آپ جانتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں قرآن کے ذریعے معجزات اور صبر کی کہانیاں کیوں سنائی ہیں؟ کیونکہ اللہ چاہتا ہے کہ ہم یقین رکھیں کہ اللہ کی مدد ہمیشہ اس وقت ہم تک پہنچتی ہے جب ہمیں توقع نہیں ہوتی اچانک سے۔وہ چاہتا ہے کہ ہم یہ سبق حاصل کریں کہ

صبر کبھی بھی رائیگاں نہیں جاتا پھر وہ ہماری آنکھوں کو اور دل کو کتنا ہی رائیگاں کیوں نہ لگے۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم یقین کریں، اپنے رب کا یقین اس لیے اللہ نے یہ لازم کر دیا کہ جو انسان اس پر ایمان لائے اس انسان پر فرض ہے کہ وہ اس کی کتاب پر بھی ایمان لائے۔

جب آپ اللہ کی کتاب پر ایمان لاتے ہیں تو آپ اس کتاب میں لکھے حرف حرف پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی کتاب کا ہر حرف ہمیں کیا سکھاتا ہے؟ اللہ کی طاقتوں پر ایمان رکھنا اور جب اللہ کی طاقتوں پر یقین رکھتے ہیں تو اپنی دعاؤں پہ شک کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ یہی اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ آپ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ جب کسی سے محبت کی جاتی ہے تو اس پر بھروسہ کیا جاتا ہے پھر دنیا کچھ بھی کہے اس سے غرض نہیں ہوتا۔ سو پھر آپ بھی اپنے رب پر بھروسہ کر لیجیے۔

راحم نے انھیں سوچوں میں گھرا دیکھ کر خود ہی پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ میری اور بی جی کی باتوں کی وجہ سے پریشان ہیں؟" فاریہ خان نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ارے میری پیاری سی بھولی سی پھپھو آپ ٹینشن نا لیا کریں بی جی ایسا کچھ بھی نہیں کریں گی۔"

"مگر انہوں نے پہلے بھی تو کیا تھا نا اور میں اس بار برداشت نہیں کر پاؤں گی۔"

"آپ فکر نہیں کریں پہلے بھی فیصلہ داجی نے کیا تھا اور بی جی اس کے خلاف تھیں اور اب انہوں نے صرف مجھے ڈرانے کے لیے ایسا کہا تا کہ میں گل کو واپس بلا لوں مگر آگے سے میں نے ان کو ہی ڈرا دیا۔ دیکھا نہیں تھا کہ وہ کیسے خاموش ہو گئیں تھیں۔ اس لئے چِل کریں۔"

"بری بات بی جی ہیں وہ ہم سے بڑی ہیں۔" فاریہ خان نے اسے مصنوعی آنکھیں دکھائیں۔

"اچھا اب ڈانٹیں تو نا۔ ایک سال بعد واپس آیا ہوں تھوڑا پیار ہی کر لیں اگر بچا ہوا ہے تو۔"

"کیوں بچا ہوا کیوں؟" انہوں نے نا سمجھی میں اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"میرا مطلب کہ اگر آپ کے باقی بیٹوں نے میرے لیے بچایا ہے تو۔" اس کی خفگی پر وہ بے ساختہ ہنس دیں اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

"ہائے اللہ جی اس معصوم وشریف بچے کے سامنے کھلم کھلا رومانس کیا جارہا ہے۔ہائے میں اندھا کیوں نہ ہو گیا۔اب میں کس کو منہ دکھاؤں گا؟" سرحان جو راحم کے پاس آرہا تھا سامنے کا منظر دیکھ کر اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

"اس معصوم وشریف بچے کے اگر ڈرامے ختم ہو گئے ہوں تو ادھر تشریف لے آئے گا یہ بچہ؟" راحم نے بیٹھتے ہوئے سرحان کو اندر بلایا جو ابھی تک دروازے پر کھڑا تھا۔

"بتاؤنہ ذرا۔۔۔ تم جانتے تھے نہ کہ راحم کے ساتھ گل نہیں آئے گی اور ضرور یہ مشورہ بھی تم نے ہی دیا ہو گا اسے۔" فاریہ خان نے سرحان جو ان کے اور راحم کے درمیان آکر بیٹھا تھا اس کے کان پکڑتے ہوئے پوچھا۔

"آئییییی۔۔۔ماں کان چھوڑیں میرا اتنی زور سے پکڑا ہے اور جاکر اپنے لاڈلے سپوت کا پکڑیں جس کا یہ مشورہ تھا۔"

www.novelsclubb.com

"شرم نہیں آتی معصوم پر الزام لگاتے ہوئے۔ وہ ایسا کر ہی نہیں سکتا اور کیا میں تمہارے دماغ میں پلنے والے خرافاتی کیڑے کو جانتی نہیں ہوں۔"

"ارے پھپھو جان چھوڑیں اسے یہ سچ کہہ رہا ہے۔" اس سے پہلے پھپھو بچارے کا کان توڑ تیں راحم نے اسکی تائید کی۔ بچارہ۔ راحم کو اگر معلوم ہو جاتا نہ کہ جس کو یہ بچارہ کہہ رہا ہے اس بچارے نے آگے جا کر اسے کتنا ذلیل کروانا ہے تو یہ اسے مر کر بھی بچارہ نہ کہتا۔۔۔ بلکہ پھپھو کو کہتا کہ اس کا ایک کان ہی کیوں دوسرا بھی توڑ دیں۔ نہیں نہیں صرف کان ہی کیوں اسکی فراری جیسی چلتی زبان بھی کاٹ دیں مگر ہائے رے یہ مستقبل کی ناعلمی۔

"اچھا پھر اسنے کچھ سوچ سمجھ کر ہی دیا ہو گا۔" فاریہ خان اپنے لاڈلے کے خلاف ہو جائیں ایسا ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"دیکھا دیکھا کیسے کیسے راضی ہوئیں ہیں اور میرا کان تو کیسے زور سے پکڑا تھا۔ لاڈلے پر بات آئی تو کیسے مان گئیں۔ بس یہی دن دیکھنا باقی رہ گیا تھا۔ ایسے تو نہیں میں انہیں ماں کا لاڈلا کہتا۔" سرحان کے ڈرامے عروج پر تھے اور وہ دونوں تو بس اسے دیکھتے ہی رہ گئے

تھے۔کچھ کہہ جو نہیں سکتے تھے۔کیونکہ اس میں جسکی جان بستی تھی اُس میں ان دونوں کی جان بستی تھی۔

★☆☆☆☆☆★

خاک مجھ میں کمال رکھا ہے

اے خدا تو نے سنبھال رکھا ہے

میرے عیبوں پہ ڈال کے پردے

مجھے اچھوں میں ڈال رکھا ہے

اپنے دامن سے کر کے وابستہ

ہر مصیبت کو ٹال رکھا ہے

میں تو کب کا مٹ گیا ہوتا

تیری رحمتوں نے پال رکھا ہے

★☆☆☆☆☆★

www.novelsclubb.com

وہ دونوں اس وقت یو۔کے کے دارالحکومت لندن کی ایک یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں بیٹھی تھیں۔

"یار گل! پلیز چپ ہو جاؤ۔ایسے رونے سے کیا ہو گا؟" وہ پچھلے پندرہ منٹ سے اسے چپ کروا رہی تھی۔ جس نے رو رو کر اپنی حالت خراب کر لی تھی۔ پہلے سے سرخ ناک اب اور بھی زیادہ سرخ ہو گئی تھی۔ گہری کالی آنکھیں جو مسلسل رونے کے باعث گلابی ہو گئی تھیں اور گھنی پلکوں پر آنسو کے قطرے اور گلابی گال وہ پوری صبح صادق کا ایک خوبصورت پھول لگ رہی تھی جس پر شبنم کے قطرے اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہے تھے۔

"اچھا تم رونا بند کرو اور ان سے فون کر کے خود پوچھ لو۔"

"میں کیسے فون کروں؟"

"کیا مطلب کیسے کروں۔ تمہارے پاس جو فون ہے اس سے کرو۔"

www.novelsclubb.com

"میرا فون نہیں چل رہا کل مجھ سے گر گیا تھا۔ کیا میں تمہیں پاگل نظر آ رہی ہوں جو پچھلے آدھے گھنٹے سے بلا وجہ رو رہی ہوں۔" اس کی بات سن کر اریحہ کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔

"تو بہن تیرا فون خراب ہے نا میرا تو نہیں۔ میرے فون سے کر لے اور رونا بند کر۔" اریحہ نے اسے اپنا فون دیتے ہوئے کہا۔

"مگر۔"

"کیا مگر؟"

"مجھے بھائی کا نمبر نہیں یاد۔" گل نے اسے ڈرتے ہوئے بتایا جس کے چہرے کے تاثرات بگڑ چکے تھے۔

"لو جی (کنٹرول اریحہ کنٹرول) اب؟ کہیں اور نمبر ہے لکھا ہوا؟"

"ہاں ہے میری ڈائری میں ہے مگر وہ گھر میں ہے۔ بھائی نے لکھوایا تھا۔"

"شکر تمہارے بھائی کو اپنی نکمی بہن کا پتا تھا اس لیے لکھوایا تھا۔ چلو اٹھو کلاس کا ٹائم ہو گیا ہے سارا وقت تو تم نے ٹسوے بہانے میں لگا دیا۔" اریحہ اپنا بیگ لے کر اٹھتے ہوئے بولی اور ساتھ اسکو بھی اٹھنے میں مدد دی اور دونوں اپنی کلاس کی طرف چل دیں۔

"تمہیں پتا ہے گل کہ تم رونے کے بعد اور بھی پیاری لگتی ہو۔"

"اریحہ پتا نہیں بھائی نے سب کیسے سنبھالا ہو گا؟ کہیں بی جی نے انہیں حویلی سے نکال نا دیا ہو۔" گل نے جیسے اس کی بات سنی ہی نہیں تھی۔

"گل تم ہی نے تو کہا تھا کہ تمہارے راد بھیا ہیں سب ان کا بہت کرتے ہیں اور تمہارے بھائی کو بھی انہوں نے ہی منایا تھا کہ وہ تمہیں ادھر ہی رہنے دیں۔ تو ہو سکتا ہے کہ تمہارے گھر والوں کو بھی انہوں نے منا لیا ہو۔" اریحہ نے اس کی پریشانی کم کرنا چاہی۔

"ہاں۔ لیکن بھائی نے ان کو اپنے آنے کا بتایا ہی نہیں۔" جیسے جیسے وہ دونوں دور ہوتی گئیں ویسے ویسے ان کی آوازیں بھی مدھم ہوتی گئیں۔

★☆☆☆☆☆★

"سو سوری بھیا میں لائبریری میں تھی۔ کچھ بکس واپس کرنی تھیں۔" حانم جلدی سے گاڑی میں بیٹھتی ہوئی بولی۔

"کوئی بات نہیں گڑیا۔" احراد نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

"تھینک گاڈ آپ غصہ نہیں ہوئے۔ اگر آپ کی جگہ یہیں بھائی ہوتے نا تو انہوں نے باتیں سنا سنا کر ہی میری جان لے لینی تھی۔" حانم کی بات سن کر احراد مسکرایا۔ حدیر صبح سے سائٹس پر گیا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے آج کی ساری میٹنگز اور حانم کی ذمہ داری اس پر تھی۔

"بھیا مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔ آج آپ آئے ہیں پلیز کسی ریسٹورانٹ میں لنچ کرتے ہیں۔ پلیز۔" حانم نے معصوم سی شکل بنا کر احراد کو کہا۔

"اوکے مگر ابھی کچھ ہلکا پھلکا کھا لیتے ہیں کھانا گھر جا کر ہی کھائیں گے۔"

"ڈن۔ ہاں سچ آپکو ایک بات بتانی تھی۔" حانم اچانک کچھ یاد آنے پر بولی۔

"وہ کیا؟" احراد نے سوالیہ نظروں سے پوچھا۔

"وہ ہانی کے پاس آپ کے اور بھائی کے لیے ایک سرپرائز ہے۔" حانم نے ایکسائیٹڈ ہوتے ہوئے بتایا۔

"ہانی کے پاس۔ اچھا اور وہ سرپرائز کیا ہے؟"

"لو بتا دیا تو سرپرائز کیسا اور مجھے فورس کرنے کی کوشش بھی مت کیجئیے گا میں بلکل بھی نہیں بتانے والی۔" حانم نے صاف لفظوں میں بتانے سے انکار کر دیا۔

"اپنے بھیا کو نہیں بتائے گی گڑیا۔" احراد نے بلکل بچوں والے انداز میں کہا۔

"نوووووو۔ اور میں آپکی بلیک میلنگ میں تو بلکل بھی نہیں آنے والی۔" ہانی راد کے ارادے بھانپ چکی تھی۔

"اچھا یہ تو بتا دو کہ دینا کب ہے؟"

"کل۔" یہ کہہ کر حانم باہر کے مناظر دیکھنے لگی۔

★☆☆☆☆☆★

وہ دونوں یونیورسٹی کے گیٹ پر کھڑیں آبی کا انتظار کر رہی تھیں۔

"تاشی تو نے گھر ماما اور آنٹی کو بتا دیا تھا نا کہ ہم لنچ باہر کریں گے۔" قرہ نے ادھر ادھر نظریں دوڑاتے ہوئے تاشفہ سے پوچھا جو آبی کو میسج کر رہی تھی کہ ابھی تک کیوں نہیں آیا۔

"ہاں یار آنے سے پہلے بتا دیا تھا ماما کو۔ آنٹی تو بابا کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس گئیں تھی۔"

"یار تو فون کر لے نا اسے۔ مجھ سے اور کھڑا نہیں ہوا جا رہا۔" قرہ نے اکتا کر تاشفہ سے کہا۔

"کیا تھا اٹھایا ہی نہیں لو آ گیا فون۔ ہیلو آبی ابھی تک آئے کیوں نہیں۔ کب سے ہم ویٹ کر رہے ہیں۔" تاشفہ ماتھے پر بل لائے فون پر آبی سے پوچھ رہی تھی۔

"چلو تم آرام کرو۔ ہم آجاتے ہیں۔ نہیں ہم لنچ کر کے آئیں گے۔ ہاں ہاں ٹھیک ہے۔ اوکے بائے۔"

www.novelsclubb.com

"کیا ہوا؟ لینے کیوں نہیں آیا آبی۔"

"کچھ نہیں کہہ رہا تھا کہ طبیعت ٹھیک نہیں ہے تم لوگ خود آجاؤ۔" تاشفہ نے فون بیگ میں رکھتے ہوئے بتایا۔

"چلو آؤ یہاں قریب ہی ایک ریسٹورنٹ ہے وہاں پیدل چلتے ہیں۔ بعد میں وہاں سے رکشہ لے لیں گے۔"

"ہاں بھئی پہلے تمہیں ٹریٹ دے دوں ورنہ تمہیں نیند نہیں آئے گی۔"

قصّہ کچھ یوں تھا کہ ایک ہفتہ پہلے دریاب باہر سے اپنی سٹڈیز کمپلیٹ کر کے آیا تھااور دو دن پہلے تاشفہ اور دریاب کا نکاح ہوا تھا۔ رخصتی تاشفہ کی پڑھائی مکمل ہونے کے بعد طے پائی تھی۔ تو ہماری قرہ میڈم کو ان کے نکاح کی ٹریٹ چاہیے تھی کیونکہ اس نکاح کے ہونے میں سب سے بڑا ہاتھ اسی کا تھا۔

وہ دونوں ایک دوسرے سے خاموش محبت کرتے تھے اور یہ محبت بچپن میں ہی قرہ نے محسوس کرلی تھی اور وہ ان دونوں کے لیے بہت خوش تھی۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں ایک چھوٹے مگر خوبصورت سے ریسٹورنٹ میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ اپنا آرڈر لکھوانے کے بعد قرہ تاشفہ کو آبی کے حوالے سے چھیڑ رہی تھی اور تاشفہ ڈھیٹوں کی طرح مسکرا کر اسے زچ کر رہی تھی۔

"تاشی بندے کو اتنا بھی ڈھیٹ نہیں ہونا چاہیے۔آہ میری تو حسرت ہی رہ جائے گی تجھے شرماتے ہوئے دیکھنے کی۔" قرہ نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔تاشفہ جو اسکی بات کا جواب دینے ہی لگے تھی کہ اچانک اسکی نظر اپنے سے کچھ فاصلے پر موجود ٹیبل پر گئی۔جس پر ایک لڑکی کے ساتھ ایک نوجوان موجود تھا۔

"قرہ وہ دیکھ یہ تو وہی لڑکا ہے نا جو ایک سال پہلے یونی آیا تھا اور اسکے ساتھ ایک اور لڑکا بھی تھا۔لگتا ہے یہ اسکی گرل فرینڈ ہے۔مگر کتنی چھوٹی ہے کوئی کالج گرل لگتی ہے شاید اسے بھی میں نے کہیں دیکھا ہے۔" تاشفہ کے کہنے پر قرہ نے بھی اس طرف دیکھا۔ان کے ٹیبل سے لڑکی کی ایک سائیڈ البتہ لڑکا صاف دیکھائی دے رہا تھا۔قرہ کی نظر جیسے ہی اس لڑکی کے سامنے بیٹھے لڑکے پر گئی وہ ایک دم فریز ہو گئی اور یہ کیفیت صرف کچھ سیکنڈز کی تھی۔اپنے تاثرات نارمل کر کے اسنے تاشفہ کو دیکھا جو ابھی بھی اس لڑکی کو پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی۔تھوڑی دیر بعد ویٹر نے آکر کھانا سرو کیا تو وہ دونوں کھانے کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

★☆☆☆☆☆★

www.novelsclubb.com

حانم نے چاکلیٹ شیک اور احراد نے اپنے لیے کافی کا آرڈر دیا تھا۔اور اب دونوں آرڈر کا انتظار کر رہے تھے۔

"بھیا!"

"ہمم۔"احراد جو فون پر ایمیلز چیک کر رہا تھا حانم کے بلانے پر اسکی طرف متوجہ ہوا۔

"آپ آجکل اتنے مصروف کیوں ہیں؟ بھائی بھی تو آپ کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ وہ تو اتنے بزی نہیں ہوتے۔اور آپ گھر لنچ بھی نہیں کرنے آتے۔اور ہاں سچ بھائی آپ سے کس بات پر ناراض ہیں؟"اسکے ایک ساتھ اتنے سارے سوالات پر احراد گڑبڑا گیا۔ مگر وہ اپنے تاثرات چھپانے میں ماہر تھا سوائے ایک بندے کے سامنے اور سامنے اس بندے کی ہی بہن تھی جو اسے جاسوسی انداز میں دیکھ رہی تھی۔

"گڑیا بریک پر پاؤں رکھو۔بتادوں گا۔"

"کب بتائیں گے۔ ابھی آپ میرے ہاتھ لگے ہیں پورے ایک ہفتے بعد۔ چلیں اچھے۔۔۔آآآآآآآآآآ۔۔۔"ویٹر جوان کا آرڈر لا رہا تھا اسکا پاؤں شاید کسی چیز میں اٹک گیا تھا نتیجہ اسکے ہاتھ میں موجود ٹرے میں گرم گرم کافی انکے ٹیبل کی طرف گری۔کچھ کافی

www.novelsclubb.com

نیچے اور کچھ احراد کے ہاتھ پر اور صرف چند چھینٹے حانم کے چہرے پر گرے تھے۔ آس پاس کی ٹیبلز پر موجود لوگ بھی انکی طرف متوجہ ہوئے۔

احراد فورا اٹھ کر حانم کی طرف آیا اور اسے دیکھنے لگا۔

"گڑیا آپ ٹھیک ہو؟ تمہیں دکھائی نہیں دیتا۔ اندھے ہو جب کام نہیں کرنا آتا تو یہاں کس نے رکھا ہے تمہیں۔" احراد نے غصے سے ویٹر کا گریبان پکڑا ہوا تھا۔

"بھیا! بھیا چھوڑیں انھیں۔" حانم احراد کو اسکا گریبان چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اسکا چہرا تذلیل کے مارے سرخ ہو گیا تھا۔ سب نے دیکھا تھا کہ ویٹر نے جان بوجھ کر کچھ نہیں کیا تھا۔ سب اپنا کھانا پینا چھوڑ کر انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔

"بولو جواب دو۔ اس سے اچھا باہر جا کر تم بھیک مانگ لو۔۔"

"احراد بھائی!" احراد اور کچھ بولتا حانم نے چیخ کر اسے بلایا اور یہ کہہ کر باہر کی طرف بھاگ گئی۔

"گڑیا۔ گڑیا میری بات۔۔۔" احراد نے غصے سے ویٹر کو چھوڑ کر اپنے والٹ سے پیسے نکال کر ٹیبل پر رکھے اور حانم کے پیچھے گیا۔

"گڑیا دکھاؤ مجھے زیادہ تو نہیں لگی۔" احراد نے باہر آکر پریشانی سے حانم سے پوچھا جو گاڑی کے پاس کھڑی رو رہی تھی۔

"نہیں ہوا مجھے کچھ بھی۔ بلکل ٹھیک ہوں میں۔ آپ کو کیا لگتا ہے میں کافی گرنے کی تکلیف کی وجہ سے رو رہی ہوں۔ نہیں میں اس تکلیف کی وجہ سے رو رہی ہوں جو مجھے آپ کے ان انکل کے ساتھ رویے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ صحیح کہتے ہیں لوگ آپ کے ساتھ بلکل صحیح ہوا ہے۔ اچھا ہوا آپ کی بہن آپ کو چھوڑ کر چلی گئی۔ آپ یہی ڈیزرو کرتے تھے۔" حانم غصے میں تھی اس لیے جو اسکے منہ میں آیا بولتی گئی بنا احراد کے تاثرات کی پرواہ کیے۔

احراد جس نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا تھا یہ سن کر اپنے لب سختی سے آپس میں پیوست کیے اور گاڑی کو انلاک کیا۔ حانم دروازہ کھول کر روتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ گئی۔ احراد بھی ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھا اور گاڑی سٹارٹ کی۔ گاڑی گھر کی طرف روانہ ہو گئی مگر یہ کیا زندگی میں پہلی بار ان دو نفوس کے ہوتے ہوئے گاڑی میں اتنی خاموشی۔ ورنہ گاڑی تو

حانم کے قہقہے، احراد کی منتیں، دونوں کا ایک دوسرے کو منانا، احراد کی مخصوص مسکراہٹ اور حانم کی الٹی سیدھی حرکتوں کی عادی تھی۔

★☆☆☆☆☆★

تمہیں یقینِ محبت نہیں ہے؟ حیرت ہے

خدا کا حکم محبت ہے! "کن" محبت ہے

بچھڑتے وقت فقط مسکرا کے دیکھا تھا

میں اس کو بول نہ پایا کہ سن محبت ہے

"کون سا وظیفہ ہو رہا ہے؟" راحم جو کسی سحر میں جکڑا ہوا تھا سرحان کی بات پر پٹ سے اپنی آنکھیں کھولیں۔

www.novelsclubb.com

"ایسے کام تو کرتا ہے میں نہیں۔" راحم نے صوفے پر سے کشن سرحان کو مارتے ہوئے کہا جو بیڈ پر بیٹھا نا جانے کب ٹپکا تھا۔

"جا جا میں نہیں کرتا ایسے کام۔ ابھی تو میں نے خود اپنی ان نیک اور شریف آنکھوں سے تجھے دیکھا ہے کرتے ہوئے۔ بتا ناکس چیز کا وظیفہ کر رہا تھا؟ شاید میرے بھی کسی کام آجائے۔" سرحان نے اشتیاق سے اس سے پوچھا۔

"آنکھیں نیک اور شریف وہ بھی تیری اچھا مذاق ہے۔ اچھا چھوڑ یہ بتا یہاں کیا کر رہا ہے؟ اس وقت تو تجھے بھائی اور بابا کے ساتھ آفس میں ہونا چاہیئے تھا۔" راحم نے بات بدلتے ہوئے پوچھا۔

"آفس سے ہی آیا ہوں۔ ایک تو جب بھی گھر آؤ ہر کوئی یہی پوچھتا ہے۔ تم آج آفس نہیں گئے؟ گھر پر کیا کر رہے ہو۔ آفس نہیں جانا کیا؟ ویسے بھی برو نے مجھے لنچ کے بعد چھٹی کرنے کا کہا ہے۔" سرحان نے دیوار کی طرف جس پر بہت سی تصاویر لگی ہوئی تھیں دیکھتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

"وہ اس لیے کیونکہ جب تم گھر پر نہیں ہوتے تب سکون ہوتا ہے۔ ایک منٹ سچ سچ بتائیں تو نے ان دونوں کو تو میرے آنے کے بارے میں نہیں بتایا؟" راحم نے اچانک کسی خدشے کی وجہ سے پوچھا۔

"نہیں بتایا۔"

"سچ میں؟"

"کھاؤں تیری قسم؟"

"نہیں رہنے دے بھری جوانی میں مروائے گا۔ پکا ناں کہ تو نے کسی کو بھی نہیں بتایا؟" راحم نے پھر سے تصدیق چاہی۔

"میں نے کہا کہ ان دونوں میں سے کسی کو نہیں بتایا۔ بس ہانی کو بتایا ہے۔ ساتھ یہ بھی بولا ہے جب تک میں نہ کہوں کسی کو مت بتائے۔" سرحان نے جن نظروں سے دیکھا اسکا مطلب سمجھتے ہی راحم نے ایک اور کشن اسے مارا۔

"بتا کیا کرنا ہوگا تیرا یہ منہ بند کرنے کے لیے؟" راحم نے دانت پیستے ہوئے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"زیادہ کچھ نہیں بس کل اپنے فیورٹ ریسٹورنٹ مین ناشتہ کروادینا۔ ویسے تو تو نے اپنے آنے کی ٹریٹ دینی نہیں میں نے سوچا ویسے نہیں تو ایسے ہی صحیح۔" سرحان نے دانت نکوستے ہوئے کہا۔

"ایک نمبر کا کمینہ ہے تو۔" راحم کا دل کیا اسکا سر کسی دیوار پر دے مارے۔

"بری بات کسی نیک شخص کو کمینہ نہیں کہتے اور میں بتاتا ہوں بی جی کو کہ آپکا یہ پوتا باہر سے بگڑ کر آیا ہے۔" اس سے پہلے راحم اسکا سر سچ میں کسی دیوار پر دے مارتا سرحان دم دبا کر بھاگ گیا۔

"ہم کمینہ ویسے کا ویسا ہی ہے۔" راحم ہنستے ہوئے بولا۔ ایک سال وہ اسی چیز کو تو مس کرتا رہا تھا۔ اسی سکون کو جو صرف یہاں آکر ملا تھا اپنوں کے درمیان آکر۔

سرحان کے جانے کے بعد اس نے ایک نظر اپنے فون کو دیکھا جس پر سرحان کے آنے سے تھوڑی دیر پہلے گل سے بات ہوئی تھی اور دوبارہ سے صوفے پر ٹیک لگا کر آنکھیں موند گیا۔

★☆☆☆☆☆★

"بھائی آپ سچ کہہ رہے ہیں؟" گل نے کوئی دسویں بار راحم سے پوچھا۔

"ہاں بھئی سچ کہہ رہا ہوں کہ کسی نے کچھ نہیں کہا اگر جھوٹ بول رہا ہوتا تو ابھی تم سے بات نہ کر رہا ہوتا بلکہ فرشتوں کو اپنا حساب کتاب دے رہا ہوتا۔"

"بھائی۔" گل نے تنبیہہ دہ لہجے میں راحم کو پکارا۔

www.novelsclubb.com

"اچھا پہلے رونا تو بند کرو ورنہ میں نے فون بند کر دینا ہے اور تمہاری دوست کیا سوچے گی کہ کس روتو سے دوستی کرلی۔" راحم نے شرارت سے کہا۔

"اچھا نہیں روتی بس پریشان ہو گئی تھی فون بھی ٹوٹ گیا تھا اور آپ نے بھی کال نہیں کی۔" گل اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔

"میں نے فون کیا تھا مگر آپ کا فون بند جا رہا تھا مجھے کیا پتا تھا کہ ٹوٹ گیا ہے اور میں خود پریشان ھو گیا تھا۔ شکریہ آپکی فرینڈ کا۔ اچھا اپنی دوست سے بات کروانا۔"

"کیوں آپ نے اس سے کیا کہنا ہے؟" گل نے مشکوک انداز میں سوال کیا۔

"میں نے تمہارے حوالے سے ہی کچھ کہنا ہے۔ بات کرواؤ۔"

"اچھا یہ لیں بات کریں اور اپنا خیال رکھیے گا اور ماما بابا اور سب کو سلام کہیے گا میرا۔ اللہ حافظ۔" گل نے فون اریحہ کی طرف بڑھایا جو بینچ پر بیٹھی اسی کو دیکھ رہی تھی۔

"یہ لو بھائی نے کچھ ضروری بات کرنی ہے اور میں جا رہی ہوں ورنہ لیڈی ڈیوڈ پریشان ہو جائیں گی۔"

www.novelsclubb.com

"او کے اپنا خیال رکھنا اللہ حافظ۔" اریحہ نے اسکو باہر تک چھوڑا اور فلیٹ کا دروازہ بند کر کے فون کان سے لگایا۔

"السلام علیکم!" اور چلتے ہوئے اپنے کمرے میں آگئی۔

"وعلیکم السلام! کیسی ہیں آپ؟"

"ممیں ٹھیک۔آ آپ نے کچھ ضروری بات کرنی تھی؟" اریحہ اپنی پوری کوشش کے باوجود اٹک گئی۔

"آپ نروس نا ہوں میں نے بس آپ کو شکریہ کہنا تھا۔"

"کس بات کا؟" اریحہ نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"گل کا اتنا خیال رکھنے کے لیے اور۔۔"

www.novelsclubb.com

"اور؟"

"اور اسے اپنے موبائل سے فون کرنے کی اجازت دینے کے لیے۔"

"اس میں شکریہ کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ میری دوست ہے اور میرا فرض بنتا ہے اسکی ہیلپ کرنے کے لیے۔ اوکے میں فون رکھتی ہوں مجھے ایک ضروری کام ہے۔ اللہ حافظ۔" یہ کہہ کر اریحہ نے فون بند کر دیا اور اپنی نروسنیس کو کم کرنے کے لیے گہرے گہرے سانس لینے لگی۔ شاید اس لیے کیونکہ کبھی اس نے کسی مرد سے بات نہیں کی تھی۔

فون رکھ کر اسنے سائیڈ ٹیبل سے ایک بلیک کلر کی پرانی مگر خوبصورت سی ڈائری اٹھالی اور اسے بے ترتیب کھول کر ایک جملہ پڑھنے لگی۔

"ایک نامحرم کبھی دوست نہیں ہوتا گڑیا، وہ قبر کا سانپ ہوتا ہے یا جہنم کا انگارہ۔" اس جملے کو پڑھ کر اریحہ کو اپنے اندر سکون تیرتا ہوا محسوس ہوا۔ اور اسنے ڈائری بند کر کے اسکی مخصوص جگہ پر رکھی اور بیڈ کی پشت سے ٹیک لگا کر اپنی آنکھیں موندلیں۔

★☆☆☆☆☆★

www.novelsclubb.com

تیری آزمائشوں سے ہوں بے خبر

یہ میری نظر کا قصور ہے

میری راہ میں قدم قدم

کہیں عرش ہے کہیں طور ہے

یہ بجا ہے مالکِ دو جہاں

میری بندگی میں فتور ہے

یہ خطا ہے میری خطا مگر

تیرا نام بھی تو غفور ہے

یہ بتا! میں تجھ سے ملوں کہاں

مجھے تجھ سے ملنا ضرور ہے

کہیں دل کی شرط نہ ڈالنا

ابھی دل گناہوں سے چور ہے

تو بخش دے مرے سب گناہ

تو رحیم ہے تو غفور ہے۔

★☆☆☆☆☆★

www.novelsclubb.com

سورج کے نکلنے کی وجہ سے ٹھنڈ میں تھوڑی سی کمی آئی تھی مگر وقفے وقفے سے سرد ہوا چلنے کی وجہ سے موسم میں اب بھی خنکی موجود تھی۔وہ دونوں رکشے میں سوار اپنے گھر کی جانب روانہ تھیں۔تاشفہ اب بھی اسی لڑکی کو سوچ رہی تھی کہ اس نے اس لڑکی کو پہلے کہاں دیکھا ہے اور قرہ وہ تو ایک سال پہلے کے سفر میں نکلی ہوئی تھی۔ چلیں پھر ہم بھی ایک سال پہلے کے ہوئے واقعے پر تھوڑی نظرِ ثانی کر لیتے ہیں۔

(تقریباایک سال پہلے)

"جلدی پاؤں چلالے قرہ ورنہ سر پاشا نے سب کے سامنے تیری میٹھی میٹھی کر دینی ہے۔ شکر ہے گاڑی میں رہ گئی تھی ورنہ انکل کو گھر جانا پڑتا۔" سر پاشا نے ان کو اسائنمنٹ بنانے کے لیے دی تھی جو اسنے رات سونے سے پہلے بنا تو لی تھی پر صبح آتے ہوئے گاڑی میں ہی بھول گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

کلاس سٹارٹ ہونے سے دس منٹ پہلے جب تاشی نے اس سے اسائنمنٹ نکالنے کا بولا تب اس پر یہ آشکار ہوا کہ وہ اسائنمنٹ گھر بھول آئی ہے اور اب اس کو سر پاشا چھوڑیں گے

نہیں کیونکہ وہ کسی بچے کی بے عزتی کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ باتوں باتوں میں اتنی میٹھی میٹھی کرتے کہ اگلا بچہ دو دن تک اپنا منہ چھپاتا پھرتا۔

تاشی نے اپنے بابا کو کال کر کے کہا تو انہوں نے اسائنمنٹ لانے کی ہامی بھر لی۔ قرہ کو اسائنمنٹ کے ساتھ دیر سے کلاس میں جانا بغیر اسائنمنٹ کے جانے سے بہتر لگا اور اب وہ انکل سے اسائنمنٹ لے کر سپیڈ میں کلاس کی طرف ہی جا رہی تھی جہاں تاشی کلاس کے باہر کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ ٹائم دیکھنے کے لیے اس نے جیسے ہی منہ نیچے کیا کہ ایک دم سے سامنے سے آتے ہوئے شخص کے ساتھ اسکا زبردست قسم کا تصادم ہوا۔

"ہائے میں مر گئی۔" قرہ نے اپنا سر پکڑتے ہوئے دہائی دی۔

"آئیم سوری مس۔" سامنے والا بھی شاید جلدی میں تھا۔

قرہ نے بھی معافی مانگنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ اس کی نظر سامنے والے کے ہاتھ میں موجود کافی پر گئی اور یہ دیکھتے ہی اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ اس نے آہستہ آہستہ اپنے ہاتھ میں موجود اسائنمنٹ پر نظر ڈالی تو وہاں کافی نے اپنا معرکہ مارا ہوا تھا۔ وہ کہیں سے بھی

www.novelsclubb.com

صاف ستھری تیار شدہ اسائینمنٹ نہیں لگ رہی تھی۔اپنی اسائینمنٹ کی یہ حالت دیکھ کر قرہ کا دماغ گھوم گیا۔

"واٹ دا ہیل۔۔۔"وہ اتنی زور سے چیخی کہ آس پاس سے گزرتے اسٹوڈنٹس اپنے کانوں پر ہاتھ رکھنے پر مجبور ہو گئے۔

"یہ۔۔۔یہ کیا کیا تم نے دیکھ کر نہیں چل سکتے تھے کیا۔اندھے ہو کیا نظر نہیں آتا۔یہ آنکھوں پر سے اندھوں والا چشمہ اتارو تو کچھ دکھائی دے نا۔"بچاری کو تو اپنی ہونے والی شامت کا سوچ سوچ کر ہول پڑ رہے تھے۔

"او ہیلو میڈم! میں اندھوں کی طرح چل رہا تھا یا آپ۔ہم دونوں میں سے یہ بات آپ اچھی طرح جانتی ہیں اور آپ کو تمیز نہیں ہے بات کرنے کی ایک تو آپ کی غلطی ہونے کے باوجود میں آپ سے سوری کر رہا ہوں اوپر سے آپ بد تمیزی کر رہی ہیں۔"حدیر جو اس سے معافی مانگ کر نکل رہا تھا قرہ کی باتیں سن کر جل بھن گیا۔پہلے ہی وہ غصے میں تھا اوپر سے اس لڑکی کی باتوں نے اس کا میٹر مزید گھما دیا۔

"میں بد تمیزی کر رہی ہوں؟ سب جانتے ہیں تم جیسوں کو لڑکی دیکھی نہیں منہ اٹھا کر ٹکرانے آجاتے ہو۔"

"انف از انف مس میں کب سے آپکی بد تمیزی برداشت کر رہا ہوں اسکا مطلب یہ نہیں کہ مجھے بولنا نہیں آتا میرے منہ میں زبان نہیں ہے مگر وہ کیا ہے نہ کہ مجھے بات کرنے کی تمیز آتی ہے جو آپ میں بلکل بھی نہیں ہے۔"

"میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں لیکچر کب سے سٹارٹ ہو گیا ہے اور تم یہاں کھڑی جھگڑا کر رہی ہو۔" حدیر اور کچھ بولتا اتنے میں تاشفہ بھاگتی ہوئی قرہ کے پاس آئی اور تیوری چڑھا کر پوچھنے لگی۔

"میں نہیں لڑ رہی بلکہ یہ بد تمیز لڑ رہا ہے مجھ سے۔" صاف جھوٹ پر حدیر کا منہ کھل گیا۔

"او ہیلو مس۔۔۔ جو بھی ہے آپ کا نام میں نہیں بلکہ آپ کی یہ بد لحاظ دوست مجھ سے لڑ رہی ہیں۔ ایک تو یہ اندھوں کی طرح چل رہیں تھیں تو ان کی جگہ میں نے ان سے معافی مانگی مگر اوپر سے یہ مجھ پر ہی چڑھ دوڑیں۔ بیشک آپ یہاں پر موجود کسی سے بھی پوچھ لیں۔"

"میں بدلحاظ ہوں ہاں تو ٹھیک ہے پھر یہ لو۔"

اس سے پہلے حدیر کچھ سمجھتا قرہ نے اس کے ہاتھ سے گلاسس لیں اور اس کو دو ٹکروں میں تقسیم کر دیا۔اپنی جان سے پیاری گلاسس کی یہ حالت دیکھ کر حدیر صدمے میں چلا گیا۔

"حدیر۔۔۔" احراد جو کب سے حدیر کا انتظار کر رہا تھا اس کے اتنی دیر سے نا آنے پر ڈھونڈتا ہوا یہاں پہنچ گیا اور یہاں کے حالات کو سمجھتے ہوئے اسے اپنی طرف متوجہ کیا مگر حدیر اپنے چشمے کے ٹوٹنے کے صدمے میں احراد کو سن ہی نا پایا۔

"سوری بھائی مجھے پتا ہے کہ اس کی غلطی ہے بٹ اسکی طرف سے میں سوری کرتی ہوں۔"تاشفہ نے احراد سے معذرت کرتے ہوئے کہا۔اسکے ایسے کہنے پر قرہ نے آنکھوں میں نمی لیے تاشفہ کی طرف دیکھا اور وہاں سے چلی گئی۔

"بھائی اگین سوری اور ان گلاسس کے لیے بھی۔"تاشفہ نے قرہ کے پیچھے جانے سے پہلے کہا اور چلی گئی۔

"قرہ۔۔۔قرہ میری بات سنو یار۔اب تو تم نے اسکی گلاسس بھی توڑ دی ہیں اور میں نے وہ سب لڑائی ختم کرنے کے لیے کہا تھا اور کونسا پہلی دفعہ کہا تھا۔اس میں رونے والی کیا بات ہے؟"تاشفہ قرہ کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے بولی۔

"میں نے کب کہا کہ میں اس وجہ سے رو رہی تھی؟"اس نے تھی پر خاصا زور دیا۔قرہ کے ایک دم مڑنے سے تاشفہ اس سے ٹکراتے بچی۔

"ہاں تو پھر کیوں رو رہی تھی؟"

"سر پاشا کے عتاب سے ڈر کر رو نہیں رہی تھی رونے والی ہو گئی تھی۔"

"لو میں تو بتانا ہی بھول گئی کہ آج سر پاشا نے لیکچر لیا ہی نہیں۔"تاشفہ کی بات پر قرہ نے اسے ایسے دیکھا جیسے وہ اسکے لیے تازہ تازہ نکلی ہوئی لوٹری کا ٹکٹ لائی ہو کہ یہ لو قرہ میڈم یہ تم لے لو مجھے اسکی ضرورت نہیں ہے۔

"تم سچ کہہ رہی ہو؟"

"بلکل۔"

"ہاااااا تھینک یو اللہ جی آپ نے بچا لیا۔"

حال:

"آ گیا یاد۔۔۔"تاشفہ اتنی زور سے بولی کہ رکشے والے انکل نے بھی مڑ کر دیکھا۔قرہ نے چونک کر تاشفہ کو دیکھا۔

"آگیا یاد کہ وہ لڑکی کون تھی۔"تاشفہ نے قرہ کو جوشیلے انداز سے دیکھا۔

"اب بک بھی دے کہ کون تھی وہ؟"قرہ نے بے زاری سے پوچھا۔

"ارے یاد کر جب ہم کچھ دن پہلے کالج گئے تھے تو وہاں جو ہمیں پیاری سی لڑکی ملی تھی وہ وہی تھی۔"تاشفہ نے اس کی بیزاری کو خاطر میں لائے بغیر بتایا۔

"اچھا چلو شکر تجھے یاد آگیا ورنہ تجھے کھانا ہضم نہیں ہونا تھا۔"قرہ نے کوفت زدہ لہجے میں کہا۔

www.novelsclubb.com

"ایک منٹ تجھے ہوا کیا ہے اچانک سے؟ جتنی تو نے ٹریٹ ٹریٹ لگا رکھی تھی کھانا تو ویسے کھایا نہیں۔کہیں وہاں ہوئے ہنگامے کی وجہ سے تو نہیں؟"تاشفہ نے اس سے پوچھا۔

"نہیں یار بس دل نہیں کر رہا تھا مگر وہ ویٹر تو تمہارے بیگ سے اٹکا تھا نا؟"

"ہاں یار میں سوری کرنے ہی لگی تھی پر وہ پہلے ہی اٹھ کر اپنی بہن کے پاس چلا گیا اور اسکا غصہ دیکھا تھا کتنا خطرناک تھا میں تو پھر ڈر کی وجہ سے بول ہی نہ پائی۔اگلی دفعہ جب کہیں ملے گیں معافی مانگ لونگی۔"تاشفہ نے اس کے سوال پر وضاحت دی۔

"تمہیں کیسے یقین ہے کہ اگلی دفعہ بھی ملنا ہے؟"

"دیکھو ایک سال بعد بھی تو ملے ہیں نا۔ آگے بھی مل ہی جائینگے۔"تاشفہ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ہمم۔"قرہ نے صرف سر ہلایا وہ اب بھی کسی سوچ میں گم تھی۔(اب ہر سوچ تو نہیں بتاؤں گی نا ورنہ مزہ کیسے آئیگا سمجھا کریں نہ۔)

★☆☆☆☆☆★

رات کے گیارہ بجے اس نے سلام کرتے ہوئے لاؤنج میں قدم رکھا تو گھر میں خاموشی پاکر ٹھٹک گیا۔ارتسام صاحب کسی کام کے سلسلے میں شہر سے باہر گئے ہوئے تھے اور ان کی غیر موجودگی کے موقع پر ان تینوں کا رت جگا لازم ہوتا مگر آج گھر میں غیر معمولی خاموشی اس کے لیے ٹھٹکنے کا باعث تھی۔

"السلامُ علیکم آج دیر نہیں ہوگئی تمہیں؟" ماہین بیگم دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سن کر باہر آئیں اور حدیر کو پاکر سلام کیا۔

"وعلیکم السلام ہاں امی بس سائٹس پر وقت کا پتا ہی نہیں چلا۔ یہ اتنی خاموشی کیوں ہے گھر میں؟ راد کی گاڑی تو باہر ہی کھڑی ہے۔"

"ہاں اپنے اپنے کمروں میں ہیں دونوں۔ میں خود پریشان ہوں۔ حانم کالج سے آتے ساتھ کمرے میں بند ہوگئی اور کھانا بھی نہیں کھایا اور راد بھی اسکو گھر چھوڑ کر باہر سے ہی چلا گیا۔ ایک گھنٹے پہلے آیا ہے اور کمرے میں بند ہوگیا۔ کھانے کا پوچھنے گئی تو منع کر دیا۔ حانم نے بھی دروازہ نہیں کھولا۔ تم بتاؤ تم نے بھی کھانا کھانا ہے یا نہیں؟" ماہین بیگم نے تیوری چڑھا کر پوچھا کہ منع تو کر کے دکھاؤ ذرا۔

"میں اکیلا نہیں وہ دونوں بھی کھائیں گے۔ آپ کھانا لگائیں میں ذرا ان کو دیکھتا ہوں۔" حدیر نے اپنی ماں کے تیور دیکھتے ہوئے کھانا کھانے میں ہی عافیت جانی اور یہ کہتے ہوئے حانم کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

★☆☆☆☆☆★

"گڑیا؟" حدیر نے حانم کے کمرے کا دروازہ کھٹکٹاتے ہوئے اسے پکارا۔ تھوڑی دیر بعد لاک کھولنے کی آواز آئی جیسے ہی حدیر اندر گیا حانم اس کے ساتھ لگ کر رونا شروع ہو گئی۔

"ارے حانم کیا ہوا رو کیوں رہی ہو؟" حدیر نے پریشانی سے پوچھا۔

"کیا ہوا راد نے کچھ کہا ہے؟" اس کے پوچھنے پر حانم نے نفی میں سر ہلایا۔

"پھر کالج میں کچھ ہوا ہے؟" حانم نے پھر سے نفی میں سر ہلایا۔

"پھر بتاؤ تو سہی کہ ہوا کیا ہے؟ اپنی آنکھیں دیکھو رو رو کر انکا حشر کر دیا ہے۔ راد نے دیکھ لیا نا تو وہ بھی پریشان ہو جائے گا۔ ایک دم چڑیل لگ رہی ہو۔" اسکے چڑانے پر بھی حانم نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"مت بتاؤ میں راد کی خبر لے کر آتا ہوں کہ کیا کہا ہے اسنے میری بہن کو؟" وہ جانے لگا تو حانم نے اسے پکڑ لیا۔

"بھیا نے کچھ نہیں کہا۔"

"اچھا پھر کیا ہوا ہے جو امی کو بھی پریشان کر دیا ہے کھانا نہ کھا کر؟" حدیر حانم کو پکڑ کر بیڈ پر لے آیا اور اس کو بیٹھا کر خود گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھ گیا۔

اس کے پوچھنے پر حانم نے ریسٹورنٹ میں ہونے والا سارا واقعہ الف سے یے تک سنا دیا اور پھر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"تو اس میں اتنا رونے والی کیا بات ہے؟ ہاں۔ تمہیں تو کہیں لگی نہیں نہ؟"

"بھائی یہ بات نہیں ہے۔ بھیا کو اتنا غصہ آیا تھا۔"

"حانم تم جانتی ہو نا کہ وہ اپنوں کے معاملے میں کتنا جذباتی ہے۔ اسے کسی بھی بات پر جلدی غصہ نہیں آتا اور نا وہ میری طرح، ڈیڈ کی طرح، راحم کی یا کسی اور کی طرح بھی غصہ کرتا ہے۔ اسے بہت کم غصہ آتا ہے وہ بھی تب جب کوئی بات اس کے اپنوں سے ریلیٹڈ ہو اور سب سے زیادہ تمہارے اور ہانی کے متعلق ہو۔ یہ بات تو تم اچھی طرح جانتی ہو پھر بھی اتنا پریشان ہو رہی ہو۔" حدیر نے اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"مگر بھائی اصل بات یہ نہیں ہے۔" حانم نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ اسکی بات پر حدیر کے ماتھے پر بل آ گئے۔

"پھر کیا بات ہے؟"

"آپ پہلے وعدہ کریں کہ مجھ پر غصہ نہیں ہونگے۔"

"حانم۔۔۔"

"بھائی پہلے وعدہ کریں۔"

"ٹھیک ہے نہیں ہوٗنگا۔اب بتاؤ کیا بات ہے؟" حدیر کو اب کچھ گڑبڑ محسوس ہوئی۔

"وہ م۔۔۔مجھے بھیا کے ان انکل کے ساتھ رویے پر بہت غصہ آگیا تھا ت۔۔۔تو میرے جو منہ میں آیا میں نے بھیا کو وہ بول دیا۔" حانم نے اپنی تمام تر ہمت جمع کر کے حدیر کو بتانا شروع کیا۔

"ہاں تو اس میں اتنا رونے والی کیا بات ہے۔ویسے بھی وہ تمہاری کسی بھی بات کا برا نہیں مناتا خاص کر تمہاری اور ہانی کی۔" بھائی کی بات پر حانم نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا کہ آیا وہ اسے بتائے یا نہ بتائے۔

www.novelsclubb.com

"بھائی میں نے انہیں کچھ ایسا ویسا نہیں کہا تھا بلکہ۔۔۔" جیسے جیسے حانم بتاتی گئی حدیر کے چہرے کے تاثرات سخت ہوتے گئے۔ خاموش ہو کر حانم نے اسکی طرف دیکھا جس کے جبڑے غصے کے باعث بھینچے ہوئے تھے۔

"سوری۔" کچھ دیر خاموشی کے بعد حانم کی ہلکی سی آواز کمرے میں گونجی۔ حدیر نے اپنے غصے کو کنڑول کر کے حانم کو افسوس سے دیکھا جو شرمندہ سی سر جھکائے بیٹھی تھی۔

"اب شرمندہ ہونے کا کیا فائدہ جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا۔ تمہیں پتا ہے نہ کہ ہم ہر چیز واپس لے سکتے ہیں سوائے دو چیزوں کے۔ ایک کمان سے نکلا ہوا تیر اور دوسرا منہ سے نکلے ہوئے الفاظ۔ مگر تم جانتی ہو کہ میرے لیے ایک تیسری چیز بھی ہے اور وہ ہے ہمارے جملوں کے پیچھے چھپے ہوئے لہجے۔ ہم اپنے الفاظ کی تلافی تو کر سکتے ہیں پر لہجوں کی نہیں اور سب سے خطرناک جملے جانتی ہو کونسے ہوتے ہیں؟ وہ جن کے لہجے تلخ، سفاک اور بے تاثر ہوتے ہیں جو اگلے بندے کی روح کو بھی فنا کر دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔"

وہ حانم کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر اسے نرمی سے سمجھا رہا تھا اور حانم غور سے اس کی باتیں سن رہی تھی کیونکہ اسکا یہ والا بھائی کبھی کبھی ہی ایسی باتیں کرتا تھا۔

"اور معافی بھی اسی سے مانگو اپنے رویے کی۔ چلو شاباش۔" حدیر نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"مگر وہ بہت ہرٹ ہوئے ہونگے۔" حانم بھی اٹھتے ہوئے بولی۔

"یہ تو ہے۔ چلو جا کر اسے مناؤ اور کھانے کے لیے نیچے لے کر آؤ۔ تم دونوں کی وجہ سے امی بھی پریشان ہو گئی ہیں میں بھی فریش ہو کر آتا ہوں۔"

"اوکے میں جاتی ہوں۔" حانم نروس سی ہو کر کمرے سے نکل گئی۔ پیچھے حدیر نے ایک گہرا سانس لیا۔ اسے حانم پر غصہ تو بہت آیا تھا مگر اسکو اپنی حرکت پر پچھتاوا تھا بھی کے لیے وہی کافی تھا۔ جانتا تھا احراد کو کتنی تکلیف ہوئی ہو گی حانم کے منہ سے وہ سب سن کر۔ اپنا سر جھٹکتے ہوئے حدیر بھی فریش ہونے کے لیے اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

★☆☆☆☆☆★

"بھیا میں آجاؤں؟" حانم نے دروازہ کھولتے ہوئے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ احراد جو آنکھیں بند کیے صوفے کی پشت پر سر ٹکائے بیٹھا ہوا تھا سیدھا ہو گیا۔

"ہاں گڑیا آجاؤ تمہیں کب سے اجازت لینے کی ضرورت پڑ گئی۔" حانم چلتے ہوئے اس کے پاس آگئی اور کان پکڑ کر بولی۔

"آئیم سوری بھیا۔ مجھے معاف کر دیں میں نے وہ سب جان بوجھ کر نہیں کہا تھا۔ وہ بس غصے میں میرے منہ سے نکل گیا تھا۔ سوری میں نے آپ کو ہرٹ کیا۔" احراد نے خاموشی سے اس کی پوری بات سننے کے بعد اس کو پکڑ کر اپنے پاس صوفے پر بٹھایا اور خود بھی اسکی طرف رخ موڑ لیا۔

"آج کہہ دیا مگر آئندہ مت کہنا۔ مجھے پتا ہے کہ آپ نے جان بوجھ کر نہیں کہا تھا بس غصے میں کہا تھا اور روئی کیوں پتا ہے نا کہ مجھے آپ روتے ہوئے بلکل اچھی نہیں لگتی۔ اب اچھے بچوں کی طرح سمائل کرو۔" اسکی بات پر حانم ذرا سا مسکرائی۔

"مگر آپ میری باتوں سے ہرٹ ہوئے تھے۔" حانم کی بات پر احراد نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہرٹ تو ہوا ہوں۔" اس کی بات پر حانم کی آنکھوں میں پھر سے نمی جمع ہونے لگی۔

"لیکن اگر آپ میری ایک بات مان لو گی تو کچھ ہو سکتا ہے۔" احراد کو اپنی بات منوانے کے لیے اس سے اچھا موقع شاید دوبارہ نا ملتا۔

"اور وہ کیا؟" حانم اپنے بھیا کو منانے کے لیے کچھ بھی کر سکتی تھی پھر تو یہ صرف ایک بات ماننی تھی۔

"وہ۔۔۔میں۔۔۔" احراد کو سمجھ نہیں آئی کہ وہ بات کہاں سے شروع کرے۔

"وہ میں نے سوچا مطلب فیصلہ کیا ہے کہ میں اب یہاں سے چلا جاؤں۔ میں نے ایک گھر لیا ہے وہاں ایک دو دن میں شفٹ ہو جاؤں گا۔امی اور ڈیڈ سے پرمیشن لے لی ہے اور دیر کو بھی بتا دیا ہے۔ وہ اسی بات پر خفا ہے مجھ سے۔ میں نے سوچا تھا کہ وہ مان جائے تو ہم دونوں مل کر تمہیں منالیں گے پر وہ خود مان ہی نہیں رہا۔" اپنی بات کہہ کر احراد نے حانم کو دیکھا جو منہ کھولے شاک میں اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"پریشان مت ہو میں روز آیا کروں گا اور گھر بھی یہاں پاس میں اس سے اگلی سٹریٹ میں ہی ہے۔ آپکا بھی جب دل چاہے آجایا کرنا پر پلیز گڑیا مان جاؤ مجھے اب یہاں رہنا اچھا نہیں لگتا۔"

حانم نے کچھ بولنے کے لیے منہ کھولا پھر بند کر لیا اگر اس وقت کوئی اور سچویشن ہوتی تو وہ اس بات پر بہت ہنگامہ کرتی مگر اس وقت اسے یہ بات مان لینی چاہیے۔اسکی یہ بات مان لینے سے اگر راد بھیا اس سے راضی ہو جاتے ہیں تو ٹھیک ہے وہ اعتراض نہیں کرے گی۔

"بھیا آپ ہمیں بھول تو نہیں جائیں گے نا؟"

"لو اس میں بھولنے والی کیا بات ہے اور ہو سکتا ہے کہ میں آپ لوگوں کو بھول جاؤں اور ویسے بھی بھول کر میں نے شہید تھوڑی نا ہونا ہے تمہارے بھائی کے ہاتھوں۔"

"مگر آپ صرف رات کو وہاں جایا کریں گے۔"

"ڈن۔" حانم نے شرط رکھی جسے راد نے مان لیا۔

"مگر بھیا امی کیسے مانیں؟"

www.novelsclubb.com

"امی کیسے مانیں۔ تمہارے بھیا نے اپنی آزادی ختم کروانے کا فیصلہ مان کر۔" راد نے مسکین شکل بنا کر بتایا۔

"اوہو وسو سیڈ نا بٹ بہت اچھا کیا ماما نے۔" حانم نے ہنستے ہوئے کہا۔اسکی بات پر راد بھی مسکرا دیا وہی دھیما سا اپنے ازلی انداز میں۔

"اچھا باقی باتیں بعد میں کریں گے ابھی نیچے چلیں اور کھانا کھائیں۔" حانم نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"گڑیا سچ میں مجھے بھوک نہیں ہے۔آپ جا کر کھالو۔"

"مگر بھیا آپ نے دوپہر کو بھی میری وجہ سے نہیں کھایا تھا۔"

"میں نے آفس میں کھالیا تھا ابھی دل بھی نہیں کر رہا بس ایک کپ کافی پلا دو۔"

"وہ تو آپ کو مل ہی جائے گی۔"

"نہیں آج نہیں ملنے والی وہ مجھ سے اچھا خاصا ناراض ہے۔"

"مل جائے گی جب میں نیچے جا کر بتاؤں گی کہ آپ نے کھانا نہیں کھانا۔ دیکھ لیجیے گا بس آپ ٹائم سے چلے جانا۔"

www.novelsclubb.com

"اوکے باس اور کوئی حکم؟" راد نے ماتھے پر ہاتھ لے جا کر کہا۔ حانم راد کے اس انداز پر ہنستی ہوئی کمرے سے چلی گئی۔

اس کے جانے کے بعد احراد استہزایہ ہنسا۔ شاید یہ ازل سے تھا کہ جن سے وہ بے تحاشا محبت کرتا ہے وہی اسکو تکلیف سے دوچار کرتے ہیں۔ اسنے دوبارہ سے ٹیک لگا کر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اسکے کانوں میں کئی سال پہلے کسی کے کہے گئے الفاظ گونجنے لگے۔

اپنی آزمائش کے دوران پریشان مت ہونا۔ اللہ ہے نا۔

وہ تمہیں سزا نہیں دیتا بلکہ تمہیں اس آزمائش سے گزار کر جزا کے لیے تیار کرتا ہے۔ وہ تمہاری دعائیں رد نہیں کرتا بلکہ انہیں بہتر وقت کے لیے سنبھال لیتا ہے۔ وہ تمہیں تڑپتا ہوا نہیں چھوڑتا بلکہ تمہیں خود تک آنے کا وقت دیتا ہے۔۔۔ تم خود کو خود ہی توڑتے ہو مگر وہ تمہیں جوڑ دیتا ہے۔

تمہیں نہیں پتہ کہ تمہارے منصوبوں کی ناکامی کے بعد اللہ کے پاس تمہارے لیے کیا کچھ ہے۔۔۔ بس یقین رکھو جس کا ملنا تمہیں کہیں سے بھی ممکن نہیں لگتا اس کے پاس تمہارے لیے وہ سب کچھ ہے اور وہ تمہیں سب واپس لوٹا دے گا۔

مگر کون بتائے کہ اب وہ یقین کرنا چھوڑ چکا تھا۔ وہ مایوس ہو رہا تھا۔ وہ ناامیدی کی طرف جا رہا تھا اور وہ ان سب سرگوشیوں اور الفاظوں سے پیچھا چھڑانا چاہتا تھا۔ انہیں بھول جانا

چاہتا تھا کیونکہ وہی الفاظ اسے تکلیف دیتے تھے۔ یہ آواز اسے راتوں کو سونے نہیں دیتی تھی۔ کسی کی کلکاریاں اسے نیند سے اٹھ جانے پر مجبور کر دیتیں تھی۔

اگر ہم بھولنا چاہیں تو بھول سکتے ہیں

ہاں یکسر بھول سکتے ہیں

سراسر بھول سکتے ہیں

مگر یہ بات تو تب ہے ناں!!

اگر ہم بھولنا چاہیں۔

راحم اکثر یہ شعر پڑھا کرتا تھا اور وہ چاہ کر بھی اسے منع نہیں کرتا تھا کہ یہ نہ پڑھا کرے۔ اسے گھٹن ہوتی ہے مگر شاید کہیں اندر بہت اندر وہ یہی چاہتا تھا کہ وہ اس گھٹن میں ختم ہو جائے۔

www.novelsclubb.com

میں نے کہا تھک چکا ہوں!

جواب آیا

لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللّٰهِ

(اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔)

★☆☆☆☆☆★

میری قسمت میں بھی ایسا کوئی سجدہ کر دے

جو مرے سارے گناہوں کا مداوا کر دے

میں تیرا چاہنے والا ہوں مگر ہے حسرت

جن کو تو چاہتا ہے مجھ کو بھی ویسا کر دے

میں غرض جتنا جیوں تیرا ہی بندہ بن کر

ہے میری عرضِ تمنا اسے پورا کر دے

www.novelsclubb.com

رات کے دو بجے ہر کوئی اپنے اپنے بستروں میں نیند کی وادی میں اتر چکا تھا۔ایسے میں ایک گھر کی چھت پر ایک ہیولہ چھت کی دیوار کے ساتھ کھڑا تھا۔اس کے سامنے دیوار پر دو بھاپ اڑاتے کافی کے مگ پڑے تھے۔جو اس ہیولے کے کچھ دیر پہلے آنے کی نشاندہی کر

رہے تھے۔سڑکیں سنسان پڑی تھیں اور دھند کی وجہ سے آگے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔کچھ ہی دیر بعد ایک دوسرا ہیولہ بھی پہلے والے کے کچھ فاصلے پر آکر کھڑا ہو گیا اور پہلے والے کے سامنے سے اپنی طرف کا مگ اٹھالیا۔مگر پہلے والے کے وجود میں کوئی جنبش نہ ہوئی۔دوسرے والے نے جیسے ہی کافی کا ایک گھونٹ لیا اسکے چہرے کے زاویے بدل گئے۔اسنے آرام سے مگ واپس رکھ دیا۔

"کب تک منہ پھلانے کا ارادہ ہے؟"راد(احراد)نے دیر(حدیر)سے پوچھا۔مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"دیر دیکھ مان جانا۔یہ پہلے ہی ہمارے بیچ طے ہو گیا تھا۔اب تو اعتراض کیوں کر رہا ہے۔مجھے لگا تھا کہ تو اس فیصلے میں میرا ساتھ دیگا تو باقیوں کو راضی کرنا آسان ہو جائیگا۔مگر یہاں تو اُلٹا ہو گیا۔تیرے علاوہ سب راضی ہو گئے ہیں۔"راد کی بات پر دیر نے اچھنبے سے اسکی طرف دیکھا۔

"حانم مان گئی؟"

"ہاں مجھے لگا تھا نہیں مانے گی شاید مجھے فیصلہ بدلنے پر مجبور کر دے مگر وہ تو آسانی سے مان گئی۔" یہ سن کر دیر نے اپنا سانس خارج کیا ایسا کرنے پر اسکے منہ سے دھواں نکلا۔ جانتا تھا وہ کیوں مانی ہو گی۔ دیر نے اپنا سر جھٹکا اور کہا۔

"جانا ضروری ہے؟" دیر کے سوال پر راد نے اپنی نظریں چرائیں۔

"مجھے تمہارا درد سمجھنے کے لیے تمہاری آنکھوں میں دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارا چہرہ دیکھے بغیر بھی میں تمہاری آواز سے تمہارا درد محسوس کر سکتا ہوں اور جب تم پاس ہوتے ہو تو تمہارے جسم سے نکلی ہوئی شعائیں تمہارے اندر کے درد کو مجھ پر تحریر کر دیتی ہیں۔ میں تم سے دور ہونے کے باوجود بھی تمہاری دسترس سے نکل نہیں پاتا ہوں۔ اس لیے نظریں چرانا فضول ہے۔" یہ کہہ کر دیر نے اپنا مگ اٹھالیا۔

"کب تک شفٹ ہونا ہے؟" دیر نے سامنے دیکھتے ہوئے سرسری سا پوچھا۔ "آج رات تک۔" راد نے بھی اپنی نظریں سامنے مرکوز کر لیں۔ اب دونوں سامنے دیکھ رہے تھے۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو مخفی رکھنے یا ایک دوسرے

کی آنکھوں میں نمی نا دیکھنے کے لیے اپنی نظریں چرانے کی کوشش کر رہے تھے یہ اندازہ لگانا مشکل تھا۔اتنے سالوں میں پہلی بار وہ دونوں علیحدہ ہو رہے تھے۔

"ایک سوال پوچھوں؟" کچھ دیر بعد دیر کی آواز نے خاموشی کو توڑا۔

"پوچھ لے۔تجھے کب سے اجازت لینے کی ضرورت پڑ گئی۔" دیر کا شدت سے دل چاہا کہ ایک کرارا سا طنز کا تیر پھینکے مگر اسنے اپنی اس خواہش کو دل کے ایک کونے میں تھپک کر سلا دیا۔

"نہیں ایسا سوال پوچھنے کے لیے لینی پڑتی ہے۔"

"پوچھ۔۔"

"رہنے دے۔" دیر کے انکار پر راد نے سر جھٹکا۔خاموشی۔۔۔دونوں کے پاس الفاظ ختم ہو گئے تھے۔مگر خاموشی بول رہی تھی۔کبھی کبھی خاموشی بہت گہرے لفظوں کا تبادلہ کرتی ہے۔اور خاموشی بے سبب نہیں ہوتی۔

کبھی کبھی ہماری چپ اور خاموشی کے پیچھے باتوں اور جذبوں کا پورا سمندر ہوتا ہے اور تب ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ہم صرف اس خاموشی کو بولنے دینا چاہتے ہیں۔

"اپنی پی لو۔میری کو کیوں نظر لگا رہے ہو؟" دیر نے مسکراہٹ دباتے ہوئے راد سے کہا جو اپنے مگ کو حسرت سے دیکھنے کے بعد اس کو گھور رہا تھا۔

"پینے کے قابل ہوتی تو ضرور پی لیتا۔" اس کی بات پر راد نے دانت پیسے۔

"اب اتنا بھی کیا نخرہ۔ کبھی کبھی انسان کو کڑوی کافی پی لینی چاہیئے۔ صحت کے لیے اچھی ہوتی ہے۔" دیر نے آنکھیں پٹپٹا کر کہا۔اسکی بات پر راد نے اپنی آنکھیں گھمائیں۔اتنا تو وہ اسے جانتا تھا کہ اسنے بدلہ لیا ہے اور آج کافی کے بغیر ہی گزارا کرنا پڑے گا کیونکہ کچن سے چینی بھی غائب ملنی تھی۔

آج چھٹی تھی اور لیڈی ڈیوڈ نے اپنے کسی رشتہ دار کی طرف جانا تھا۔تو گل اریحہ کے فلیٹ میں آگئی۔دونوں ایک ہی بلڈنگ میں رہائش پذیر تھیں۔اریحہ کا فلیٹ گیارہویں منزل پر موجود تھا۔جبکہ گل لیڈی ڈیوڈ کے ساتھ جو تیسری منزل پر رہائش پذیر تھیں ان کے ساتھ عارضی طور پر رہتی تھی۔اس وقت اریحہ اپنے چھوٹے سے فلیٹ کے کچن میں موجود گل اور اپنے لیے کافی بنا رہی تھی۔گل اس کے کمرے میں موجود راحم سے بات

کرنے میں مصروف تھی۔ یہ ایک درمیانے سائز کا چھوٹا سا فلیٹ تھا۔ جو دو کمرے، ایک ٹی وی لاؤنج اور اس کے ساتھ اوپن کچن پر مشتمل تھا۔ ٹی وی لاؤنج میں ایک صوفہ سیٹ جو کہ کافی پرانا معلوم ہوتا تھا اور اوک عدد ٹی وی جو ناجانے کتنے عرصے سے بند پڑا تھا موجود تھا۔ کچن میں محض ضروری سامان موجود تھا۔ ایک کمرہ سٹور روم کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ جبکہ دوسرا اریحہ کے زیر استعمال تھا۔ کمرے میں بھی ایک سنگل بیڈ، ایک الماری، سٹڈی ٹیبل، ایک کرسی اور ایک ڈریسنگ ٹیبل موجود تھا۔ یہ فلیٹ چھوٹا مگر صاف ستھرا تھا۔ اس میں ایک اچھی بات یہ تھی کہ ٹی وی لاؤنج میں ایک دروازہ تھا جو ٹیرس کی طرف کھلتا تھا۔ ٹیرس بھی چھوٹا مگر نہائیت خوبصورت تھا۔ جس میں ایک لکڑی کا بینچ، ایک چھوٹی سی ٹیبل اور مختلف قسم کے ہاتھ سے بنائے گئے ڈیکوریشن پیسز شامل تھے۔ لکڑی کے فرش پر آرٹیفیشل گراس کارپٹ بچھایا گیا تھا۔ ٹیرس کا ایک کونا بہت ہی خوبصورت قسم کے پھولوں سے بھرا گیا تھا۔ ٹیرس کو شیڈ سے ڈھکا گیا تھا جس کی وجہ سے یہ بارش سے محفوظ رہتا تھا۔ فلیٹ کا یہ حصہ اریحہ اور گل دونوں کا پسندیدہ حصہ تھا۔ جہاں دونوں روز ایک سے دو گھنٹے گزارتی تھیں۔

گل نے موبائل بند کر کے بیگ میں رکھا اور اریحہ کے انتظار میں ادھر ادھر نظریں گھمانے لگی۔ گل کی نظر سائیڈ ٹیبل پر موجود بلیک کور کی ڈائری پر پڑی۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر ڈائری کو اٹھایا۔ وہ یہ ڈائری اکثر اریحہ کے پاس دیکھتی تھی۔ مگر کبھی اس سے اسکے بارے میں پوچھا نا اسنے بتایا۔

گل نے پہلا صفحہ کھولا مگر وہ خالی تھا۔ اسنے اگلا صفحہ پلٹا تو اس پر مختلف سطریں لکھی ہوئیں تھی۔

اسنے پہلی سطر پڑھنا شروع کی "گڑیا تمہاری عزت اس میں ہے کہ تمہاری رفتار سے، گفتار سے، نشست سے، برخاست سے اور لباس سے اسلامی شان کی جھلک معلوم ہو۔ یہ بڑی ذلت کی بات ہے کہ تم کفار اور بدکرداروں کی مشابہت میں اپنی عزت دیکھو۔ اور جہاں تمہیں لگے کہ تم غلط صحبت میں ہو وہاں سے بنا اپنے دل و دماغ کی سنے اٹھ جاؤ۔"

یہ پڑھ کر گل کچھ لمحے تو گنگ رہ گئی۔ "کیا ہوا ایسے کیوں بیٹھی ہو؟" اریحہ ٹرے پکڑے کمرے میں داخل ہوئی تو گل کو ایسے بیٹھے دیکھ کر سوال کیا۔

"ک۔۔کچھ نہیں۔تم بتاؤ اتنی دیر کیسے لگ گئی؟"اریحہ کے سوال سے گل ہوش میں آئی اور اپنے تاثرات نارمل کیے۔اور ڈائری بند کر دی۔

"ہاں میں نے سوچا کہ فرائز بھی ساتھ ہی بنالوں۔ڈائری بند کیوں کر لی پڑھ لو۔بہت اچھی باتیں لکھیں ہوئیں ہیں اس میں۔"اریحہ نے ٹرے کو بیڈ پر رکھا اور خود بھی بیٹھ گئی۔

"تمہیں یہ کس نے دی؟میرا مطلب ہے کہ میں نے آج تک یہاں بھی اور یونی میں بھی تمہیں کسی سے بات کرتے نہیں دیکھا تو۔۔۔"

گل کے سوال پر اریحہ کے ہونٹوں کے ساتھ اس کی آنکھیں بھی مسکرائیں۔اسکی مسکراہٹ بہت خوبصورت اور خالص تھی۔مگر اس کی آنکھیں کم ہی اسکی مسکراہٹ کا ساتھ دیتیں تھی۔

"مجھے یہ کسی نے نہیں دی۔مجھے تو خود نہیں پتا کہ یہ میرے پاس آئی کہاں سے۔جہاں تک مجھے علم ہے میں نے شروع سے اسے اپنے پاس دیکھا ہے۔یہ مجھے بہت اچھی نصیحتیں کرتی ہے بلکل ایک ماں کی طرح۔ایک بڑی بہن کی طرح۔میرے پاس زندگی جینے کے لیے کوئی وجہ نہیں تھی۔اس ڈائری نے مجھے وہ وجہ دی۔لوگ سوچتے ہونگے کہ میں اکیلی

ہوں مگر میں اکیلی نہیں ہون میرے پاس میری یہ خوبصورت ساتھی ہے۔دنیاوالوں نے مجھے کبھی ٹھوکر لگا کر گرایا ہے تو اسنے مجھے اٹھایا ہے۔اگر کبھی میں اندھیروں میں بھٹکی ہوں تو مجھے روشنی کی طرف لانے والی بھی یہی ہے۔جہاں مجھے کبھی کسی کے ساتھ کی ضرورت محسوس ہوئی ہے تو اس نے مجھے وہ ساتھ فراہم کیا ہے۔اگر کسی نے مجھے اللہ سے مانگنا سکھایا ہے تو وہ بھی یہی ہے۔اگر کبھی مجھے کوئی فیصلہ کرنے میں مشکل درپیش آئے تو یہ میرے لیے وہ فیصلہ کرنے میں آسانی پیدا کر دیتی ہے۔اور اگر کبھی میرا دماغ مجھے کہتا ہے کہ اریحہ تمہارے پاس تو کھونے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے تو میرا دل فوراً دماغ کی تردید کرتا ہے کہ نہیں اریحہ تمہارے پاس کھونے کے لیے یہ ڈائری ہے۔اور اب تو تم بھی ہو۔تمہارے اور لوگوں کے لیے یہ کاغذ کے چند ٹکرے ہوں گے لیکن میرے لیے یہ میری کل متاعِ حیات ہے۔گل اگر میں اس کے لیے بولنے پر آؤں تو میں دن رات بول سکتی ہوں کہ سننے والا تھک جائے۔"

www.novelsclubb.com

یہ سب کہتے ہوئے اریحہ کی آنکھوں میں آنسو کے ساتھ ساتھ ایک الھوی قسم کی چمک تھی۔اور گل بھی اپنی آنکھوں میں نمی کو آنے سے روک نہیں پائی۔

"اچھا چھوڑو فضول میں ایموشنل ہو گئی۔ تم بتاؤ بات ہو گئی گھر؟" اریحہ اپنی آنکھوں میں آئی نمی صاف کرتے ہوئے بولی۔

"کہاں بس راحم بھائی سے ہی ہوئی ہے۔ باقی ماما لوگ تو سو رہے تھے۔ بابا اور بھائی رات کو لیٹ آئے تھے اس وجہ سے۔" گل نے کافی کا مگ اٹھاتے ہوئے جواب دیا۔

"افف اللہ۔ اروا اتنی میٹھی توبہ توبہ۔" گل نے ایک سپ لے کر مگ واپس رکھا۔ اور منہ کے زاویے بگاڑے۔

"ہاہاہاہاہا۔۔۔ گل تو تمہیں کس نے کہا میری کافی پینے کو ہاہاہاہ۔۔۔ اپنے ایکسپریشنز تو دیکھو یار تم کتنے کیوٹ بناتی ہو۔" اریحہ گل کہ تاثرات دیکھ کر ہنسنے لگی۔ اسنے جان بوجھ کر اپنا مگ اسکی طرف رکھا تھا صرف اسکے ایکسپریشنز دیکھنے کے لیے۔

"توبہ ہے اروا یار اتنی میٹھی کافی کون پیتا ہے۔ نہیں نہیں۔ پیتے ہیں نا تمہارے اور راد بھائی جیسے بدذوق لوگ۔"

گل نے اریحہ کی طرف دیکھ کر خفگی سے کہا جو ابھی بھی ہنس رہی تھی۔ گل اسکو ہنستا ہوا دیکھ کر خود بھی ہنسنے لگ گئی اور اسے غور سے دیکھنے لگی۔ اس کی یہ دوست خوشیوں سے

کتنی محروم تھی۔ماں، باپ، بہن، بھائی ان سب رشتوں کے پیار سے محروم تھی۔ باہر دنیا کی رنگینیوں سے محروم تھی۔

"ارو تمہیں یہاں گھٹن نہیں ہوتی۔اس بند جگہ پر رہنے سے۔تمہارا دل نہیں کرتا کہ تم بھی عام لوگوں کی طرح اپنی زندگی گزارو۔اپنی مرضی سے باہر آؤ جاؤ؟"

گل کے سوال پر اریحہ کی ہنسی کو بریک لگی۔اور تاثرات سنجیدہ ہو گئے۔

"گھٹن اپنے گھر سے کس کو گھٹن ہو گی گل۔وہاں سے جہاں اس نے اپنا بچپن گزارا ہے۔رہی دل کی بات تو باہر جانے کا گھومنے پھرنے کا میرا ابھی دل کرتا ہے مگر یہاں مجھے ہر چیز مل جاتی ہے میں باہر جا کر کیا کروں گی؟ایک شخص مہینے بعد مجھے گھر کا سامان، میری فیس، اور خرچہ دے جاتا ہے میرے لیے وہی بہت ہے۔آج کے دور میں کون اپنی سوتیلی اولاد کے لیے یہ سب کرتا ہے۔میری سٹیپ مدر مجھ سے سال بعد ملنے آجاتی ہے میرے لیے اتنا ہی بہت ہے۔مجھے پڑھا رہی ہے میرے لیے وہی بہت ہے۔اور ویسے بھی میرا اللہ ہے میرے ساتھ مجھے پورا یقین ہے وہ ایک دن مجھے میرے حصے کی خوشیاں ضرور دے گا۔"

کتنی مثبت سوچ رکھتی تھی ناریہ کبھی کبھی گل کو اس پر رشک اور رحم دونوں آتا تھا۔ جو ہر پہلو سے اپنے لیے خوشی تلاش کر لیا کرتی تھی۔

"ارو تم کبھی مایوس نہیں ہوتی کہ اللہ اگر تمہاری بات نا سنے یا اگر وہ تمہاری دعا قبول نہ کرے تو؟"

گل کے سوال پر ایک بار پھر ارریحہ کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"میں کیوں مایوس ہوں۔ میرے پاس تو وہ اللہ ہے جس کے ایک اشارے پہ پہاڑ پگھل سکتا ہے، پتھر موم بن سکتا ہے، وہ نصیب بنا بھی سکتا ہے اور مقدر کو بدل بھی سکتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ کبھی انسان کو دعا سے آشنا نہ کرواتا، معجزوں کا علم نہ دیتا اور اسی اللہ پر توکل اور یقین ہے۔ اس ڈائری میں سورت الاحزاب کی ایک آیت لکھی ہوئی ہے جو میری فیورٹ لسٹ میں بھی ہے کہ:

وتوکل علی اللہ وکفیٰ باللہ وکیلا

اور اپنے رب پر توکل رکھو اور تمہارا رب ہی کارساز کافی ہے۔

www.novelsclubb.com

گل ہمیں نہ چاہیئے کہ ہم اللہ پر توکل کریں اور اس حد تک کریں کہ اگر کچھ ناممکن لگ رہا ہو اور ہر چیز اس کام کے خلاف ہو جائے لیکن اللہ اس کے کرنے کا ارادہ کر لے تو اس کو کوئی نہیں روک سکتا۔بے شک اللہ وحدہ لاشریک ہے۔وہ ہر چیز پر قادر ہے۔اس کی شان بہت بلند ہے اور وہ بہت عظمت والا ہے۔"

کتنی اچھی باتیں کرتی تھی ناوہ۔ہر بار کی طرح اس بار بھی گل اریحہ جیسی دوست ملنے کا اللہ کا جتنا شکر کرتی اتنا کم ہوتا۔اپنی باتوں سے اریحہ گل کو اللہ کے مزید قریب لے جاتی۔

اے خدا کبھی دھوپ دے کبھی بدلیاں

دل و جان سے دونوں قبول ہیں

مگر اس محل میں نہ قید کر

جہاں زندگی کی ہوا نہ ہو

تیرے بس میں یارب کیا کچھ نہیں

مجھے اس طرح سے نواز دے

www.novelsclubb.com

کہ دعائیں میری قبول ہو

میرے لب پہ کوئی دعا نہ ہو

چند دنوں سے بادلوں اور سورج کے مابین جو جنگ چل رہی تھی آج اس کا نتیجہ نکلا تھا۔ سورج کی جیت ہوئی تھی اور بادل ہار گئے تھے جس کی وجہ سے وہ ناراض ہو کر آسمان سے رخصت ہو گئے۔ جس کی وجہ سے سردی کا زور ذرا ٹوٹا تو پرندے بھی ابھی اپنے گھونسلوں سے رزق کی تلاش میں نکلے۔

اتوار کا دن تھا صبح کے آٹھ بج رہے تھے مگر خان حویلی میں آج خلاف معمول خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ایسے میں وہ دھیرے دھیرے بنا آہٹ کیے سیڑھیاں اتر رہا تھا اور ساتھ ساتھ ادھر ادھر بھی نظریں گھما رہا تھا۔ اس کا رخ کچن کی طرف تھا اسی انداز میں چلتے ہوئے وہ کچن میں پہنچا اور اندر جا کر آہستگی سے دروازہ بند کر کے شکر کا سانس لیا مگر جیسے ہی وہ پیچھے مڑا حیرت اور شاک کے مارے اس کی آنکھوں کے ساتھ ساتھ منہ بھی کھل

گیا۔ جس بلا سے بچتے بچاتے وہ بڑی مشکل سے یہاں پہنچا تھا وہ بلا سامنے مزے سے کرسی پر بیٹھے کنوں سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔

"ناظرین آپ کو بتاتے چلیں کہ جس شخص کا ہمیں بے صبری سے انتظار تھا وہ آخر کار یہاں پر پہنچ چکا ہے۔" سرحان نے مالٹے کی پھاڑی کو مائک بناتے ہوئے اعلان کیا۔

"تو یہاں کیا کر رہا ہے؟" راحم نے دانت پیستے ہوئے پوچھا۔

"میں؟ مجھے بھوک لگ رہی تھی اس لئے میں نے سوچا کہ کچن میں جا کر تھوڑی سی پیٹ پوجا کر لی جائے۔ آپ بتائیں آپ کا یہاں کیسے آنا ہوا؟ وہ بھی اتنی صبح صبح اور وہ بھی کچن میں؟" سرحان نے مسکراہٹ دباتے ہوئے سوال کیا۔

"میں ہاں بس میرے سر میں تھوڑا درد تھا۔ ماما سو رہی تھیں تو سوچا خود ہی آ کے چائے بنا لو۔" راحم نے فریج میں سے دودھ ڈھونڈتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا اچھا۔ مگر جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے تم چائے نہیں پیتے تھے؟"

اس بات پر راحم گڑبڑایا۔

"ریلیکس برو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے پتا تھا آپ کو چائے بنانی نہیں آتی اس لیے میں نے پہلے سے ہی آپ کے لئے بنا دی ہے۔" سرحان راحم کی طرف مسکراہٹ اچھالتے ہوئے بولا۔

سرحان نے پلیٹ سنک میں رکھتے ہوئے کہا۔ "ویسے بندہ شکریہ بھی بول دیتا ہے۔"

"ہوں شکریہ۔" راحم نے کپ کو ٹرے میں رکھتے ہوئے کہا۔

"چینی بھی نارمل ڈالی ہے پھر بھی ایک دفعہ چیک کر لینا۔"

"اچھا۔" راحم اب تھرماس سے چائے نکالتے ہوئے بولا۔

"ساڑھے نو بجے تک تیار رہنا نکلنا ہے ہم نے ناشتے کے لیے۔ یاد ہے نا؟"

"ہاں یاد ہے اب تم جاؤ جان چھوڑو میری" راحم نے تپ کر کہا۔

www.novelsclubb.com

"اوکے۔ بیسٹ آف لک سرحان کچن سے نکلا تو راحم نے شکر کی سانس لی اور چھت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا" بلا ٹلی۔"

"ویسے کچھ دیر بعد جانا ابھی بی جی واش روم میں ہیں۔" سرحان نے دروازے سے سر نکال کر راحم کو آگاہ کیا اور اس سے پہلے راحم اس کو کچھ کھینچ کے مارتا وہ وہاں سے دوڑ گیا۔

"آجاؤ۔" دروازہ کھٹکنے پر بی جی نے اندر سے آواز لگائی تو راحم دروازہ کھول کر اندر آگیا۔

بی جی نے اس کو دیکھ کر ماتھے پر تیوری چڑھائی اور اپنا چہرہ پھیر لیا۔ راحم چلتا ہوا آگے آیا اور چائے سائٹ ٹیبل پر رکھی اور خود بی جی کے سامنے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا۔

"آپ ناراض ہیں مجھ سے؟" راحم نے بی جی کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر سوال پوچھا۔

"معاف کر دیں۔" راحم نے سانس خارج کی اور کہنے لگا۔

"بی جی میں جانتا ہوں ہو میرے رویے کی وجہ سے آپ کو بہت تکلیف پہنچی ہو گی مگر میرا یقین کریں کہ گل وہاں پر بالکل حفاظت میں ہے۔ جہاں آپ نے میری اتنی بات مانی وہاں پر تھوڑی سی اور مان لیں۔ بس ایک سال صبر کر لیں۔ آپ کو اس بات کا ڈر ہے نہ کہ وہ وہاں پر اکیلی ہے مگر آپ تو اپنی تربیت پر یقین رکھیں نا۔ میں اس کی حفاظت کا پورا

بندوبست کر کے آیا ہوں۔ میں وہاں پر اس کے ساتھ ایک سال اور رہ لیتا مگر یہاں پر بزنس کا بہت لاس ہو جاتا۔ میرا بھی اس کو وہاں اکیلے چھوڑنے کا دل نہیں کر رہا تھا مگر راد نے مجھے پورا یقین دلایا اس نے گل کو وہاں پر کسی بھروسے مند اولڈ لیڈی کے فلیٹ میں رہنے کا بندوبست کیا ہے۔ اور وہاں کا سکیورٹی سسٹم بھی بہت اچھا ہے بے شک آپ خود ان لیڈی سے بات کر سکتی ہیں باقی کل کے رویے کے لیے آئی ایم سوری مجھے ایسا کچھ نہیں کہنا چاہیے تھا لیکن اس وقت جو میرے منہ میں آیا میں نے بول دیا۔ پلیز بی جی معاف کر دیں۔ پلیز پلیز۔" راحم نے دونوں کان پکڑ کر معافی مانگی۔ بی جی نے تب بھی کچھ نہیں کہا۔

"ہاں یہ دیکھیں میں آپ کے لئے چائے بھی لے کر آیا ہوں۔"

مہرین بیگم نے ترچھی نظروں سے چائے کو دیکھا اور پھر راحم کو۔

"اچھا چل ٹھیک ہے معاف کیا۔ کیا یاد کرے گا کہ کس سخی بی جی سے پالا پڑا ہے۔"

"تھینک یو سو مچ بی جی۔ آئی لو یو۔" راحم نے یہ کہہ کر بی جی کے ہاتھ چومے اور کھڑا ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

"بی جی آپ چائے پیئے میں ذرا تیار ہونے جاتا ہوں۔"

"آج تو اتوار ہے۔ تم کدھر جا رہے ہو؟"

"کہیں نہیں بس سرحان کے ساتھ تھوڑا باہر جا رہا ہوں۔"

"اچھا پھر دیہان سے جانا اور جلدی گھر آ جانا۔"

"جی اچھا بی جان۔" یہ کہہ کر راحم باہر چلا گیا۔

"السلام علیکم!"

احراد اور حدیر نے ایک ساتھ سلام کیا۔

"وعلیکم اسلام!"

www.novelsclubb.com

ارتسام صاحب نے سلام کا جواب دیا۔

"راد دیکھ کیا میں ابھی بھی نیند میں ہوں؟" حدیر نے کرسی پر بیٹھ کر احراد سے پوچھا۔

"جی بھیا دیکھ کر بتائیں اگر یہ نیند میں ہے تو مجھے ان کو نیند سے جگانا بھی اچھی طرح آتا ہے۔"

"نہیں نہیں دیر تم نیند میں نہیں ہو۔" احراد نے مصلیحت سے کام لیتے ہوئے بتایا۔

"اچھا اچھا۔ پھر آج سورج کہاں سے نکلا ہے جو یہ چڑیل صبح صبح چھٹی والے دن ہمارے ساتھ ناشتہ کر رہی ہے؟"

"بابا آپ بھائی کو منع کریں کہ مجھے تنگ مت کرے۔ میرا موڈ بہت اچھا ہے میں خراب نہیں کرنا چاہتی۔" حانم نے ارتسام صاحب کو کہا۔

"حدیر میری گڑیا کو تنگ مت کرو۔" ارتسام صاحب نے حدیر کو جھڑکا۔ "ٹھیک ہے نہیں تنگ کرتا۔ بس آپ بتا دیں محترمہ کیا بات ہے صبح صبح یہاں پر ہمارے ساتھ کیا کر رہی ہیں؟"

"ڈونٹ وری بھائی۔ اتنا حیران ہونے کی کوئی بات نہیں میں آپ دونوں کو بھیج کر واپس سو جاؤں گی اور ناشتہ بھی میں اٹھ کر ہی کروں گی۔"

"شکر مجھے تو لگ رہا تھا جیسے میں ابھی بھی نیند میں ہوں۔" حدیر نے پانی پیتے ہوئے کہا۔

"گڑیا آپ بھی چلو ہمارے ساتھ۔" احراد نے حانم کو بھی ساتھ چلنے کا کہا۔

"نہیں بھیا آپ دونوں جاؤ۔ مجھے بھی اپنی نیند پوری کرنی ہے اور یہ سرپرائز صرف آپ دونوں کے لیے ہی ہے۔" حانم نے جانے سے انکار کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے نہیں جانا۔اس کا مطلب تمہیں سرپرائز معلوم ہے۔ چلو پھر ہم بھی نہیں جاتے۔ہم تم سے ہی پوچھ لیتے ہیں۔ کیوں راد ہم کیوں پٹرول ضائع کریں۔پتا ہے کتنا مہنگا ہو گیا ہے۔"

"نو نو نو جانا تو آپ لوگوں کو پڑے گا۔میں کوئی رشوت نہیں لوں گی۔" حانم نے انگلی اٹھاتے ہوئے کہا۔

"چلو بھائی ٹائم ہو گیا ہے۔ اب آپ دونوں نکلیں تاکہ وقت پر پہنچ سکیں۔" حانم نے دونوں کو کھڑے ہونے کے لئے کہا۔"اور ہاں بھیا آتے ہوئے میرے لیے بس براؤنیز لے کر آیئے گا۔اوکے ؟" حانم نے پیچھے سے راد کو آواز لگائی۔

"اوکے۔" راد نے ہامی بھری اور باہر نکل گیا۔

گاڑی سڑک پر رواں دواں تھی۔حدیر نے ڈرایونگ کرتے ہوئے احراد کو ایک نظر دیکھا جو کسی گہری سوچ میں گم تھا۔

رات کو تو اس نے اسکا دیہان بھٹکا لیا تھا پر اب وہ کسی سوچ کو اسکے دماغ سے تو نہیں نکال سکتا تھا نا۔حدیر کے بس میں ہوتا تو احراد کے ذہن سے تمام تلخ باتیں اور یادیں جو اس کو ہانٹ کرتی ہیں وہ مٹا دیتا۔

"کیا سوچ رہا ہے؟" حدیر نے ونڈو سکرین پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔" احراد نے سانس خارج کی۔

"کب سے چھپانے لگ گیا ہے مجھ سے؟ پہلے گھر والی بات اور اب بھی تو ایسا ہی کر رہا ہے۔" حدیر نے شکوہ کیا۔اسکی بات پر احراد کے ہونٹوں نے بے اختیار مسکراہٹ کو چھوا۔

www.novelsclubb.com

"زندگی میں میں نے ایک بات سیکھی ہے کہ جب تک آپ ایک پہیلی،ایک تجسس بنے رہیں گے آپ لوگوں کے لیے اہم رہیں گے۔جہاں آپ نے کسی کو اپنا سمجھ کے اپنا آپ اس کے آگے کھول دیا وہیں آپ ایک فالتو اور غیر اہم انسان بن کر رہ جائیں گے۔سو اپنا

بھرم کبھی کسی کے آگے مت کھولیے کیونکہ بہت کم لوگ اس اپنائیت کو،اسکی اہمیت کو سمجھتے ہیں ورنہ عموماہر کوئی پہیلی سلجھانے کے لیے ہی ساتھ ہوتا ہے۔اور تم ان کم لوگوں میں سے ہو دیر۔میں ہر بات تم سے شیئر کرتا ہوں۔ کبھی مجھے غلط مت سمجھنا۔جو بات تمہیں بتانی ہے وہ میں ہمیشہ تم سے ہی کروں گا۔"

"اور میں ہمیشہ تمہاری بات کا منتظر رہا کروں گا۔"حدیر نے مسکرا کر کہا۔

"ویسے تمہیں گڑیا کے پاس نہیں جانا چاہیے تھا۔"راد نے رات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا۔

"اسے بھی وہ سب نہیں کہنا چاہیئے تھا۔"حدیر یاد آنے پر سرد لہجے میں بولا۔

"یار وہ بچی ہے اور اس وقت غصے میں تھی۔میں بھی اوورری ایکٹ کر گیا تھا۔اور ویسے بھی کونسا اسنے جھوٹ کہا تھا۔"

"بچی؟آر یو ان یور سینسز۔کالج سٹوڈنٹ ہے وہ۔اسکو اپنے غصے پر کنٹرول کرنا آنا چاہیئے۔اور آخری بات پر مجھے تمہارا منہ توڑنا چاہیئے۔"

"ویسے غصے پر تمہیں بھی کنٹرول کرنا آنا چاہیئے۔جہاں تم جیسے گدھے کو نہیں ہے وہ تو پھر بھی ایک بچی ہے۔"

راد کی بات سن کر دیر نے اپنا سر جھٹکا۔اس بارے میں بحث کرنے سے اچھا تھا کہ وہ کھائی میں کود جائے۔مجال ہے جو یہ دونوں کے خلاف کچھ بھی سن لے بے شک اسے ان سے کتنی بھی تکلیف پہنچے۔

حدیر کو تو خاموش کروادیا تھا مگر اس دماغ کو کون خاموش کرواتا جو حانم کے کل کے کہے گئے الفاظ بار بار دہرا رہا تھا۔

میں یوں تو بھول جاتا ہوں خراشیں تلخ باتوں کی

مگر جو زخم گہرے دے وہ رویے یاد رکھتا ہوں

"یار قرہ جلدی کرو نا آپی آنے والا ہے یار۔"تاشی نے باہر سے ایک بار پھر قرہ سے کہا جو آپی کے باتھ روم میں گھس کر کچھ کر رہی تھی۔

"تاشی اپنا منہ بند کر لے اب اگر مجھے تیری آواز آئی نہ تو یہ سارا نمک میں نے تیرے منہ میں گھسا دینا ہے۔اگر اتنا ہی ہو رہا ہے تو آ کے خود کر لے۔"قرہ اتنا زور سے بولی کہ تاشی کو اپنے کانوں مین انگلیاں گھسانی پڑی۔

"یا اللہ جس کے ساتھ بھی اسکی قسمت پھوٹے اسکو بہرا ہونے سے بچا لینا اور اس میں اس ڈائین کو برداشت کرنے کا مادہ زیادہ ڈال دینا۔ہم تو بس دعا ہی کر سکتے ہیں مالک۔"تاشی نے چھت کی طرف دیکھتے ہوئے نامعلوم فرد کے لیے اپنے تہہ دل سے دعا کی۔

کچھ ہی منٹوں بعد قرہ باہر آئی۔

"مشن سکسیسفل۔"اور تاشفہ کو ہاتھ جھاڑ کر بتایا۔اور دونوں جس خاموشی سے آئیں تھیں اسی خاموشی کے ساتھ چلی گئیں۔

کچھ دیر بعد دونوں ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھیں۔دریاب ناشتہ کر کے تیار ہونے کے لیے اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔فریحہ بیگم دونوں کو مسلسل دیکھ رہی تھیں۔جو ایک دوسرے کو دانت نکال کر دکھا رہی تھیں۔انہوں نے ایک گہری سانس لی۔

"تم دونوں نے کوئی شرارت کی ہے؟"

دونوں کا چلتا ہوا منہ رکا اور ایک دوسرے کو دیکھا۔

"نہیں آنٹی۔ ماما لاسٹ ٹائم۔" دونوں نے ایک ساتھ اپنا منہ کھولا۔

احتشام صاحب اور ازکیہ بیگم بھی ان دونوں کو دیکھنے لگ گئے۔

"تاشییییییییییییییمیبی۔" تبھی اوپر سے آبی کے چیخنے کی آواز آئی۔

"اب کیا کیا ہے تم لوگوں نے؟" زکیہ بیگم نے دونوں کو باری باری دیکھ کر پوچھا۔ احتشام صاحب ہمیشہ کی طرح خاموش تماشائی کا رول ادا کر رہے تھے۔ یہی تو ہوتا آیا تھا کئی سالوں سے۔ دریاب ہفتے میں کسی دن بھی دونوں کے خلاف جاتا اسکی سزا اسے اتوار والے دن ملا کرتی۔ مثلاً ان کے کہنے پر اگر باہر نا لے کر گیا ہو، یونیورسٹی لیٹ چھوڑنے گیا ہو یا لیٹ لینے آیا ہو، ان کے ساتھ مووی نا دیکھی ہو، کسی بات پر ان کا ساتھ نا دیا ہو وغیرہ۔ اور ان سب کی سزا میں اتوار والے دن کبھی اس کی گاڑی کا ٹائر پنکچر ہوتا تو کبھی پوری گاڑی مٹی سے بھری ہوتی، کبھی اسکے موبائل سے سم نکلی ہوتی تو کبھی اسکا موبائل باہر کھڑکی سے نیچے لٹک رہا ہوتا، کبھی اسکی چائے میں سرخ مرچیں ہوتیں تو کبھی چینی کی جگہ لہسن ہوتا غرض ہر دفعہ دریاب ایک نئی سزا سے روشناس ہوتا۔ بہت کم وہ ایسی سزا سے بچا ہوتا۔

"بچو بچُو اب تم دونوں میرے ہاتھوں۔" وہ غضب ناک انداز میں بولتا ہوا سیڑھیاں اترتا ہوا آیا۔

جیسے ہی وہ نیچے پہنچا وہ دونوں اٹھ کر ٹیبل کی دوسری سائیڈ پر چلی گئیں۔

"اس بار تو میں نے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔ تم دونوں نے ایک بے قصور کے ساتھ ظلم کیا ہے اور یہ میں بلکل بھی برداشت نہیں کروں گا۔" وہ اس طرف جاتا تو وہ دونوں دوسری طرف جاتیں۔ دریاب ساتھ ساتھ اپنے منہ کا زاویہ بگاڑتا۔

انہوں نے اسکی توتھ پیسٹ میں نمک ملا دیا تھا۔ دریاب جب ناشتہ کر کے برش کرنے اوپر گیا تو پیسٹ کے ساتھ نمک بھی اسکے برش میں نکل گیا۔

"کیا ہے نا تم نے اس دن تم نے ہمیں بتایا ہی نہیں کہ تم لینے نہیں آؤ گے تو ہم خود ہی آ جائیں۔"

www.novelsclubb.com

"جھوٹی بتایا تو تھا فون پر۔"

"ہاں وہ تو ہم نے خود ہی کیا تھا نا۔ اتنی دیر انتظار کر کے۔"

وہ لوگ ساتھ ساتھ بھاگ رہے تھے اور بول رہے تھے۔

"اچھا بس۔ بس کر دو ہمیں چکر آ گئے ہیں تم لوگوں کو دیکھ کر۔ بیٹھ جاؤ اب۔" زکیہ بیگم نے اونچی آواز میں کہا۔

ان کے کہنے کی دیر تھی قرہ اور تاشفہ دونوں اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئیں۔

"آبی تم بھی۔"

"جی ماما۔" آبی دونوں کو خونخوار نظروں سے دیکھتا ہوا احتشام صاحب کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"کیا کیا تھا؟" فریحہ بیگم نے قرہ کو دیکھ کر سوال کیا۔

"ماما وہ بس اسکی توتھ پیسٹ میں نمک ڈالا تھا تھوڑا سا۔"

"تھوڑا سا؟" یہ سن کر آبی چیخا۔

"اچھا سوری آئندہ اس سے تھوڑا سا کم ڈالیں گے خوش۔" تاشی نے جیسے احسان کیا تھا اس پر۔

"میں نے بتانا تھا مگر میڈیسن کھا کر سو گیا تھا تمہارے کال کرنے پر آنکھ کھلی تھی۔ ٹائم کا پتہ ہی نہیں لگا تھا۔"

www.novelsclubb.com

"ہاں تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"اچھا بس کرو تم لوگ۔آبی جاؤ تیار ہونے اور تم دونوں ناشتہ ختم کرو اپنا۔"زکیہ بیگم نے تاشی کی بات کاٹ کر حکم دیا۔وہ دونوں اپنے ناشتے کی طرف متوجہ ہوئیں اور دریاب غصے میں اپنے کمرے میں واک آؤٹ کر گیا۔

کسی بشر کا جو راز پاؤ

یا عیب دیکھو تو چپ ہی رہنا

اگر منادی کو لوگ آئیں

تمہیں کریدیں، تمہیں منائیں

تمہاری ہستی کے گیت گائیں

تمہیں کہیں کہ

بشر میں دیکھی برائیوں کو بیان کر دو

www.novelsclubb.com

توچپ ہی رہنا۔۔!!

جواز یہ ہے، دلیل یہ ہے

ضعیف لمحوں میں لغزشوں کو

حرام ناطوں کی قربتوں کو

ہماری ساری خباثتوں کو

ہماری ساری حماقتوں کو

وہ جانتا ہے، وہ دیکھتا ہے

مگر وہ چپ ہے

اگر وہ چپ ہے تو میری مانو

وہ کہہ رہا ہے چپ ہی رہنا۔۔!!

---

www.novelsclubb.com

گل اریحہ کو یونی کے لیے لینے اس کے فلیٹ پر آئی۔وہ بیل بجانے لگی کہ اسکی نظر کھلے ہوئے دروازے پر گئی۔وہ دروازہ کھول کر اندر آئی تو دیکھا سامنے اریحہ زمین پر بیٹھی رو رہی تھی۔

"ارو!"وہ بھاگ کر اریحہ کے پاس آئی۔اریحہ نے گل کو دیکھ کر جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے۔

"کیا ہوا ہے ایسے کیوں بیٹھی ہو اور رو کیوں رہی ہو؟"گل اسکے ساتھ نیچے بیٹھتی ہوئی بولی۔

"ک۔کچھ بھی نہیں بس ویسے ہی گر گئی تھی اس لیے۔"اریحہ جلدی سے کھڑی ہوتے ہوئے بولی اور گل کو بھی کھڑا کیا۔

"ادھر دیکھو میری طرف۔""سس آہ۔"گل نے اس کا رک اپنی طرف کرنے کے لیے اسکی کہنی کھینچی تو اریحہ درد سے کراہی۔

"کیا ہوا ہے دکھاؤ ادھر۔"گل نے اسکی کہنی دیکھی تو وہ چھلی ہوئی تھی۔

"اوہ نو۔ارو تمہیں تو چوٹ لگی ہے ادھر بیٹھو تم میں فرسٹ ایڈ باکس لے کر آئی۔"گل اسکو صوفے پر بٹھا کر اندر سے فرسٹ ایڈ باکس لینے چلی گئی۔

"دکھاؤ ادھر۔"گل اسکے ساتھ بیٹھ کر اسکو بینڈ یج کرنے لگی۔

"بس ہو گیا۔"گل نے فرسٹ ایڈ باکس بند کیا اور سائیڈ پر رکھا۔

"اب بتاؤ سچ سچ کیا ہوا تھا۔چوٹ کیسے لگی؟"

"سچ کہہ رہی ہوں کچن سے نکلی تھی تو پاؤں مڑ گیا اور گر گئی اس لیے کہنے دیوار پر لگ کر چھل گئی۔"

"وہ وچ آئی تھی نا۔"گل نے دانت پیستے ہوئے پوچھا۔اریحہ نے گل سے اپنی نظریں چرائیں۔

www.novelsclubb.com

"میں نے کتنی دفعہ کہا ہے کہ تم ان کے خلاف کورٹ میں جاؤ۔تم تم ایسے سب کچھ کیوں برداشت کر رہی ہو؟اور کتنے سالوں سے کر رہی ہو؟"

"گل میں ایسا نہیں کر سکتی۔وہ میری ماں کے برابر ہیں اور وہ پہلے ہی مجھے پسند نہیں کرتیں اس سب کے بعد تو وہ مجھ سے نفرت کرنے لگیں گی۔اور اوپر سے ان کے مجھ پر بہت احسان ہیں۔"

"اگر پسند نہیں کرتی تو کیوں رکھا ہوا ہے تمہیں باندھ کے؟تمہاری جان کیوں نہیں چھوڑ دیتیں وہ۔ایسے مہینے مہینے بعد آکر تمہیں تھوڑے پیسے دے کر اور ٹارچر کیوں کرتی ہیں۔دیکھو اس زمانے میں کوئی کسی کو مفت میں ایک بوند پانی بھی نہیں دیتا۔ضرور ان کو تم سے کوئی مطلب ہے جو وہ ایسا کرتی ہیں۔دیکھو تم ایک دفعہ کورٹ جاؤ دیکھنا ضرور کوئی راستہ نکل جائے گا تمہارے لیے ان سب سے نکلنے کے لیے۔"گل نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اسکو سمجھانے کی کوشش کی۔

"گل مجھے پتا ہے کہ یہ سب برداشت نہیں ہو رہا تم سے دیکھ کر مگر میں ایسا کچھ سوچتی بھی نہیں ہوں۔دیکھو تم میری بات کا برا مت منانا اگر میں یہ سب کر بھی لوں تو تم تو ایک سال میں چلی جاؤ گی نا اور پیچھے میں پھر سے اکیلی ہو جاؤں گی۔اور وہ ہمیشہ ایسے نہیں کرتیں۔بس۔۔۔"اریحہ نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی۔

"بس؟"

"بس میں تم سے ملتی ہوں تو انکو لگتا ہے کہ میں کسی طرح پلین کر کے بھاگ جاؤں گی تو وہ اس بات پر وارن کر رہی ہیں کہ میں تم سے ملنا بند کر دوں مگر میں جانتے ہوں کہ میں ایسا کچھ بھی نہیں کر رہی میں ان کی تسکین کے لیے تم سے ملنا کیوں بند کروں۔ میں نے ان کو کہا ہے کہ تم سال میں چلی جاؤ گی میں دوبارہ اسی روٹین پر آجاؤں گی تو وہ ٹینشن مت لیں میں کہیں نہیں جا رہی۔ اگر میں کیس کر بھی دوں تو پہلی بات کہ میرے پاس اتنی دولت نہیں ہے کہ میں ایک اچھا وکیل بھی ہائر کر سکوں۔"

"ہاں تو اس سب میں میں تمہاری مدد کروں گی۔ میں اپنے راد بھائی اور باقی سب بھائیوں سے کہوں گی۔" راد کے نام پر پتا نہیں کیوں اریھہ کے دل کی دھڑکن ہمیشہ تیز ہو جاتی ہے۔

www.novelsclubb.com

"نہیں گل میں جانتی ہوں کہ تمہیں میری فکر ہے مگر میں کسی کا کیا تم سے بھی کوئی مدد نہیں لوں گی۔ اور تم کسی سے بھی میرے بارے میں یہ بات نہیں کرو گی پلیز گل تم تو مجھے

سمجھنے کی کوشش کرو پلیز۔"اریحہ نے پوری کوشش کی تھی کہ کسی بھی لفظ سے گل کا دل نہ دکھے۔گل نے کچھ دیر اریحہ کی آنکھوں میں دیکھا۔

"ٹھیک ہے۔"

"گل پلیز سمجھنے کی کوشش کرو نا۔""ٹھیک ہے میں کچھ بھی نہیں کروں گی اور میں تم سے ناراض بھی نہیں ہوں۔اب بھول جاؤ کہ میں تم سے ایسا ویسا کچھ کہا۔"

"شکریہ گل احمر۔"اریحہ اس کے گلے لگ گئی۔

"اروتم یہ سب کیسے کر لیتی ہو کہ مین نے آج تک تمہارے منہ سے ان کے خلاف کوئی ایک لفظ بھی نہیں سنا۔"اس کے سوال پر اریحہ ہلکا سا مسکرائی۔

"بدلہ لینا میری فطرت نہیں

www.novelsclubb.com

بددعا دینا میری عادت نہیں

مجھے جس سے شکایت ہو

میرا دل جس نے دکھایا ہو

میں آنکھیں بند کر لیتی ہوں

اور سب خدا پر چھوڑ دیتی ہوں۔"

اریحہ کی بات سن کر گل کی آنکھیں بھی چمکیں۔

"کہاں سے سیکھتی ہو ایسی خوبصورت باتیں؟" گل نے اشتیاک سے پوچھا۔

"کہیں سے بھی نہیں بس خود ہی دل و دماغ میں آجاتی ہیں۔"

"تمہیں پتا ہے کہ تمہاری طرح تمہاری باتیں بھی خوبصورت ہوتی ہیں۔"

تعریف کے لیے شکریہ۔ چلو تم پانچ منٹ انتظار کرو میں تیار ہو کر آئی پھر یونی چلتے ہیں پہلے ہی کافی لیٹ ہو گیا ہے۔" اریحہ یہ کہہ کر کمرے میں چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

"ہانی یار آرڈر دے گا؟" راحم نے تپ کر سرحان سے کہا جو پچھلے دس منٹ سے اسکو آرڈر دینے سے منع کر رہا تھا۔

"ہاں ہاں بس دو منٹ تجھے کسی سے ملوانا بھی ہے؟" سرحان نے فون ایک سائیڈ پر رکھتے ہوئے کہا۔

"کس سے؟" راحم نے ایک ابرو اٹھا کر پوچھا۔

"ہے کوئی آپکو ان سے اور ان کو آپ سے مل کر بہت خوشی ملے گی۔" سرحان نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"ایک تو پہلے تم یہ فیصلہ کرلو کہ تم نے مجھے عزت دینی ہے یا نہیں۔ یہ بار بار مجھے کبھی تم تو کبھی آپ مت کہہ کر مت مخاطب کیا کرو۔" راحم نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

"سوری یہ میرے کنڑول میں نہیں ہے۔میں تمہیں عزت دینے کی کوشش کرتا ہوں بٹ یہ تم تمہارے نیچرلی نکل آتا ہے۔ سو۔"

"یہ دیکھ میرے جڑے ہاتھ تو مجھے نیچرلی ہی بلایا کر۔" راحم نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"پھر ماں؟"

"ان سے میں خود بات کرلوں گا وہ آئندہ تجھے نہیں کہیں گی۔" راحم سرحان سے تقریباً ایک ڈیڑھ سال بڑا تھا تو فاریہ خان سرحان کو راحم کو بھائی کہلواتی تھی اور راحم بھی ان کے

سامنے سرحان کی طرف داری نہیں کرتا تھا تو تب سے سرحان جان بوجھ کر اسے کبھی آپ تو کبھی تم کہنے لگا جس سے راحم چڑتا تھا۔

"شکر ہے ویسے بھی جب جب میں تمہیں عزت دیتا تھا تو میرا دل خراب ہوتا تھا۔لو! وہ دیکھو آ گئے میرے مہمان۔" سرحان نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

راحم نے گردن موڑ کر آنے والے کو دیکھا تو اسکے چودہ طبق روشن ہو گئے۔اور وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھا۔

احراد اور حدیر جو آپس میں باتیں کرتے ہوئے اندر داخل ہو رہے تھے تو ہانی کے ساتھ راحم کو دیکھ کر دونوں اپنی اپنی جگہ ساکت ہو گئے۔

راحم نے دونون کو دیکھ کر اپنی آنکھیں میچیں۔اسکا دل شدت سے چاہا کہ وہ سرحان کا گلا اپنے ہاتھوں سے دبائے۔وہ اسکو ذلیل کروانے کا موقع کبھی بھی اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔راحم سرحان کو ایسے ہی نہیں بلا کہتا تھا وہ واقع میں ہر بار اس کے لیے ہمیشہ ایک بلا کا کردار ادا کرتا تھا۔

وہ دونوں ان کی طرف بڑھے اور خونخوار نظروں سے دونوں نے راحم کو دیکھا۔

"راحم صاحب آپ نے تو اگلے ہفتے آنا تھا نہیں؟" دیر نے دانت کچکچاتے ہوئے پوچھا۔

راحم نے دونوں کے تیور دیکھے جو کہیں سے بھی نارمل نہیں لگ رہے تھے۔اسنے دانت پیستے ہوئے سرحان کو دیکھا۔

"ہیلو بِگ برو۔کیسے ہیں۔" سرحان احراد کے گلے لگا۔

"میں ٹھیک تم سناؤ کیسے ہو اور گھر میں سب ٹھیک ہیں؟"

"ہاں ہاں بر وسب ٹھیک ہیں اس وقت سوائے ایک کے۔" سرحان نے مسکراہٹ دباتے ہوئے راحم کو دیکھ کر کہا۔

احراد نے راحم کو گھور کر دیکھا۔جس پر راحم نے اپنی صفائی پیش کرنا چاہی۔

"میں ایکسپلین کر سکتا ہوں۔" راحم ہاتھ اٹھاتے ہوئے بولا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں نہیں تمہیں ایکسپلین کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔برو یہ ایک سرپرائز تھا میری طرف سے آپ لوگوں کے لیے۔اگر پھر بھی انکو کوئی سزا دینی ہے تو نو پرابلم آج کا ناشتہ ان کی طرف سے۔ٹھیک ہے راحم؟" سرحان نے آخر میں راحم سے پوچھا۔جو اسکو کھانے والی نظروں سے دیکھ کم گھور زیادہ رہا تھا۔

"کوئی بات نہیں بچارا ابھی تک شاک میں ہے۔ آپ لوگوں کا یہاں آنا اسکے لیے بھی ایک سرپرائز تھا۔" اسکی بات پر احراد اور حدیر ہنسے۔

"چلو بھئی بیٹھو سب بہت بھوک لگ رہی ہے۔" وہ چاروں بیٹھے تو ہانی نے آرڈر دیا اور انتظار کرنے لگے۔

""" گل کیسی ہے وہاں پر؟" راد نے راحم سے پوچھا۔

"الحمداللہ ٹھیک ہے اور تمہارا پوچھتی رہتی ہے۔""" صحیح۔"

"بی جی کو منالیا؟" حدیر نے سوال کیا۔

"ہاں شکر ہے مان گئی ورنہ مجھے تو لگ رہا تھا کہ گل کو واپس بلانا پڑے گا۔" راھم نے شکر کا سانس لیا۔

www.novelsclubb.com

"تھینکس ٹومی۔" سرحان نے کالر جھاڑے۔

"جی جی اگر آپ چائے نہیں بناتے تو مجھے تو بنانی نہیں آتی تھی۔"

"ہہ جیلس پیپلز۔"

"ہمیں پتا ہے کہ تو کیسے بناتا ہے چائے۔ اگر تو بی جی کو اپنے ہاتھ کی چائے بنا کر دیتا نا تو گل کی وجہ سے تو پتا نہیں مگر چائے کی توہین کی وجہ سے بی جی تجھے گھر سے نکالنے کے ساتھ ساتھ جائیداد سے بھی عاق کر دیتیں۔" حدیر کے کہنے پر راحم نے منہ بگاڑا اور تینوں ہنسنے لگے۔

"تم لوگوں کو ایک بات بتانی ہے۔" حدیر نے ٹیبل بجاتے ہوئے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

"وہ کیا؟" "راد نے اپنے لیے ایک گھر لیا ہے اور وہ اب سے اسی میں رہے گا۔" اسکی بات سن کر ہانی نے حیرت سے راد کو دیکھا۔

"جانتا ہوں۔" راحم نے عام سے انداز میں کہا۔ راحم کی بات سن کر ہانی شاک میں چلا گیا۔

"برو یو ڈِڈ ناٹ ٹیل می۔ وائے؟" ہانی نے احتجاج کیا۔

"اگر میں تمہیں پہلے بتاتا تو تم مجھے نہ لینے دیتے۔" راد نے اپنا خدشہ بیان کیا۔

"میں کیوں منع کرتا۔ میں تو آپ کو داد دیتا کہ آپ اس چڑیل سے چھٹکارا چاہتے ہیں۔"

"ہانی۔ بری بات چھوٹی ہے وہ۔" احراد نے ہانی کا حانم کو چڑیل کہنے پر برا منایا۔

"مجھے بھی سامان سیٹ کرنے میں آپ کی ہیلپ کرنی تھی۔"

"کوئی اتنا زیادہ سامان نہیں تھا بس میری چیزیں تھیں اور کچھ سامان تھا باقی فرنیچر وغیرہ پہلے سے ہی تھا۔"

"تجھے کیسے پتا چلا؟" دیر نے راحم سے سوال کیا۔

"مجھے راد نے بتایا تھا۔"

"ہاں جب میں نے تجھے بتایا تو بعد میں اس کو بھی بتا دیا تھا۔ میں دوسروں کی طرح نہیں ہوں کہ باتیں چھپاؤں۔" راد نے آخر پر راحم کو طنز کیا۔

"اب یہ طعنہ کب تک ملے گا؟ بتا دیں آپ لوگ تاکہ میں پہلے سے ہی تیار رہوں۔" راحم نے راد اور دیر کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"میں نے کب طعنہ دیا؟ میں نے تو دوسرے کہا ہے اور دوسروں میں تم نہیں آتے۔" راد نے مکرتے ہوئے کہا۔

"بلکل۔ میں کہاں دوسروں میں آتا ہوں۔" راحم نے ہامی بھری۔

آرڈر آیا تو چاروں خوشگپیوں کے ساتھ ساتھ کھانے کی طرف متوجہ ہو گئے۔اور اتنے عرصے بعد اس ریسٹورانٹ کی دیواریں ان چاروں کو یوں مکمل ایک ساتھ دیکھ رہی تھیں۔مگر پھر بھی ایک خلا باقی تھا جس کو ابھی پورا ہونا تھا۔ان میں سے کسی نے ابھی بھی اپنے اوپر خول چڑھا رکھا تھا۔جو مثبت تھا یا منفی یہ تو وقت نے ہی بتانا تھا۔

قرہ نے فریحہ خان کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر چلی آئی۔

"کیسی طبیعت ہے آپکی؟" وہ بیڈ پر ان کے پاس بیٹھ کر ان سے پوچھنے لگی۔

"میں ٹھیک ہوں اللہ کا شکر ہے۔میری بیٹی کیسی ہے؟" انہوں نے اسے پیار کرتے ہوئے کہا۔

"آپ رو رہی تھیں نہ؟" قرہ نے پریشان ہوتے ہوئے سوال کیا۔

اسکی اس فکرمندی پر اور رونا آیا۔انہیں ماضی میں کوئی اپنے چھوٹے چھوتے ہاتھوں سے ان کے آنسو صاف کرتا ہوا بے اختیار یاد آیا۔

"ماما آپ ٹھیک ہیں؟" قرہ نے انکو ہلایا تو وہ حال میں آئیں۔

"ہاں میں ٹھیک ہوں بیٹا۔" فریحہ خان اپنی آنکھوں میں آئی نمی صاف کرتی ہوئی بولی۔

"آپکو اپنے بچوں کی یاد آرہی ہے نا؟"

"قرہ میں اسے کھونے سے ہمیشہ ڈرتی تھی ہر بات پہ اسے کہتی وعدہ کرو تم مجھے چھوڑ کر نہیں جاؤ گے۔ مجھے لگتا تھا کہ ایک نا ایک دن کوئی اسے مجھ سے چھین لے گا مجھے لگتا تھا کہ میرا سارا سکون اسی کے پاس ہے۔ اسکے سوا مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے اور پھر وہ میرے کہنے پہ وعدے بھی کرتا تھا۔ مگر میں یہ بھول گئی تھی کہ انسان کا سکون صرف اللہ کی محبت میں ہے۔ اور جب بندہ خدا کی ذات سے بے نیاز ہو کر اسکے بندوں میں سکون ڈھونڈنے لگ جاتا ہے تو پھر وہ ناراض ہو جاتا ہے اور اس سے وہ سب چھین لیتا ہے جو انسان کو اسکی یاد سے غافل کر دیتا ہے۔ اسے کھونے کے بعد جب میں طویل سجدوں میں جانے لگی تو پھر کل کائنات کا سکون وہیں میسر پایا۔ پھر میں نے خدا سے اسکی سلامتی، کامیابی اور خوشیوں کی دعائیں مانگی اور اس قدر یقین کا احساس محسوس کیا جیسے کوئی میرے سامنے بیٹھا میری دعاؤں پہ کن کہہ رہا ہو۔ اور اللہ نے مجھے تمہاری صورت میں ایک نئی زندگی اور امید بھی تو دی ہے۔ قرہ اللہ نے مجھے ایک بیٹی سے بھی نوازا تھا مگر مجھے ممتا کا وہ احساس

صرف اسی میں ملتا تھا جس میں میرا خون شامل نہیں تھا میں جانتی تھی کہ یہ غلط تھا میری ممتا کا میری بیٹی پر اس سے زیادہ حق تھا۔ مگر میں مجبور تھی۔ پھر میرے حصے کا بھی پیار وہ اپنی بہن سے کرتا تھا۔ اسے ایک آنچ بھی آنے نہیں دیتا تھا۔ راتوں کو جاگ جاگ کر اسے دیکھ کر اپنی آنکھوں کی پیاس بجھاتا تھا۔ ہم بہت خوش تھے قرہ مگر اچانک ہمیں کسی کی نظر لگ گئی۔ میری ہنستی کھیلتی دنیا اجڑ گئی۔ پھر صرف تم نے مجھے زندہ رہنے کے ساتھ ساتھ جینا سکھایا۔ تم نے مجھے اس ممتا کا احساس دلایا جو مجھے اپنے دونوں بچوں میں ملا کرتا تھا۔ تم نے مجھے اللہ سے مانگنا سکھایا۔ پتا نہیں تم وہ سب باتیں کہاں سے سیکھ کر آتی تھی۔ تم جب بھی مجھے روتا ہوا دیکھتی تو کہتی کہ ماما آپ روئیں نہیں اللہ سے دعا مانگیں۔ آپ کبھی ناامید مت ہونا ایک دن آپکی اللہ سے کی ہوئیں دعائیں ضرور پوری ہونگی۔ اور آج تک میں کبھی مایوس نہیں ہو پائی۔ جب جب میں مایوس ہونے لگتی ہوں تو تمہاری وہ رس گھولتی آواز میرے کانوں میں گونجتی ہے۔"

"مگر آپ کی دعا قبول نہیں ہوئیں ماما۔"

"قرہ ہماری کچھ دعاؤں کی قبولیت کا راستہ بہت مشکل ہوتا ہے۔ قرہ پتا ہے اللہ پاک یہ راستہ مشکل کیوں کرتا ہے؟ تاکہ جب وہ نعمت ہمیں ملے تو ہم اس کی قدر کر سکیں۔ وہ نعمت اتنی بڑی اور خاص ہوتی ہے کہ اللہ چاہتا ہے کہ ہم کہیں اپنی ناشکری میں اسکی اہمیت نظرانداز نا کر دیں۔ بس اسی لیے کچھ سفر زیادہ کٹھن ہوتے ہیں، لہذا مایوس نہیں ہوا کریں۔ منزل کا سکون راہ کی تھکاوٹ بھلا دے گا۔ اور تمہیں پتا ہے جو ہم مانگ رہے ہوتے ہیں نہ اللہ سے وہ ہمیں ملنا ہی ہوتا ہے تبھی ہم مانگ رہے ہوتے ہیں۔ نہ ملنا ہوتا تو ہم اس کے لیے دعا نہیں کر رہے ہوتے۔ ایک بار بس اس رب پر یقین کرو اور پھر یقین کی حدوں کو توڑ دو، یقین و صبر کی انتہا کر دو پھر وہ رب بھی معجزوں کی انتہا کر دے گا۔ لاحاصل اور ناممکن کی حدوں کو بھول جاؤ۔ بس ناممکن کی سوچ سے آگے نکل کر مانگو اور پھر معجزے وہاں سے ہونگے جہاں سے ہمیں گمان بھی نہیں ہو گا۔" فریحہ خان نے نرمی سے کہہ کر اپنی بات مکمل کی۔

www.novelsclubb.com

"قرہ ڈارلنگ سو گئی ہو کیا؟" تاشی اندر آتے ہوئے بولی۔

"ادھر آؤ ذرا تم بھی۔ کیا حرکت کی تھی آج؟ بلاوجہ کیوں تنگ کیا اسے؟ پتا ہے کتنا ناراض ہو کر گیا ہے وہ آج۔" فریحہ خان دونوں کو لتاڑتے ہوئے بولیں۔ ماحول کا سکوت ٹوٹ گیا اور قرہ بھی ٹرانس کی کیفیت سے نکلی۔

"جانتے ہیں۔ اسی لیے ہم اسکے لیے کچھ لینے جا رہے تھے باہر سے۔ میں آپکو یہی بتانے آئے تھی کہ ہم کچھ سامان لینے جا رہے ہیں۔"

"اچھا ٹھیک ہے دیہان سے جانا اور جلدی گھر آ جانا۔"

"اوکے بائے۔ اللہ حافظ۔"

"اللہ کی امان۔" وہ دونوں کمرے سے باہر نکل گئیں۔ اور فریحہ خان نماز کے لیے وضو کرنے چلی گئیں۔

www.novelsclubb.com

کبھی مایوس مت ہونا،

وہاں انصاف کی چکی ہے،

ذرا دھیرے سے چلتی ہے

مگر چکی کے پاٹوں میں،

بہت باریک پِستا ہے

تمہارے ایک کا بدلہ،

وہاں ستَر سے زیادہ ہے،

نیت تلتی ہے پلڑوں میں،

عمل ناپے نہیں جاتے،

وہاں جو ہاتھ اٹھتے ہیں،

کبھی خالی نہیں آتے،

ذرا سی دیر لگتی ہے،

مگر وہ دے کے رہتا ہے۔

---

www.novelsclubb.com

"سارے شہر کی پھولوں والی دکانیں آج ہی بند ہونی تھیں۔پہلے ہی اتنا ٹائم ہو گیا ہے ماما پریشان ہو رہی ہو نگی۔"قرہ نے غصے سے سٹیئرنگ پر ہاتھ مارا۔

"تو آرام سے بھی یہ بات بول سکتی ہے۔اس میں میرے بچارے کانوں کا کیا قصور ہے۔" تاشی اپنے کانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے قرہ سے بولی جو کب سے گلا پھاڑ پھاڑ کر پاکستان کی دکانوں پر کیاس آرائی کر رہی تھی۔

"تو اپنی بکواس بند کرے گی۔آج تو پکا جوتے پڑیں گے ماما سے۔میں تو کہتی ہوں پھول رہنے دیتے ہیں ان کے بغیر ہی کام چلا لیں گے۔"

"بلکل بھی نہیں سارا آئیڈیا خراب ہو جائے گا۔مین کام ہی پھولوں کا ہے۔ان کے بغیر گھر نہیں جائیں گے چاہے ہمیں گھر جا کر شہید ہی کیوں نا ہونا پڑے۔" یہ تاشی کا کہنا تھا جس نے پلان میں صرف دو پھول ہی ڈالے تھے۔

"قرہ مل گئی دکان وہ دیکھ۔"تاشی چلائی جس پر قرہ نے گاڑی کو بریک لگائی اور گاڑی ایک جھٹکے سے رکی جس کے نتیجے میں ان کے پیچھے آنے والی گاڑی کا توازن بگڑا اور قرہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

ناشتے کے بعد وہ چاروں واک کے لیے نکل گئے تھے۔ کافی عرصے بعد ان چاروں نے ایک ساتھ وقت گزارا تھا۔ ایک بھرپور دن گزارنے کے بعد اب ان چاروں کا رخ خان حویلی کی طرف تھا۔ احراد اور حدیر اپنی گاڑی میں، سرحان راحم اپنی گاڑی میں سفر کر رہے تھے۔ ڈرائیو ہانی کر رہا تھا اور راحم فرنٹ سیٹ پر موبائل پر سکرولنگ کر رہا تھا کہ اچانک سامنے والی گاڑی ایک جھٹکے سے رکی جس کی وجہ سے ان کی گاڑی کا توازن بگڑا۔ سرحان نے فوراً سے بریک پر پاؤں رکھا۔ اچانک بریک کے لگنے سے راحم کا سر ڈیش بورڈ پر لگا۔

"واٹ دا۔۔

کمینے انسان۔ عقل نام کی چیز نہیں ہے تیرے سڑے ہوئے بھیجے میں؟"

راحم اپنے سر کو پکڑتے ہوئے کراہا۔ اس سے پہلے راحم مزید کچھ کہتا ہانی گاڑی سے باہر نکلا۔ ہانی کے باہر نکلنے سے پہلے ہی وہ دونوں لڑکیاں گاڑی سے اتر چکی تھیں۔ ہانی کے تیور دیکھ کر راحم اپنے گھومتے ہوئے سر کو چھوڑ کر گاڑی سے اترا۔

"آر یو بلائینڈ؟"ہانی کہتے ہوئے جارحانہ انداز میں سامنے موجود لڑکی جو ڈرائیونگ سیٹ سے اتری تھی اس کی طرف بڑھا۔راحم نے اسکے ارادے بھانپ کر لپک کر اسے پکڑا۔

"تمہیں گاڑی چلانی آتی نہیں ہے تو کیوں دوسروں کی جانیں خطرے میں ڈالیں ہیں؟ دماغ میں کچھ ہے کہ نہیں یا پاگل خانے سے بھاگ کر آئی ہو؟"سرحان راحم کی گرفت میں دھاڑا۔

سامنے موجود لڑکی اس سے پہلے کچھ کہتی اسکی نظر راحم کے ماتھے سے رستے خون کی طرف گئی۔

"آئیم سوری۔میری غلطی ہے مجھے بیچ سڑک پر بریک نہیں لگانی چاہئیے تھی۔"قرہ نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہیں لائیسنس کس نے دیا ہے؟لائیسنس ہے بھی کہ نہیں؟"سرحان کا غصہ ساتویں آسمان پر تھا۔

"او ہیلو مسٹر! وہ آپ سے معافی مانگ تو رہی ہے یا آپ بد تمیز کے ساتھ بہرے بھی ہیں؟"تاشفہ جو چپ کر کے کھڑی تھی سرحان کو قرہ سے بد تمیزی سے بولنے پر کھٹاک سے بولی۔

"یو۔۔۔"

"سرحان ریلیکس وہ اپنی غلطی مان رہی ہیں۔ ہنگامہ کیوں کھڑا کر رہے ہو؟ چلو فرنٹ سیٹ پر بیٹھو میں گاڑی چلاتا ہوں۔"سرحان مزید کچھ بولتا اور سڑک پر رش لگ جاتا اس سے پہلے ہی راحم بول پڑا۔اسکا ہاتھ جھٹکتے ہوئے سرحان جا کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تو راحم سانس بھر کر رہ گیا۔اوران دونوں سے مخاطب ہوا۔

"معاف کیجیئے گا بس تھوڑے غصے میں بول دیا اسنے۔آئیندہ احتیاط سے ڈرائیونگ کیجئیے گا آپ پلیز۔کوئی اور ہوتا تو مسئلہ کھڑا ہو جاتا۔اس کی طرف سے اگین اکسکیوز پلیز۔"

"کوئی بات نہیں میری غلطی تھی۔آپ پلیز بینڈایج کروالیجئیے گا۔"قرہ کا اشارہ راحم کی چوٹ کی طرف تھا۔

"شکریہ۔" راحم تشکر کا اظہار کر کے گاڑی کی طرف بڑھا۔اور وہ دونوں بھی گاڑی میں بیٹھ کر اسے پارک کرنے کی جگہ ڈھونڈنے لگیں۔

"کتنا بد تمیز شخص تھا یار۔ایک بندہ سوری بول رہا ہے۔اپنی غلطی مان رہا ہے مگر نہیں ان کو تو آسمان پر اڑنا ہوتا ہے۔اگر رش کا ڈر نا ہوتا نہ تو دیکھنا تھا کیسا سبق سکھاتی میں لارڈ صاحب کو۔ہنہہ۔"

وہ دونوں اس وقت دریاب کے کمرے میں موجود تھیں۔اس کو منانے کے لیے کمرہ ڈیکوریٹ کر رہی تھیں۔ہاتھ چلانے کے ساتھ ساتھ تاشی کی زبان ایک سو اسی کی سپیڈ میں چل رہی تھی جو صرف اور صرف سرحان کے قصیدے پڑھ رہی تھی۔

"اوہ مادام کہیں صدمے میں تو نہیں چلی گئی۔" قرہ جو کافی دیر سے بمشکل اس کی بکواس سن رہی تھی سانس بھر کے رہ گئی۔

"تاشی تو کبھی اس لڑکے سے ملی ہے؟" قرہ نے کام روک کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

"نہیں کیوں؟ تو ملی ہے؟" تاشی نے نا سمجھی سے کہا۔

"نہیں میں بھی نہیں ملی۔ پتا نہیں کیوں مجھے ایسے محسوس ہوا کہ ہم نہیں پر وہ لڑکا ہمیں جانتا ہو۔ کوئی کیوں ڈائریکٹ ایک اجنبی کو تم کہہ کر مخاطب کر سکتا ہے اور وہ بھی اس انداز میں۔" قرہ کے چہرے پر الجھن رقم تھی۔

"ہو گا کوئی بد تمیز امیر زادہ۔ جس کو بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے پتا نہیں گھر والے کیسے برداشت کرتے ہونگے۔ ہم کیوں اس پر تبصرہ کر رہے ہیں۔"

اسکے کہنے پر قرہ نے اس کو ایسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو کہ میں تبصرہ کر رہی ہوں۔ اور جو کب سے وہ پھوٹ رہی تھی اسکا کیا۔

"اچھا اچھا میں کر رہی ہوں۔ بس۔ اب جلدی سے ہاتھ چلاؤ وقت کم ہے۔ م۔ میں خود کو کہہ رہی ہوں تمہیں نہیں۔" تاشی قرہ کے تیور دیکھ کر گڑبڑائی۔

وہ دونوں پھر سے اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو گئیں پر اب تاشفہ کی زبان آرام کر رہی تھی۔ اور باہر آسمان خاموشی سے اپنا رنگ بدل رہا تھا جیسے بہت سے لوگ بدلا کرتے ہیں۔

---

www.novelsclubb.com

خان حویلی جو شہر سے کچھ ہی منٹ کے فاصلے پر تھی خوبصورتی کی اعلیٰ مثال تھی حالانکہ یہ اتنی وسیع نہ تھی۔ سرخ اینٹوں سے بنی اس حویلی میں کئی سالوں سے ایک ہی خاندان رہائش پذیر تھا۔

شہیر خان اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھے۔ان کی شادی ان خالہ زاد مہرین خان سے طے پائی تھی۔ستائس سال پہلے شہیر خان دل کے دورے کی وجہ سے چل بسے تھے۔اس کے بعد حویلی کی باگ دوڑ مہرین خان کے ہاتھ میں آگئی۔ مگر حویلی اب پہلے کی طرح چہچہاتی نہ تھی۔یوں لگتا تھا کہ اس حویلی کے مکینوں کو کسی کی نظر لگ گئی ہو۔خان حویلی کے رسم و رواج نے انیتس سال پہلے اسکی دیواروں میں دراڑیں ڈال دی تھیں۔ جہاں حویلی انیتس سال پہلے قہقہوں سے گونجا کرتی تھی اب وہاں بس خاموشی کا ڈیرا ہو گیا۔

اس حویلی کے مکین بی جی یعنی مہرین خان،ان کے ایک سپوت زمان خان،زمان خان کی زوجہ زکیہ بیگم ان دونوں کے دو بیٹے بڑا اصنان زمان،اسکی بیوی زنیرا خان، چھوٹا بیٹا ارحم زمان اور ان کی ایک بیٹی گلِ احمر تھے۔ان کے ساتھ مہرین خان کی ایک بیٹی فاریہ خان اپنے بیٹے سرحان (ہانی) کے ساتھ بھی رہائش پذیر تھیں۔

ایسے میں ایک گاڑی خان حویلی کی طرف بڑھ رہی تھی۔ہارن دینے سے پہلے ہی حویلی کا گیٹ کھول دیا گیا جیسے سب آنے والے کو برسوں سے جانتے ہوں حالانکہ آنے والے یہاں کے مکین نہ تھے۔

گاڑی سیدھا پارکنگ ایریا میں آکر رکی۔یہاں کے خادم کے پہنچنے سے پہلے ہی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھلا اور وہ باہر نکلا۔بلیک کلر کی جینز پر آف وائیٹ کلر کی ٹی شرٹ کے اوپر بلیک لیدر کی جیکٹ پہنے،بائیں ہاتھ میں گھڑی اور دائیں ہاتھ کی کلائی میں مختلف قسم کے بینڈز پہنے حدیر ارتسام خان تھا۔ڈرائیونگ سیٹ سے دوسرا شخص بھی باہر نکلا۔حدیر کی طرح بلیک جینز پر بلیک ٹی شرٹ جس کے اوپر بلیک لیدر کی جیکٹ پہنے،بائیں ہاتھ میں گھڑی اور دائیں ہاتھ کی کلائی میں مختلف قسم کے بینڈز پہنے،موبائیل اور گاڑی کی چابی ہاتھ میں لیے وہ احراد آرب میر تھا۔دونوں کے قد میں بس ڈیڑھ انچ کا فرق تھا۔

www.novelsclubb.com

"اسلام وعلیکم یاسر چچا۔کیا حال چال ہیں؟"احراد نے یاسر صاحب کے گلے لگتے ہوئے خوش اخلاقی سے پوچھا۔

"وعلیکم السلام راد بیٹا۔ سب خیریت سے ہے۔ آج تو آپ بڑے دنوں بعد آئیں ہیں۔" یاسر صاحب آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتے ہوئے بولے۔ یاسر صاحب خان حویلی کے پرانے خادم تھے جو گارڈن کی رکھوالی کیا کرتے تھے۔ یہاں پر سب خادموں میں بزرگ تھے اور اس حویلی کے مکین کے ساتھ ساتھ سب ہی ان کی عزت کیا کرتے تھے۔

"کچھ نہیں بس کام تھوڑا زیادہ تھا اس لیے پچھلے ہفتے چکر نہیں لگا پایا۔ اب تو آ گیا ہوں آپ سب کے گلے شکوے دور کرنے۔"

"امی ابو آئیں ہیں کیا؟" حدیر نے پارکنگ ایریا میں دوسری گاڑی کی طرف دیکھتے ہوئے استفار کیا۔

"ہاں دیر بیٹا ارتسام بیٹے تو دوپہر سے پہلے کے آئیں ہوئے ہیں۔" یاسر صاحب نے جواب دیا۔

www.novelsclubb.com

وہ دونوں یاسر صاحب کو الوداع کہہ کر اندر کی طرف بڑھ گئے۔

"السلام وعلیکم!" لاؤنج میں قدم رکھتے ہی سب کو اونچی آواز میں ایک ساتھ سلام کیا۔

"ارے میرا بیٹا آیا ہے۔" سب سے پہلے بی جی نے اٹھ کر احراد کو گلے لگایا۔

"میرا لاڈلا۔آگئی یاد ہماری؟اب بھی نا آتے۔جب سے راحم گیا تھا تم نے تو اپنی شکل ہی غائب کرلی تھی۔حدیر تو پھر بھی چکر لگا جاتا تھا۔"فاریہ خان نے احراد کو پیار کرتے ہوئے شکوہ کیا۔

"آپ کہتی ہیں تو ابھی چلا جاتا ہوں۔"راد انکی آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتے ہوئے بولا۔

"چل شریر۔ایک وہ کم ہے تنگ کرنے کے لیے۔ویسے کہاں ہیں وہ دونوں؟تم لوگ تو ساتھ تھے۔"فاریہ خان نے ہانی اور راحم کا پوچھا۔

"آرہے ہیں پیچھے ہی تھے ہمارے۔"حدیر نے بتایا۔

"بھیا کیسا لگا سرپرائز؟"حانم نے راد کے ساتھ بیٹھ کر پوچھا۔

"بہت زبردست تھا گڑیا۔"احراد جانتا تھا ہانی ابھی تک اپنے کل کے رویے پر شرمندہ ہے۔

"السلام وعلیکم ایوری ون!"کچھ ہی دیر بعد راحم اور ہانی اندر آتے ہوئے دکھائی دیے۔

"وعلیکم السلام!"سب نے مشترکہ جواب دیا۔

"اللہ اللہ راحم تمہارے ماتھے پر کیا ہوا۔سب ٹھیک ہے؟" فاریہ خان کی نظر راحم کے ماتھے پر گئی جو ماہین بیگم سے مل رہا تھا تو سب نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کچھ نہیں پھپھو جان بس ہلکی سی چوٹ ہے وہ سامنے والی گاڑی جھٹکے سے رکی تھی بیچ سڑک پر تو بس گاڑی کو ہلکا سا جھٹکا لگا تھا۔"

"ٹھیک ہو تم دونوں کہیں اور تو نہیں لگی چوٹ؟"راد اپنی جگہ سے اٹھا اور ہانی کو دیکھتے ہوئے پریشانی سے بولا۔

"نہیں راد کہیں نہیں لگی ٹھیک ہیں ہم دونوں۔ آپ سب پریشان نہ ہوں۔"راحم نے سب کو مطمئن کرتے ہوئے کہا اور ہانی کو اشارہ کیا۔

"ریلیکس صنان بھائی کچھ نہیں ہوا بے شک آپ جا کر گاڑی کو دیکھ لیں۔"ہانی نے صنان کو کہا جو راحم کو اوپر سے نیچے دیکھ رہا تھا۔

"اچھا چھوڑو ان باتوں کو۔ ہم تم لوگوں کا ہی انتظار کر رہے تھے کھانا لگ گیا ہے آ کر کھا لیں سارے۔"زکیہ بیگم نے سب کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا۔

ارتسام خان کے والد شہیر خان کے جگری یار تھے ایسے میں ان کے بچوں میں بھی دوستی جیسا انمول رشتہ قائم ہو گیا تھا۔ مہینے میں ایک سے دو بار ارتسام خان لازمی یہاں کا چکر لگاتے تھے۔

دریاب نے کمرے کی لائٹ جلائی تو حیران رہ گیا۔ کمرے کو خوبصورتی اور نفاست سے سجایا گیا تھا۔ پردوں کے آگے سوری کے حروف لٹکائے گئے تھے۔ پورے کمرے کا فرش غباروں سے ڈھکا گیا تھا۔ وہ چلتا ہوا ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آیا اور وہاں پر گلاب کے پھولوں کے ساتھ رکھا گیا ایک کارڈ اٹھایا۔ اس پر خوبصورت شعری لکھی تھی:

"مجھے اچھا سا لگتا ہے

تمہارے سنگ سنگ چلنا

وفا کی آگ میں جلنا۔۔۔

تمہیں ناراض کر دینا

کبھی ناراض ہو جانا

www.novelsclubb.com

تمہاری بے رخی پر بھی

تمہاری آرزو کرنا

خود اپنے دل کی دھڑکن سے

تمہاری گفتگو کرنا۔۔۔

مجھے اچھا سا لگتا ہے

تمہی کو دیکھتے رہنا۔۔۔

تمہی کو سوچتے رہنا۔۔۔

سوالوں میں جوابوں میں

بہت گہرے خیالوں میں۔۔۔

محبت کے حوالون میں۔۔۔

تمہارے نام کا آنا۔۔۔

مجھے اچھا لگتا ہے۔۔"

www.novelsclubb.com

اسکے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ آگئی۔جانتا تھا کہ تاشفہ ایسا خود سے نہیں لکھ سکتی قرہ نے اسے فورس کیا ہوگا۔اسکا ارادہ تو نہ تھا انہیں اتنی جلدی معاف کرنے کا مگر اس بار اسے انکا منانے کا انداز پسند آیا تھا خاص کرتا شی کا۔

کھانے کے بعد چائے کا دورہ چلا تھا۔سردیوں میں اندھیرا جلدی چھا جاتا تھا تو یہ لوگ ٹائم سے نکلنے کی تیاری کر رہے تھے۔حویلی شہر سے زیادہ دور تو نہ تھی مگر ارتسام صاحب فیملی ہونے کی وجہ سے رسک نہیں لے سکتے تھے۔

"مطلب تو میرا گھر دیکھنے نہیں جائے گا؟"راد نے سرحان سے شکوہ کیا جو کافی چپ چپ تھا۔

"بگ برو میں پھر کبھی آجاؤں گا ابھی میں کافی تھک گیا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

"کوئی بات نہیں جب دل چاہے آجانا تمہارا ابھی گھر ہے۔اور ہاں آج جو ہوا اس کو سر پر سوار مت کرنا تمہاری اس میں کوئی غلطی نہیں تھی بتایا مجھے راحم نے اے ٹوزی۔زیادہ سٹریس مت لینا۔اچھا۔"راد نے اسے گلے لگاتے ہوئے پیار سے سمجھایا۔

"اوکے دھیان سے ڈرائیو کرنا۔" سرحان نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

"ڈیڈ آپ لوگ سیدھا گھر جائیے گا میں آج رات راد کے ساتھ رہوں گا۔اور تم چھپکلی اپنا منہ سیدھا کرو وہم لے جاتے مگر تم نے کل کالج جانا ہے۔"

دیر نے ونڈو سکرین پر جھکتے ہوئے ارتسام صاحب کو کہا۔

"بھیا یہ مجھے چھپکلی کہہ رہے ہیں۔" ہانی نے راد کو پکارا۔

"کمینے انسان کتنی بار منع کیا ہے مت بولا کر پہلے ہی وہ اداس ہے۔ چل جا کر گاڑی سٹارٹ کر۔" راد نے دیر کی گردن دبوچتے ہوئے کہا۔

"آرام سے جائیے گا آپ لوگ اور گڑیا میں آپ کو کل خود لے کر جاؤں گا اپنے ساتھ اوکے۔اللہ حافظ۔۔"

www.novelsclubb.com

دونوں گاڑیاں حویلی والوں کو الوداع کر کے اپنی اپنی راہ کی طرف گامزن ہو گیئں۔

مجھے زندگی میں قدم قدم

تیری رضا کی تلاش ہے

تیرے عشق میں اے اللہ

مجھے انتہا کی تلاش ہے

میں گناہوں میں ڈوبا ہوا

میں زمین پر ہوں گرا ہوا

جو مجھے گناہوں سے بری کرے

مجھے اس دعا کی تلاش ہے

میں نے جو کیا برا کیا

میں خود کو خود ہی تباہ کیا

جو تجھے پسند ہو اے اللہ

مجھے اس ادا کی تلاش ہے

میری زندگی بے دوام ہے

میرا موت ہی انجام ہے

www.novelsclubb.com

جو فنا کی راہ پہ مل سکے

مجھے اس بقا کی تلاش

وہ ہانی کے کمرے کے باہر پریشان کھڑا تھا۔ ہانی کا آج والا رویہ اس کے لیے نیا اور عجیب تھا۔ آج سے پہلے کبھی اسنے کسی لڑکی سے کیا لڑکے سے بھی اس طریقے سے بات نہیں کی تھی۔ اس وقت راحم ہانی کے رویے پر ششدر رہ گیا تھا۔ اس وقت وہ آنکھیں ہانی کی آنکھیں نہیں لگ رہی تھیں جس میں ہمیشہ شوخی پائی جاتی تھی۔ یا شاید وہ زیادہ ہی سوچ رہا تھا۔

دروازہ کھٹکھٹا کر وہ اندر داخل ہوا تو کمرے میں گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس نے ہاتھ مار کر لائٹ آن کی تو ہانی کو بیڈ کی پائنتی پر لیٹا ہوا پایا ایسے کہ ٹانگیں نیچے لٹکیں ہوئی تھیں اور وہ صبح والے حلیے میں ہی موجود تھا۔"

ہانی۔۔ سرحان؟" راحم اس کے پاس آیا۔

"ایسے کیوں لیٹا ہے؟"راحم نے آنکھوں سے اس کا بازو ہٹایا تو اسکی گلابی آنکھیں دیکھ کر لمحے بھر کے لیے ساکت ہو گیا۔ مگر اگلے پل اس کی آنکھوں میں پریشانی پیدا ہوئی۔

"طبیعت ٹھیک ہے تیری؟"اسنے اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھا جو کہ گرم ہو رہا تھا۔

"اٹھ۔۔جا۔ جا کر منہ ہاتھ دھو تب تک میں میڈیسن کے ساتھ کچھ کھانے کے لیے لے کر آتا ہوں۔اور میں تیری کوئی چوں چاں نہیں سنوں گا۔"

ہانی کو پریشانی سے اٹھا کر راحم نے الماری سے اسکے کپڑے نکالے۔اور کھانا لینے چلا گیا۔ کچھ وقت بعد آکر ہانی کو کھانا کھلایا اور میڈیسن دی پھر برتن رکھ کر واپس اس کے پاس آیا جو اس سارے وقت میں خاموش تھا۔

"کیا ہوا؟"راحم نے نرمی سے پوچھا۔

سرحان نے اپنے ہاتھوں کو دیکھ کر"کچھ نہیں۔"اتنی ہلکی آواز سے کہا کہ راحم بمشکل ہی سن پایا۔

"کچھ تو ہوا ہے ورنہ ہمارا ہانی اتنا خاموش تو نہیں ہوتا۔"

www.novelsclubb.com

"آج کے واقعے کو لے کر آپ سیٹ ہو؟"راحم نے اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ سے دباتے ہوئے پوچھا۔

"میں ڈر گیا تھا۔"ہانی نے سر اٹھایا۔

"کیوں ڈر گئے تھے؟کسی کو نقصان تو نہیں پہنچانا۔"

"میں ڈر گیا تھا اگر مجھے کچھ ہو جاتا تو۔ پھر تم سب کو کون برداشت کرتا۔"ہانی نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

"کیاا۔ تو کب سے اس وجہ سے منہ بنا کر بیٹھا ہوا ہے کہ اگر تجھے کچھ ہو جاتا اور میرا کیا۔ میری کوئی اہمیت نہیں ہے تیری نظر میں کہ اگر مجھے زیادہ لگ جاتی تو۔ بے مرّوت انسان ایک تو میں نے جس نے آج تک خود اٹھ کر چائے کا ایک کپ نہیں بنایا تیری اتنی خدمت کی تو اسی کو مد نظر رکھتے ہوئے بول دیتا کہ راحم میری وجہ سے تجھے لگ گئی۔ سو کمینے مرے ہوں گے تو تُو پیدا ہوا ہو گا۔"بچارے راحم کے تو سر پہ لگی اور تلوں پر بجھی تھی۔

"ہاں تو صحیح کہہ رہا ہوں اور اگر میری گاڑی کو ایک کھروچ بھی آجاتی نا تو دیکھنا تھا کیا کرتا میں ان کے ساتھ۔"ہانی راحم کو مزید اکساتے ہوئے بولا جو صدمے میں چلا گیا تھا۔

"تُو۔ تُو نا مر ارہ یہیں پر ورنہ میں تیرا قتل کر دینا ہے۔ بلکہ نہیں ایک کام کر کہ تُو خود ہی خود کشی کر لے۔ میں اپنے ہاتھ تجھ جیسے کمینے کو مار کر غلیظ نہیں کرنا چاہتا۔" راحم اسکی طرف تکیہ پھینک کر جانے لگا تو ہانی جلدی سے اٹھ کر اسکے پیچھے آیا۔

"اچھا یار معاف کر دے مذاق کر رہا تھا۔ تجھے پتا تو ہے کہ تجھے تنگ کرنے میں کتنا مزا آتا ہے مجھے۔ بتا تجھے چوٹ پر زیادہ درد تو نہیں ہو رہا۔" اسکے سامنے آکر کہتے ہوئے آخر میں تفکر سے پوچھا۔

"نہیں ہو رہا۔ ٹھیک ہوں میں۔ البتہ تجھے اس وقت میرے سامنے سے غائب ہونے کی اشد ضرورت ہے۔" راحم اپنے دانت پیستے ہوئے بولا۔

"چھوڑ نا یار مانگی تو ہے معافی پیر تو میں پکڑنے نہیں والا۔ معاف کر دے۔ دیکھ نا میں بیمار ہوں۔" ہانی نے معصوم سی شکل بنا کر کہا۔

"اچھا کر دیا۔ جا جا کر آرام کر ورنہ صبح سب سے اپنے نخرے اٹھوائے گا۔ اور دوڑے میری لگی ہونگیں۔" راحم یہ کہہ کر کمرے سے چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

گاڑی ایک چھوٹے مگر خوبصورت مکان کے سامنے رکی تو چوکیدار نے نمبر پلیٹ دیکھ کر مکان کا بڑا دروازہ کھولا۔ وہ تقریباً انیس بیس کا تھا۔ آج سے اس کے نئے صاحب گھر میں رہنے والے تھے۔ اس لیے وہ تھوڑا پرانے کے جانے سے اداس اور نئے کے آنے سے نروس بھی تھا۔

گاڑی اندر پورچ میں آئی تو اس نے دروازہ پھر سے بند کر دیا۔ اور گاڑی کی طرف آیا۔ اتنے میں وہ دونوں گاڑی سے نکل چکے تھے۔ "اسلام علیکم! سر۔" اسکو یاد تھا کہ اسکے نئے مالک نے اسے پچھلی بار صاحب کہنے سے منع کیا تھا تو اسنے احتیاطاً سر کہا۔

"وعلیکم السلام نعمان! کیسے ہو؟" احراد نے خوش اخلاقی سے دریافت کیا۔

"اللہ کا شکر ہے سر۔ میں آپکا سامان رکھ دوں اندر؟"

"نہیں ہم خود رکھ لیں گے۔ آپ کا شکریہ۔" اسنے دیکھا تھا کہ اس کے سر کے ساتھ آنے والا بھی کافی خوش اخلاق تھا اور اسکے سر کو عزیز بھی تھا۔

وہ دونوں اندر لاؤنج میں داخل ہوئے۔ دو دن پہلے احراد نے گھر میں ضروری سامان سیٹ کروالیا تھا بس آج اپنے ساتھ کپڑے اور دوسرا سامان لایا تھا۔ گھر جتنا باہر سے نفیس تھا

اندر سے بھی اتنا ہی نفیس اور سادہ تھا۔لاؤنج کے ساتھ اوپن کچن، نیچے دو کمرے اور گیسٹ روم اور اوپر دو کمرے اور ایک سٹور روم۔لاؤنج کی ایک دیوار پر گلاس ڈور تھا جہاں سے لان نظر آتا تھا۔احراد کا کمرا اوپر تھا اور اس نے اپنے گھر میں حدیر اور حانم کا کمرا بھی سیٹ کروایا تھا۔حدیر کا کمرا اس کے ساتھ والا تھا۔اور حانم کا نیچے تھا۔وہ دونوں اوپر احراد کے کمرے میں آئے۔

کل رات احراد کو جب ضروری میٹنگ میں جانا تھا تو اسنے حدیر کو نئے گھر کے بارے میں بتایا تھا اور اسے جا کر اپنا اور اسکا کمرہ سیٹ کرنے کے لیے کہا تھا تا کہ بعد میں پریشانی نہ ہو۔

حدیر نے لائٹ جلائی تو پورا کمرا روشن ہو گیا۔پورے گھر کی طرح کمرے کی تھیم بھی آف وائٹ اور گرے تھی۔درمیانے سائز کا بیڈ، ڈریسنگ ٹیبل، کمرے کے ایک حصے میں سٹڈی ٹیبل اور بک ریک، ایک طرف ڈبل سیٹر صوفہ موجود تھا۔ایک چیز جو اس کمرے کو پر کشش بناتی تھی وہ اس کمرے کی ایک دیوار تھی جو صرف اندر آ کر ہی دکھائی دیتی تھی کیونکہ کمرے کا دروازہ اس دیوار سے منسلک تھا۔اس دیوار پر بے شمار تصاویر تھیں۔جن میں احراد، حدیر، راحم، سرحان، حانم اور گل موجود تھے۔زیادہ تر چاروں لڑکوں کی

www.novelsclubb.com

تھیں۔اوراس قسم کی دیواران چاروں کے کمروں میں بھی تھی۔احراد حدیر کے پاس چلتا ہوا بیڈ سائڈ ٹیبل تک آیا اور وہاں پر موجود خوبصورت فریم اٹھایا جو دیر نے ابھی بیگ سے نکال کرر کھا تھا۔اس کے بیک گراؤنڈ میں ان دونوں کی ایک یادگار اور خوبصورت تصویر تھی جس میں دونوں اپنی پشت کیے کھڑے تھے۔اس تصویر پر کچھ سطریں بھی لکھی ہوئی تھیں۔

تم میرے دوست ہو عمر بھر کے لیے

مجھے چھوڑ نا دینا کسی عزر کے لیے

کسی غیر کی حاجت بھلا ہو بھی تو کیوں؟

تیرا ہی ساتھ چاہیے ہم سفر کے لیے

اپنی مجبوریاں چھوڑ اور آج مل مجھ سے

دکھادے خود کو آج بس اک نظر کے لیے

تکتا رہتا ہوں اسکی راہ بچھا کر آنکھیں

www.novelsclubb.com

بیٹھا رہتا ہے وہ میری آمد کی خبر کے لیے

مجھ سے لوگوں کو رکھتا نہیں اپنے دل میں کوئی

اک مکان ہی رکھ لینا اس بے گھر کے لیے

کچھ بھی کہہ دیتا ہوں یہی عادت ہے میری

دل میں بغض نا رکھنا آشفتہ سر کے لیے

کل رات اک عجیب سا خواب دیکھا ہے میں نے

دے دیا ہے صدقہ تیرے سر کے لیے

مطلع میں اپنے اللہ سے مخاطب ہے حدیر

وہی تو میرا دوست ہے عمر بھر کے لیے۔۔۔

www.novelsclubb.com

یہ پڑھ کر راد کی نظروں میں ستائش ابھری۔ احراد نے فریم واپس رکھا تو حدیر نے اسکے گرد اپنے بازو باندھے۔ اللہ نے ان دونوں کو ایک دوسرے کی دوستی کی صورت میں ایک بہترین اور خوبصورت رشتہ عطا کیا تھا جس کا شکر دونوں کرتے تھے۔

"اب یہ اموشنل ڈرامہ بند کر اور جا کر کافی بنا۔" احراد اسکی گرفت سے نکلا۔

"اچھا بھلا موڈ خراب کر دیا ڈیش انسان۔ کبھی تو شکر ادا کر لیا کر پتا نہیں تجھ جیسے انسان کے ساتھ میں نے اتنے سال کیسے گزارے۔" حدیر نے اپنے منہ کے زاویے بگاڑے۔

"بندا تحفے کا ہی شکریہ کہہ دیتا ہے۔" حدیر نے احراد کو پیچھے سے ہانک لگائی جو اسکی باتوں کو اگنور کرتا کپڑے لے کر واشروم کی طرف جا رہا تھا۔

"کافی۔ چینی کے ساتھ یاد سے۔" احراد یہ کہہ کر اندر چلا گیا۔ صاف اشارہ تھا کہ شکریہ کو بھول جاؤ۔ حدیر منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا ہوا کافی بنانے چلا گیا۔ جانتا تھا نہیں بنائی تو اپنی جیب میں سے ایک بھاری قیمت سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

ایک جھٹکے سے اس کی آنکھ کھلی۔ یہ کیسا خواب دیکھا تھا اسنے؟ کہ کوئی زبردستی اسے اپنے ساتھ لے کر جا رہا تھا اور وہ کسی کو پکار رہی تھی۔ مقابل کی پکڑ مضبوط تھی جس کی وجہ سے وہ اپنا آپ چھڑوا نہیں پا رہی تھی۔ وہ کسی داد نامی شخص کو بار بار پکار رہی تھی مگر وہ نہیں آیا تھا۔ جب کچھ وقفے بعد اس کا ذہن بیدار ہوا تو اسنے محسوس کیا کہ وہ اپنے کمرے میں نہیں

ہے۔وہ بالکونی کے فرش پر بیٹھی ہے۔وہ یہاں کیسے آئی؟دماغ پر زور ڈالا تو یاد آیا کہ اسے اندر اچانک سے گھبراہٹ محسوس ہوئی تھی تو وہ کافی لے کر باہر بالکونی میں آگئی تھی۔ہلکی ہلکی ہوا اسے راحت بخش رہی تھی اور پھر وہ نیچے بیٹھ گئی۔کافی کے ٹھنڈے ہونے کے انتظار میں شاید اس کی اچانک آنکھ لگ گئی تھی۔ہوا اب زیادہ ٹھنڈی ہو گئی تھی جو اسے ٹھٹھرنے پر مجبور کر رہی تھی۔اس نے ایک گرم سانس خارج کی اور خواب کا اثر زائل کرنے کی کوشش کی۔جس میں فلحال وہ ناکام ٹھہری۔

ہوا کا ایک اور جھونکا آیا تو وہ جلدی سے اٹھی اور چھوٹے سے ٹیبل سے اپنا مگ اور موبائل اٹھایا۔مگ میں کافی اب بھی موجود تھی جو ویسی کے ویسی ان چھوئی تھی مگر اب یخ ٹھنڈی ہو چکی تھی۔پینے کے تو بلکل بھی قابل نہ تھی۔اندر آتے ہوئے اس نے موبائل آن کیا تو دیکھا کہ گل کے میسجز آئے ہوئے تھے جس میں وہ اریحہ سے کچھ نوٹس کا مطالبہ کر رہی تھی۔اندر آکر کافی کا مگ کچن کاؤنٹر پر رکھا اور کمرے میں چلی گئی تا کہ گل کو نوٹس بھیج سکے۔

www.novelsclubb.com

کھڑکی سے آتی چاند کی روشنی کمرے میں اندھیرے کو پھیلنے سے روک رہی تھی۔ ایسے میں دیکھا جائے تو ایک شخص اندھیرے کا ہی حصہ لگ رہا تھا مگر اسکی آنکھیں چاند کی روشنی میں واضح دکھائی دے رہی تھیں جو لال انگارا ہوئی وی تھیں۔ اسکے ہاتھ میں ایک چیز موجود تھی جس کو وہ وقفے وقفے سے حرکت دے رہا تھا اور جب بھی وہ حرکت کرتی تو کمرے کی وحشت ناک خاموشی میں ارتعاش پیدا ہوتا جو ماحول کو اور بھی زیادہ وحشت زدہ کرتا۔ وہ صوفے سے اٹھا اور چلتا ہوا دیوار کے قریب آکر رکا۔ اسکے اندھیرے کے باوجود بنا کسی دکت کے اپنی مطلوبہ جگہ پر آنے سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ یہ سب اسکا معمول تھا۔ اسنے ہاتھ کی مدد سے وہ چیز اپنے سامنے کی اور اسے حرکت دی تو اسکے اندر سے روشنی نکلی۔ مگر وہ عام روسنی نہیں تھی اس کے اندر سے گرمائش نکل رہی تھی۔ مگر وہ اس روشنی کو دیکھنے کی بجائے اسکی مدد سے اپنے سامنے دیوار پر لگی ایک تصویر کو دیکھ رہا تھا۔ جس میں ایک وجود کھڑا مسکرا رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد اسنے اس چیز کو پھر سے حرکت دی تو اس جگہ دوبارہ اندھیرا چھا گیا۔ پھر وہ شخص سیٹی پر ایک خاص دھن بجاتا ہوا کھڑکی کی طرف آیا اور پردے کو آگے کر کے روشنی آنے کا واحد راستہ بھی روک گیا۔

وہ سکون سے بیٹھ کر میٹنگ کے لیے ڈوکومنٹس پر آخری نظر ڈال رہا تھا کہ اچانک سے آفس کا دروازہ ڈھار کی آواز سے کھلا۔ جس کے نتیجے میں حدیر کا ہاتھ کافی کے مگ کو لگا اور اندر بچی ہوئی کافی ان پیپرز کے اوپر گر گئی۔ یہ دیکھ کر ہانی نے اپنی زبان دانتوں میں دبائی۔ پہلے ایک منٹ کے لیے حدیر کو سمجھ نہیں آیا کہ ہوا کیا ہے اور جب سارا معاملہ سمجھ میں آیا تو شاک کے مارے اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"واپس آجا۔ اگر تُو نے ایک قدم بھی باہر کی طرف بڑھایا نا تو تُو اپنے پیروں پر واپس نہیں جائے گا۔ ذلیل انسان!۔" وہ جو واپس جانے کے لیے اپنا رخ موڑ چکا تھا اسکے روکنے پر وہیں رک گیا۔

"سرحان بیٹا اب تو تُو گیا۔ اب تجھے صرف موت کا فرشتہ ہی بچا سکتا ہے۔" ہانی نے بمشکل اپنا رخ دوبارہ آفس کی جانب موڑا تو حدیر کو اپنے بازو فولڈ کرتے ہوئے پایا۔ اس نے اپنا تھوک نگلا۔ حدیر کی موجودگی احراد کے آفس کا مطلب تھا کہ احراد کسی کام سے گیا ہوا تھا۔ احراد کے علاوہ اس کو حدیر کے شر سے کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔

حدیر بازو فولڈ کرتا ہوا اس تک آیا اور اس کے پیچھے سے دروازہ بند کر دیا۔

www.novelsclubb.com

"اب بتا بیٹا کیا تکلیف تھی جو اس طرح دروازہ توڑ کر آیا؟"

"وہ۔ ممیں۔۔۔" ہانی نے آہستہ آہستہ اپنے قدم پیچھے کی طرف بڑھائے۔

"کمینے ذلیل اب کہاں ہے تیری چھ گز لمبی زبان ہاں۔ پتا ہے تجھے کتنے ضروری پیپرز تھے۔ شام میں میٹنگ ہے تیرے اس بگ برو کی اور تو نے اسکی ساری محنت پر پانی پھیر دیا۔" حدیر نے کہتے ہوئے اچانک اس پر حملہ کر دیا جو صوفے پر پیچھے کو گر گیا تھا۔

"کافی۔" ہانی نے کشن کے پیچھے سے اپنا منہ نکال کر کہا۔

"کیا؟" حدیر نے رک کر نا سمجھی سے اسے دیکھا کہ اچانک یہ کافی کہاں سے آگئی۔

"پانی نہیں کافی پھیری ہے۔ کافی۔" ہانی نے ٹیبل پر موجود کافی اور پیپرز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی بات کا مطلب سمجھایا۔

www.novelsclubb.com

"ڈیش انسان میں یہاں بکواس کر رہا ہوں اور تجھے ابھی بھی مستی کی سوجھ رہی ہے۔ آج تو تُو نہیں بچتا میرے ہاتھوں۔ بتایا مجھے راحم نے بھی کہ تُو اسے کتنا ستاتا ہے۔" حدیر کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور اس نے کشن سے اسکے چہرے پر زور بڑھاتے ہوئے کہا۔

احراد نے آفس کا دروازہ کھولا تو تعجب سے اپنے آفس کو دیکھنے لگا۔ جب اسکی نظر کونے میں پڑے صوفے پر گئی اور دو جنگلیوں کو ایک دوسرے کے اوپر پڑے دیکھا تو معاملے سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔

جب حدیر کو کشن ہانی کے چہرے پر زور سے دباتے دیکھا تو اسکا دل لمحے بھر کے لیے سکڑا۔ اس کا ارادہ سمجھتے ہوئے بھاگتے ہوئے ان کے پاس گیا اور حدیر کو پیچھے سے پکڑتے ہوئے ہانی کے اوپر سے ہٹایا۔

"چھوڑ اسے جنگلی انسان۔ پاگل ہو گیا ہے کیا۔ چھوڑ اسے۔" بمشکل اسنے حدیر کو پیچھے کیا اور ہانی کے پاس آکر اسے ہاتھ دیا جو حدیر کی گرفت سے آزاد ہو کر گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔

"ٹھیک ہو؟" اسنے تفکر سے ہانی سے پوچھا جس کا چہرا سرخ ہو چکا تھا۔

"ہٹ جا سامنے سے راد آج یہ نہیں بچتا۔ زندگی حرام کر رکھی ہے اسنے ہماری۔" حدیر نے احراد کو ہٹنے کا کہا جسکے پیچھے ہانی کھڑا ہو گیا تھا۔

"بروبچالو آج ان سے۔سچ کہہ رہاہوں آئیندہ ہمیشہ انکا دروازہ کھٹکھٹا کر آؤں گا۔" ہانی احراد کو اپنی ڈھال بناتاہوامنت والے انداز میں بولا۔

"اچھا اچھا پہلے بتاتو سہی کہ ہوا کیا ہے۔کیوں بچارے کے خون کا پیاسا بنا ہوا ہے؟" راد نے دیر کے پاس آتے پوچھا اور اسے چیئر پر بٹھایا صوفے کی حالت ایسی نہ تھی کہ کسی کو اسکے اوپر بٹھایا جائے۔

"بچارا؟ بچارا تو نا بول۔تُو اسکو بچارا بول کر بچاروں کی توہین کر رہا ہے۔"

"معصوم سا تو ہوں میں بچارا۔" ہانی منمنایا۔

اس وقت تو یہ واقعی بچارا لگ رہا تھا۔ بال بکھرے ہوئے،شرٹ کے اوپری بٹن ٹوٹے ہوئے اور چہرا ابھی بھی ہلکا ہلکا سرخ تھا۔ کوئی بھی دیکھتا تو ترس کھا جاتا سوائے جاننے والوں کے جن کو اس کے کرتوت پتا تھے۔

www.novelsclubb.com

"ہوا کیا ہے بعد میں لڑ لینا۔" احراد نے دونوں کو پھر شروع ہوتا دیکھ کر کہا۔

"میں بتاتا ہوں۔ میں اندر آیا آپ سے ملنے کے لیے تو ان سے کافی پیپرز پر گر گئی اب اس میں میرا کیا قصور برو۔ میں نے تو کچھ نہیں کیا نا۔" ہانی نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا۔

احراد اسکا اندر آنے کا مطلب اچھی طرح سمجھ گیا تھا جانتا تھا کہ کیسے اینٹری دی ہو گی۔

"ذرا اپنے اندر آنے پر روشنی بھی تو ڈالیں؟" حدیر نے دانت پیسے۔

"میں تو بروکے آفس میں ایسے ہی آتا ہوں۔ آپ کی غلطی ہے کہ آپ یہاں کام کر رہے تھے۔" ہانی نے احتجاجاً کہا۔

"ہاں تو تُو تمیز سے آتا نا اوہ مگر میں تو بھول گیا کہ تیرے اندر تمیز کات بھی نہیں پایا جاتا مجھے ہی احتیاط کرنی چاہیئے تھی۔ میری ہی غلطی ہے۔"

"دیکھ لو اب آپ زیادتی کر رہے ہیں۔ آپ کو جب آپکا آفس دیا گیا ہے کام کرنے کے لیے تو آپ یہاں کیا کر رہے تھے۔"

"مرضی میری میں جہاں بھی کام کروں مجھے تجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر کبھی لینے کی ضرورت بھی پڑی تو تیرے پاس آنے سے پہلے میں اس بلڈنگ کی چھت سے کود نا زیادہ پسند کروں گا۔"

"اچھا بسسس۔" دونوں جو زور و شور سے ایک دوسرے کے اوپر چڑھائی کر رہے تھے احراد کے چلانے سے خاموش ہو گئے۔

"تم مجھے بتاؤ کون سے پیپرز پر کافی گری ہے؟" اس نے حدیر سے استفار کیا۔

"آج والی میٹنگ کے۔" دونوں نے احراد کی طرف دیکھا جو حدیر کا جواب سن کر اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے سوچ میں پڑ گیا تھا۔

"کوئی بات نہیں دوبارہ بنوا لیتے ہیں۔ آج کی میٹنگ کینسل کروا دے۔" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد احراد کی آواز آئی۔

"مگر فوریز کی آج رات کی فلائیٹ ہے پہلے ہی اتنی مشکل سے آج کی میٹنگ فکس ہوئی تھی اور تُو نے بھی اس ڈیلیگیشن کے لیے اتنی محنت کی تھی۔ اب میٹنگ کینسل کرنے کا مقصد اس ڈیلیگیشن کا ختم ہونا ہے۔" حدیر اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔

"جب پیپرز ہی نہیں ہیں تو میٹنگ کیسے ہو گی۔ تم دوبارہ سے پیپرز بنوانے کا کہو۔ میں کچھ نا کچھ سوچتا ہوں۔" ہانی دونوں کو باری باری دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"سوری برو۔" ہانی واقعی شرمندہ تھا۔ اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ کتنا نقصان ہوا ہے اس کی وجہ سے۔

"ارے اس میں سوری کی کیا بات ہے جو ہوتا ہے بہتر کے لیے ہوتا ہے۔ بتاؤ خیریت سے آئے تھے۔"

"جی خیریت سے ہی آیا تھا۔ آپ نے تو اس دن کے بعد دوبارہ مڑ کے بھی نہیں دیکھا۔ میں نے سوچا خود ہی مل آتا ہوں۔ بندہ فون ہی کر لیتا ہے۔ ویسے بھی فارغ ہی ہوتا ہوں حویلی والوں کو تو اب میں فارغ بھی چبھتا ہوں ان کا بس نا چلے مجھے سکون سے سانس بھی نا لینے دیں۔"

"تم جوان کو سولی پر لٹکائے رکھتے ہو۔ اپنا نہیں پتا بس۔" حدیر نے اپنی بھڑاس نکالی۔

"اس لیے نہیں ملا کیوں کہ کام ہی بہت تھا اور ایک کام کرو تم کل سے راحم کے ساتھ آفس چلے جایا کرو صرف آفس فیکٹری جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں راحم سے خود ہی بات کر لوں گا۔"

www.novelsclubb.com

"اوکے برو آپکو شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔" ہانی نے فرمانبرداری کا مظاہرا کیا۔

"موقع نہیں مواقع ملیں گے۔اللہ ہی حافظ ہے اب آفس والوں کا۔ہم تو صرف دعا ہی کر سکتے ہیں۔مجھے تو ابھی سے ان پر ترس آرہا ہے۔میں تو کہتا ہوں را دا ابھی اپنے الفاظ واپس لے لے ورنہ کچھ نہیں بچنا ہمارا۔" حدیر نے اپنی طرف سے مخلصانہ مشورہ دیا۔

"برو اب آپ خود دیکھ لو میں ان کو کچھ نہیں کہہ رہا۔بس مجھے سرِ عام بدنام کیا ہوا ہے۔" ہانی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اسکے کہنے پر احراد نے حدیر کو گھورا تو اس نے اپنے ہاتھ اٹھا لیے۔

"چلیں اب میں چلتا ہوں جب آپ اکیلے ہونگیں تو آؤنگا۔آج تو انہوں نے سچ میں مجھے مار دینا تھا۔جس کے جرم میں برو آپکو جیل بھجواتے پھر آپکو عمر قید ہوتی۔اور آپ سے کوئی ملنے بھی نہیں آتا کیونکہ آپ نے ایک حسین حستی کو مارا تھا اس لیے۔پھر آپ وہی جیل کی پتلی دال میں باسی روٹیاں ڈبو ڈبو کر کھاتے۔سب سے پہلے آپکے دانت ٹوٹتے پھر آپکے گھٹنے فارغ ہوتے اسکے بعد آپ کی سننے کی حس ختم ہوتی پھر آہستہ آہستہ آپکی کمر اکڑ جاتی پھر آپ ہر وقت بستر پر ہی پڑے رہتے۔پھر آپ پچھتاتے کہ کیوں میں نے ایک حسین کی جان لی اسکے بعد سے آپ میری یاد میں پاگل ہو جاتے اور ہر جگہ میں ہی آپکو دکھا کرتا۔پھر

ایک دن آدھی رات کو جب آپ مجھے شدت سے یاد کرتے تو جیل کی دیوار میں میں آپکو دکھتا اور آپ مجھ سے معافی مانگنے کے لیے اپنا سر وہاں مارتے جس کی وجہ سے آپ بھی میرے پاس آجاتے۔"

"لاحولاولاقوہ۔۔۔"ہانی کہ اتنی باریک بینی سے نقشہ کھینچنے پر حدیر کے منہ سے بے اختیار نکلااور احراد اپنا قہقہہ نا روک پایا۔

"اب تو تیرا اس دنیا سے کوچ کرنا بنتا ہے ٹھہر ذرا۔"اس سے پہلے حدیر اسکی گردن اپنے ہاتھوں میں لیتا ہانی نے باہر کی طرف دوڑ لگادی۔

"تُو ہنس لے بدتمیز انسان۔"اسکے تپ کے کہنے پر احراد نے اپنی ہنسی دبائی۔

"کیا سوچا ہے کہ کیا کرنا ہے اب میٹنگ کا۔" حدیر نے احراد کی طرف دیکھا۔

"ایک کام کرتے ہیں میٹنگ کسی اور دن رکھ لیں گے جب پیپرز تیار ہو جائیں اور جن فوریز زکی آج کی فلائٹ ہے ان سے کہیں باہر میٹنگ کر لیتے ہیں اور فلحال ان آفیشل پیپرز پر سائن کروا لیتے ہیں بعد میں آفیشل پیپرز بھجوا دیں گے۔"احراد نے ٹیبل سے خراب پیپرز اٹھاتے ہوئے لائحہ عمل بتایا۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے بس وہ لوگ راضی ہو جائیں۔"

"چل ٹھیک ہے جاتا ہوں میں پیپرز بنوانے۔تُو ایک دفعہ سلائیڈز بھی دیکھ لے۔"حدیر ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھاتے ہوئے بولا۔

"جاتے ہوئے کسی کو بھیج دینا کہ آ کے یہ ٹیبل صاف کر دے اور صوفے کو بھی دیکھ لے مجھے تو لگتا ہے ٹوٹ گیا ہو گا۔"احراد نے صوفے کو افسوس بھری نظروں سے دیکھا۔

سورج کے غروب ہونے میں ابھی کافی وقت تھا۔ سردی کے موسم میں نکلی ہلکی ہلکی دھوپ لوگوں کو بھلی لگ رہی تھی۔اس وقت شہر کے تقریباً ہر گھر کے باسی اس دھوپ سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ایسے میں احتشام ہاؤس میں جھانکا جائے تو از کیہ بیگم چائے کی ٹرے لیے لان کی طرف جا رہی تھیں جہاں فریحہ خان پہلے سے ہی موجود تھیں۔

"کیا سوچ رہی ہو فریحہ ؟"از کیہ بیگم ٹرے رکھ کر کرسی پر بیٹھیں۔

فریحہ خان جو کسی سوچ میں گم تھیں ان کے کہنے پر ان کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"کچھ نہیں بس قرہ کے بارے میں سوچ رہی تھی۔"

"کتنی دفعہ کہا ہے کہ مت پریشان ہوا کرو۔ اللہ ہے نا بس اسی پر سب کچھ چھوڑ دو۔ وہ سب بہتر کرے گا۔"

"اس پر تو بہت پہلے سے ہی سب چھوڑ دیا تھا۔ اب کچھ ہمیں بھی تو ہاتھ پاؤں مارنے چاہیئں۔ کوشش کرو گے تو کچھ ہاتھ آئے گا۔" فریحہ خان نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تمہیں پتا ہے فریحہ کہ تم ایک دن اپنی دعاؤں کی قبولیت دیکھ کر دنگ رہ جاؤ گی۔ جو کچھ وہ تمہیں نصیب کرے گا، اس پر تم یقین ہی نہیں کر پاؤ گی۔ تم صرف شکر کے آنسو بہاؤ گی اور اپنی ماضی کی ہر تکلیف بھول جاؤ گی۔ وہ جب معجزے کرے گا نا تو پہاڑوں اور دریاؤں سے بھی راہ بن جائے گی۔" ازکیہ بیگم نے نرمی سے انہیں کہا۔

"جانتی ہوں بھابھی۔ مگر اب میں آہستہ آہستہ اپنے آپ کو بے بس محسوس کرنے لگی ہوں۔ ماضی تو پہلے بھی کبھی نہیں بھولا تھا مگر اب تو وہ اتنا یاد آتا ہے کہ روح تڑپ اٹھتی ہے۔" فریحہ خان کے لہجے میں تکلیف در آئی۔

"جانتی ہو اللہ تمہیں بے بسی کے مقام پہ کیوں لاتا ہے؟تا کہ تم اللہ سے رجوع کرو۔اسی سے مانگو اور یقین سے مانگو۔جب تم دعاؤں پر یقین کرنا سیکھ جاؤ گی تو ہر چیز جو تمہیں ابھی ناممکن لگ رہی ہے، وقوع ہونے لگے گی، وہ سب حکمتوں سے واقف ہے۔ وہ سب بہتریاں جانتا ہے۔ وہ حال اور مستقبل، ظاہری پہلو اور ہماری آنکھوں سے اوجھل پہلو سب ہی جانتا ہے۔ وہ علم میں کامل ہے، حکمت میں کامل ہے۔ تو ہر توقع کے برعکس حالات پر،، ہر ارادے کے ٹوٹنے پر، زندگی کے تمہاری سوچ سے مختلف نکل آنے پر، خود کو یقین دلاؤ کہ اللہ جانتا ہے! میں نہیں جانتا! سمجھی؟تم ہی تو مجھے یہ سب سکھاتی تھی فریحہ اب کیا ہوا؟"ازکیہ بیگم نے پیار سے فریحہ کو دیکھا۔ان کی بات پر فریحہ خان کے چہرے پر آسودہ سی مسکراہٹ آئی۔

"کیوں کے مجھے بھی یہ سب کسی نے سکھائی تھیں بھابھی۔ مگر اب تو کافی عرصے سے کوئی سکھانے اور ریوژن کروانے والا نہیں ہے۔اب میں سب بھولنے لگی ہوں بھابھی۔"

فریحہ خان کی آنکھوں کے ساتھ ساتھ آواز میں بھی نمی گھل گئی۔

"تم کچھ نہیں بھول رہی فریحہ۔ تم بس مایوس رہنے لگی ہو۔ میری مانو تو ایک دفعہ پورے خُشوع سے اپنے استاد کے دیئے گئے اسباق کو دہرانے کی کوشش کرو دیکھنا سب یاد آجائے گا۔" یہ کہہ کر وہ اپنا کپ لے کر اندر کی طرف بڑھ گئیں اور پیچھے فریحہ خان اپنے بھولے ہوئے اسباق کو دوبارہ یاد کرنے لگیں۔ ازکیہ بیگم بڑی بہنوں کی طرح فریحہ خان کو امید کا ایک تنکا پکڑا چکیں تھیں۔ بس مایوسی کے بہتے دریا سے فریحہ خان کو خود نکلنا تھا۔

"اب بھی کچھ نہیں کہے گا؟" حدیر نے اسکو دیکھا جو موبائل پر کسی کو میسج بھیج رہا تھا۔ وہ دونوں یہاں مال میں فوریزز سے میٹنگ کرنے آئے تھے۔ پہلے تو انہوں نے بنا اگریمنٹ دیکھے ڈیل کرنے سے انکار کر دیا جب انہیں احراد نے ساری صورتحال سے آگاہ کیا اور بعد میں اگریمنٹ بھیجنے کی یقین دہانی کروائی تب وہ لوگ مانے۔

www.novelsclubb.com

"کس بارے میں؟" احراد نے موبائل جیب میں ڈالتے ہوئے ناسمجھی سے پوچھا۔

"وہی جو تیرے دل میں ہے۔ کہ کوئی اتنی آسانی سے تیری اتنے دنوں کی محنت پر پانی پھیر گیا اور تُو نے کچھ بھی نہیں کہا۔"

"پہلی بات پانی نہیں کافی پھیر گیا۔اور دوسری بات وہ کوئی نہیں ہانی ہے۔ویسے بھی سب ٹھیک ہو گیا ہے نا تو اب اس بات کو چھیڑنے کا فائدہ؟"

"میں نے تجھے کتنی دفعہ کہا ہے کہ میرے سامنے اس لنگور کی طرف داری نا کیا کر پر تُو نے پہلے کبھی میری سنی ہے جواب سنے گا۔" حدیر خفگی سے کہتا آگے بڑھ گیا۔

"ایک منٹ ایک منٹ تُو نے کہا تھا کہ اس کے سامنے میں اسکی طرف داری نا کروں۔اس کے بعد سے میں نے اسکے سامنے اسکی سائیڈ نہیں لی۔یہ غلط ہے تُو اپنے کہے سے نہیں پھر سکتا۔" احراد بھی تیزی سے اس کے ہمقدم ہو گیا۔

"نہیں اب سے تُو میرے سامنے بھی اس کی حمایت نہیں کرے گا۔"

"تجھے کوئی بُو آرہی ہے؟" احراد نے ناک پر ہاتھ رکھا

www.novelsclubb.com

"کس چیز کی؟" حدیر نا سمجھی سے بولا۔

"جلنے کی۔" احراد نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔پہلے تو حدیر کو اس کی بات سمجھ میں نہ آئی اور جب آئی تو اس سے پہلے وہ احراد کا منہ توڑنے کا بندوست کرتا پیچھے سے آتی کسی آواز نے ان دونوں کو متوجہ کیا۔

"ایکسکیوز می؟" ان دونوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ذرا فاصلے پر دو لڑکیاں ان کو اپنی طرف متوجہ دیکھائی دیں شاید انہوں نے ہی ان کو بلایا تھا۔

"جی؟" حدیر نے نا سمجھیں سے سوال کیا انداز تھا کہ آپ ہمیں بلا رہی ہیں۔

ان کے متوجہ ہونے پر وہ دونوں لڑکیاں چلتی ہوئی ان کے پاس آئیں۔

ان کی شکل کچھ جانی پہچانی تھی۔ حدیر نے یاد کرنے کی کوشش کی اور جب اس کو ان دونوں کی شکلوں کے ساتھ ساتھ ان دونوں کے ساتھ آپس کی پہلی ملاقات بھی یاد آئی تو اسکا بایاں ہاتھ جس میں اسکا چشمہ تھا بے اختیار کمر کے پیچھے چلا گیا اور چشمے پر گرفت بھی مضبوط ہو گئی۔ حدیر کی یہ حرکت قرہ سے مخفی نا رہی۔ یہ دیکھ کر قرہ نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر بمشکل اپنی ہنسی پر قابو پایا۔

"کیا مدد کر سکتے ہیں ہم آپ کی؟" احراد نے دونوں کو ایک نظر دیکھ کر کہا۔

"وہ آپ سے ایک بات کہنی تھی۔" قرہ نے احراد کی طرف دیکھ کر بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"جی کہیئے۔" احراد کے کہنے پر قرہ نے تاشفہ کو کہنی ماری اشارہ تھا کہ اپنے منہ سے کچھ پھوٹے۔

"وہ۔۔وہ میں کہنا تھا کہ آپ نے ہم سے معافی مانگنی تھی۔" تاشفہ کے منہ سے جو الفاظ نکلے ان کا مطلب سمجھ کر قرہ نے دوبارہ اپنی کہنی پہلے سے ذرا زور سے تاشی کو ماری۔

"میرا مطلب ہے کہ ہم نے مطلب میں نے آپ سے معافی مانگنی تھی۔" تاشفہ نے دونوں کی نظروں سے کنفیوژڈ ہو کر کہے جانے والا اپنا جملہ درست کیا۔

"کس بات کی معافی؟" احراد کی طرف سے سوال آیا۔

"وہ اگر آپ کو یاد ہو تو کچھ دن پہلے آپ اور حانم ایک کیفے گئے تھے جہاں ویٹر سے غلطی سے ٹرے گر گئی تھی۔ وہ ویٹر کا پاؤں میرے بیگ سے اڑ گیا تھا جس کی وجہ سے وہ انبیلنس ہو گیا تھا۔ غلطی میری تھی تو مجھے اسی وقت بتانا چاہیئے تھا مگر تب سب اتنا اچانک ہوا کہ میں کچھ بول نہیں پائی۔ سواس کے لیے آئم سوری بھائی۔" تاشی نے ایک ہی سانس میں سب کہہ کر احراد کی طرف دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"کوئی بات نہیں غلطیاں ہم جیسے انسانوں سے ہی ہوتی ہیں۔اور مجھے خوشی ہے کہ آپ جیسے لوگ اب بھی موجود ہیں جو بہت ٹائم بعد بھی اپنی غلطی کی معافی مانگتے ہیں اور ان کو یاد رکھتے ہیں ورنہ اب تو لوگ اپنے کیے کی معافی کیا ان کو یاد بھی نہیں رکھتے۔" پتا نہیں کیوں مگر ناچاہتے ہوئے بھی جملے کے آخر میں احراد کے لہجے میں تلخی در آئی۔

"آپ کا شکریہ بھائی۔"

" بائے دا وے میرا نام احراد ہے تو آپ مجھے احراد بھائی کہہ کر پکار سکتی ہیں مجھے برا نہیں لگے گا۔" احراد نے نرمی سے مسکرا کر تاشی کو کہا۔اس سے پہلے کوئی کچھ اور بولتا ٹک کی آواز نے ان چاروں کو الجھا دیا۔جہاں سے آواز آئی تھی وہ جگہ حدیر کے پیچھے تھی۔اور اس آواز کو سن کر حدیر کا منہ کھل گیا۔اس نے ہاتھ کمر کے پیچھے سے نکال کر آگے کر کے کھولا تو اپنے چشمے کو دو حصوں میں پایا۔یہ دیکھ کر سب سے پہلے قرہ کی کھلکھلاہٹ گونجی اور پھر احراد اور تاشی بھی ہنسے۔قرہ اور تاشی نے جلدی سے اپنی بے قابو ہوتی ہنسی پر قابو پایا اور احراد سے الوداعی کلمات کہہ کر چلی پڑیں۔احراد اب پوری طرح اس کی طرف گھوما جو ابھی بھی سکتے کی حالت میں تھا۔

www.novelsclubb.com

"میرا چشمہ۔۔۔" حدیر نے سکتے کی حالت میں کہا۔

"ٹوٹ گیا اب اس پر فاتح پڑھ لو۔اور میں پچھلی بار کی طرح تیرا واویلا نہیں سنوں گا۔اس بار تمہاری اپنی غلطی ہے۔" احراد نے اسے اپنی طرف سے تسلی دی۔

"مگر چشمہ ہی کیوں وہ بھی وہ والا جو تُو نے دیا تھا۔" اسکی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔

"بعد میں سوگ مناتے رہنا دیر ہو رہی ہے گھر چلیں۔اور شور ایسے کر رہا ہے جیسے تیرے اپنے پیسوں کے ہوتے ہیں یہ چشمے اور لے دوں گا ابھی گھر چل۔" احراد اسے گھسیٹتے ہوئے لے جا رہا تھا جو زندگی میں دوسری بار اپنے چشمے کے ٹوٹنے کا غم منا رہا تھا۔

خان حویلی کے کچن سے اٹھک پٹھک کی آوازیں صاف سنائیں دے رہیں تھیں۔زکیہ بیگم اور زنیرا رات کے کھانے کی تیاری میں مشغول تھیں۔زنیرا ساتھ ساتھ چائے کے لیے ابلتے پانی پر بھی نظر ڈال لیتی۔باہر فون کی گھنٹی بجی تو زکیہ بیگم زنیرا کو چائے کا خاص دھیان رکھنے کا کہتی باہر چلی گئیں۔مہرین بیگم کی چائے تھی آخر احتیاط لازمی تھی۔جب پانی اچھی

طرح ابلنے لگا تو زنیرا نے پتی ڈالی جس کے دانوں نے ابلتے ہوئے پانی میں جا کر فوراً ہی اپنا رنگ چھوڑا اور اس سے نکلنے والی خوشبو پورے کچن کو معطر کر گئی۔

"ماں جی۔ ماں۔ پیاری ماں۔" باہر سے سرحان کی آواز آئی تو زنیرا نے زور سے اپنی آنکھیں میچیں۔اور شدت سے دعا کی کہ ہانی کچن میں نا آئے بس۔ بعید نا تھی کہ وہ چائے کے ساتھ چھیڑ کھانی کرتا اور بی جی سے ڈانٹ زنیرا کو پڑتی جس نے چائے بنائی تھی۔ ایسا پہلے کئی بار ہو چکا تھا۔

"بھابھی جی یو سی مائے ماں؟ ویئر از شی؟" سرحان نے دروازے سے منہ نکال کر کچن میں کھڑی زنیرا کو مخاطب کیا۔

"بی جی کی کزن کے گھر شادی تھی تو فاریہ پھپھو وہاں گئیں ہیں۔ رات سے پہلے آ جائیں گیں۔" زنیرا نا محسوس طریقے سے چولہے کے آگے آ گئی۔

"یار کیا ہے روز کہیں نا کہیں چلی جاتی ہیں۔ اپنے اکلوتے سپوت کے لیے تو کوئی وقت ہی نہیں ہے ان کے پاس۔" سرحان چلتا ہوا کچن کے اندر آ گیا۔

www.novelsclubb.com

"بلکل آج آتی ہیں تو میں ان کو سمجھاؤں گی کہ وہ اپنے اکلوتے سپوت کو وقت دیا کریں۔ بہت بگڑتا جارہا ہے۔" زنیرا نے دھنیا کاٹتے ہوئے اس کو تسلی دی۔

"آپ خود بتائیں نا بھابھی جب سے آپ کی شادی ہوئی ہے تب سے آپ نے کبھی دیکھا ہے ماں کو مجھے پیار کرتے ہوئے۔ نہیں نا؟ میرے علاوہ وہ اپنے دوسرے بیٹوں کو دیکھتی ہیں تو ایسے کھل جاتی ہیں جیسے وہ سب ان کی سگی اولادیں ہیں میں تو کچرے کے ڈھیر سے آیا ہوں۔اور خاص کر برو کو جو ماں کے لاڈلے ہیں جب بھی وہ ان سے ملتی ہیں مجھے تو وہ بلکل ہی بھول جاتی ہیں۔ان پر تو وہ اپنا پیار نچھاور کرتی نہیں تھکتی۔اور تو اور پچھلے ایک سال سے جو میرے پروٹوکول میں اضافہ ہوا تھا آپ کے دیور نے آکر وہ بھی لے لیا۔اب بتائیں مجھے کہاں جاؤں میں؟" ہانی نے اپنے نکلی آنسو صاف کرتے ہوئے کہا تو زنیرا نے اسکے گلوں پر اپنی مسکراہٹ دبائی۔

www.novelsclubb.com

"یہ تو تم غلط بات کر رہے ہو ہانی۔سب جانتے ہیں کہ یہاں سب سے زیادہ پیار کس کو ملتا ہے۔اگر پھپھو تمہارے علاوہ کسی اور سے پیار کرتی ہیں تو ہمارے خاندان کے مین لیڈز تم پر اپنی جان چھڑکتے ہیں۔ خاص طور پر راد جس کی جان تم میں بستی ہے۔ اگر پھپھو

تمہارے حصے کا پیار بھی اسے دے دیتی ہیں تو اس میں ناراضگی والی کوئی بات نہیں ہے۔" زنیرا نے سچائی بیان کی جو وہ دیکھتی آ رہی تھی۔

"جی جی بلکل۔ میں تو بھول گیا تھا کہ میں آپکی بھی ہٹ لسٹ میں شامل ہوں۔"اس نے منہ بنایا۔

"جب پتا ہے تو کیوں اپنی انرجی ویسٹ کر رہے ہو؟"

"ویسے میں نے آج کل نوٹ کیا ہے کہ صنان بھائی گھر لیٹ آتے ہیں۔اور صبح جلدی چلے جاتے ہیں۔ میری تو اتنے دنوں سے ان سے ملاقات بھی نہیں ہوئی وہ تو آج ریسٹورانٹ کے باہر ملاقات ہو گئی میری ان سے۔ میں نے پوچھا تھا کہ یہاں کیا کر رہے ہیں تو کہتے کہ ایک میٹنگ تھی۔ورنہ فیکٹری میں ایک میٹنگ روم تو ہے۔" اپنی بات کہہ کر سرحان نے سلاد کی پلیٹ میں سے ایک گاجر منہ میں ڈالی۔

"ہاں آج کل ان پر کام کا برڈن زیادہ ہے نا اس لیے۔" سرحان کو ایک دم زنیرا کا چہرہ سرخ ہوتا ہوا دکھائی دیا جو چائے نکال کر کپ ٹرے میں رکھ کر کچن سے نکل گئی۔

وہ دونوں بیڈ پر بیٹھیں کل کے کویز کی تیاری کر رہی تھیں۔گل نے اپنی گردن سیدھی کر کے اس کع دائیں بائیں جھٹکا دیا اور گھڑی پر وقت دیکھا ان کو پڑھتے ہوئے دو گھنٹے ہو چکے تھے۔اس نے اریحہ کو دیکھا جس کی پوری توجہ سوال حل کرنے پر تھی۔اس کی نظر اریحہ کے چہرے سے ہوتی ہوئی اسکی گردن پر گئی جہاں کسی پرانے زخم کا نشان واضح دکھائی دے رہا تھا۔یہ دیکھ کر اسے تکلیف ہوئی تھی۔اس نے پھر سے اریحہ کے چہرے کی طرف دیکھا تو وہاں اسے سکون اور اطمینان کے سوا کچھ نظر نہیں آیا۔اسکے چہرے پر اس نے کبھی ایک شکن نہیں دیکھی تھی،اسکی زبان سے اس نے کبھی کوئی گلہ شکوہ نہیں سنا تھا۔گل نے ہمیشہ اسے پر امید اور شکر کرتے دیکھا تھا۔کتنی بے نیاز تھی وہ جسکا کوئی اپنا موجود نہیں تھا، جسکا کوئی مستقبل نہیں تھا۔جو بلکل تاریک تھا۔جسے اپنے ماضی کا کچھ علم نا تھا۔

گل کی نظریں مسلسل اپنے اوپر محسوس کر کے اریحہ نے اپنا نوٹس پر جھکا سر اٹھایا۔

www.novelsclubb.com

"کیا دیکھ رہی ہو؟" اس نے سوالیہ نظروں سے پوچھا۔

گل نے گھڑی کی طرف اشارہ کیا۔تو اریحہ نے بھی اسکی تقلید کی۔وقت دیکھ کر اسکا منہ بے اختیار کھلا۔

"اتناوقت ہو گیا۔ تم تھک گئی ہو گی اوپر سے کافی بھی نہیں پلائی میں نے۔ رکو میں بنا کر لاتی ہوں۔" اریجہ جلدی سے ڈوپٹہ لے کر بیڈ سے نیچے اتری۔

"نہیں رہنے دو۔ بعد میں پی لینا بنا کر میرا دل نہیں ہے۔" گل نے اریجہ کو روکا تو وہ واپس اپنی جگہ پر بیٹھی۔اور نوٹس سمیٹ کر سائیڈ پر رکھے۔

"پوچھیں کیا پوچھنا ہے ہماری گل نے۔" اریجہ نے اسکی گال پر چٹکی بھری جس سے گل شرما گئی۔اریجہ جانتی تھی کہ گل نے کچھ کہنا ہے یا پوچھنا ہے ورنہ وہ کافی کو انکار کرے ناممکن۔اسکے سرخ چہرے کو دیکھ کر اریجہ کھلکھلائی۔

"ارو تم اتنی بے نیاز کیوں ہو؟ تمہیں کبھی اپنے مستقبل کو سوچ کر خوف نہیں آتا؟" گل نے تفکر سے استفار کیا۔

"تو گل میڈم اتنی دیر سے یہ پوچھنا چاہ رہی تھیں۔" اریجہ نے مسکرا کر کہا۔

"بے نیازی۔۔۔ بے نیازی بہت بڑی نعمت ہے۔ کسی کا تو پتا نہیں مگر میرے لیے یہ کسی نعمت سے کم نہیں ہے۔اللہ کے سوا کسی سے کچھ نا کہنا۔اللہ کا آپ کے لیے کافی ہونا۔اس کی، محبت کا،اس کی توجہ کا،اس کے ساتھ کا،اس کی مدد کا،اس کی قربت کا،اس کی عطاؤں

www.novelsclubb.com

کا،اس کی رضا کا،اس کی تعریف کا،اس کی خوشی کا ہمیں کافی ہو جانا۔اس کے سوا کسی سے کسی شے کا محتاج نہ رہنا۔ یہ ہے غنی۔ یہ ہے بے نیازی۔ کہ ہر معاملے میں محتاجی صرف اللہ کی۔ سہاروں کو ڈھونڈنا چھوڑ دینا۔ سہارا صرف اللہ کا۔ ہر معاملے میں کفایت صرف اسکی۔ میری دعا ہے کہ اللہ ہم سب کے دلوں کو غنی سے بھر دے۔ ہمیں اس دنیا اور دنیا والوں سے بے نیاز کر دے۔ ہمیں اپنی ایسی معرفت اور محبت دے کہ نظریں ہر معاملے میں سب سے پہلے اللہ کی طرف اٹھیں۔" اریحہ نے مسکرا کر اپنی بات مکمل کی۔

گل نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا۔

"اچھا بس بس یہ اموشنل سیشن بعد کے لیے رکھو اور باقی کا پڑھو۔ میں دیکھ رہی ہوں تم نالائق ہوتی جا رہی ہو۔"

"اور یہ وقت کتنی جلدی گزر رہا ہے نا۔ پلک جھپکتے ہی دن گزر جاتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ سال بھی ختم ہونے میں بس لمحے لگے گیں۔" ماحول میں یکدم ہی اداسی گھل گئی۔

"وقت کسی کے لیے کہاں رکتا ہے گل۔ اس کا بس چلے تو یہ انتظار کرنے والوں کے لیے پانی کی ایک ایک بوند کر کے گرے یا سیلاب بن کر۔ خوشی کے لمحوں میں ہاتھوں سے

ایک ایک پتھر کی طرح گرے یا ریت کی طرح۔ یہ کسی کے ہاتھ نہیں آتا اور جس کے ہاتھ آجائے اسے دنیا کا حکمران بننے سے کون روکے۔"

"تمہیں میں یاد رہوں گی نا گل؟" وقفے بعد اریحہ نے سوال کیا۔

"میرا بس چلے تو میں تمہیں اپنے ساتھ ہی پاکستان لے جاؤں۔"

"ابھی بہت دن پڑے ہیں اپنا بس بعد میں چلا لینا فلحال کل کی تیاری کرو۔ یہ جو تم مجھے باتوں میں لگا رہی ہو نا جانتی ہوں میں۔" اریحہ نے گل کو ڈپٹ کر کہا جس پر گل نے منہ بناتے ہوئے اپنے نوٹس پکڑے۔

"اسلام علیکم!" تاشی نے دھاڑ سے دروازہ کھولا تو کوئی چیز اڑتی ہوئی اس کے چہرے پر آکر لگی۔

www.novelsclubb.com

"جاہل انسان تجھ سے تمیز سے نہیں آیا جاتا۔" قرہ کی زکام زدہ سی آواز آئی۔

"تمہاری یہ گستاخی معاف کی۔" تاشی نے کشن دوبارہ بیڈ پر پھینکا اور دھڑام سے قرہ کی ٹانگوں پر گری۔ وہ یونی سے سیدھی اسی کے پاس آئی تھی۔

"آآہ میری ٹانگیں۔ موٹی اٹھ جا۔"قرہ چیخی مگر اسے ڈھیٹ کو کوئی اثر ہوتا دکھائی نہیں دیا۔

"ویسے بیماری میں بھی تمہاری آواز اگلے کے کان پھاڑنے کا ہنر رکھتی ہے۔"

"بس کبھی غرور نہیں کیا۔"قرہ نے اپنے بال جھٹکے۔

"قرہ یہ لو تمہارے لیے پارسل آیا ہے۔"فریحہ خان ایک ڈبہ پکڑے کمرے میں آئیں اور اسے قرہ کی طرف بڑھایا۔تاشی انہیں دیکھ کر جلدی سے اٹھ کر بیٹھی۔

قرہ نے ناسمجھی سے ڈبے کو الٹ پلٹ کر کے دیکھا۔

"اور تم منہ ہاتھ دھویا نہیں اور سیدھا اس کے پاس آ گئی۔ چلو منہ ہاتھ دھو کر آؤ میں کھانا لگاتی ہوں۔اس نے ابھی تھوڑی دیر پہلے کھایا ہے۔"فریحہ خان تاشی کو کہتی کمرے سے چلی گئیں۔

www.novelsclubb.com

"دکھا کیا ہے اور کس نے بھیجا ہے؟"تاشی اشتیاق سے قرہ کے قریب ہوئی۔

"پتا نہیں کس نے بھیجا ہے۔کچھ بھی نہیں لکھا ہوا باہر تو۔"

"کھول کر دیکھ۔ ہو سکتا ہے اندر لکھا ہوا ہو کچھ۔" تاشی نے کہا تو قرہ نے ڈبے کے اوپر سے پیپر پھاڑا۔ یہ ایک درمیانے سائز کا ڈبہ تھا۔

قرہ نے کھول کر دیکھا تو اندر ایک سادہ سا فریم تھا جس میں اس کی یونی ورسٹی کی تصویر تھی۔ جہاں وہ لائبریری میں ایک کتاب کے اوپر جھکی ہوئی تھی۔ اور تصویر کے نیچے ویل سون قرہ داراب خان لکھا ہوا تھا۔

"واؤ قرہ یہ کتنی خوبصورت لگ رہی ہے۔" مگر قرہ کو یہ دیکھ کر الجھن ہوئی۔ اسے یاد نہیں پڑتا تھا کہ اسنے کبھی یہ تصویر کھنچوائی ہو۔ اور نا یہ یونی میں کسی نے اس سے پوچھ کر کھینچی ہو۔

"کیا ہوا؟" تاشی نے اس کے چہرے پر الجھن والے تاثرات دیکھ کر پوچھا۔

"یہ تصویر تو میں نے کبھی نہیں کھنچوائی۔ پھر یہ کس کی حرکت ہے؟"

"ہو سکتا ہے یونی میں کسی نے لے لی ہو۔ تم یہاں بیٹھی ہوئی اچھی لگ رہی ہو اس لیے۔"

"مگر پھر بھی تاشی۔ اور بھیجنے والے نے اپنا نام بھی نہیں لکھا۔ لکھنا چاہیئے تھے۔"

"کوئی بات نہیں کونسا تم اس میں پہچانی جا رہی ہو۔اور واضح بھی دکھائی نہیں دے رہی۔" تاشی نے اسکی پریشانی دور کرنا چاہی۔

"یہ کیا طریقہ ہوا بھلا۔" قرہ نے فریم ڈبے میں واپس رکھا۔

"تم اب آرام کرو میں جا رہی ہوں کھانا کھانے خود نے تو کھا لیا ہے۔اور اب اپنے ڈرامے بند کر کل میں تجھے یونی لے کر جاؤں گی۔" تاشی اٹھ کر کمرے سے نکلتی ہوئی بولی۔

"جا جا کر اپنا اپیٹ بھر موٹی پہلے ہی اتنی پھیلی ہوئی ہے پتا نہیں آبی کیسے برداشت کرے گا۔" قرہ نے پیچھے سے ہانک لگائی اور ڈبہ سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔وہ فریم پر لکھے الفاظ میں الجھی ہوئی تھی۔یہ ویل سون کیا ہوتا ہے۔گیٹ ویل سون سنا تھا۔مے بی پرنٹنگ مسٹیک ہو۔ چلو خیر کل یونی جا کر پوچھ لوں گی۔مگر وہ اگلے دن اس بات کو یکسر بھول چکی تھی۔

"راد لگتا ہے تجھے اپنا کاروبار عزیز نہیں ہے؟" وہ چاروں لڑکے اس وقت احراد کے گھر کے لان میں بیٹھے تھے۔آج سب کی یہاں دعوت تھی۔دوپہر کے کھانے کے بعد ساری لیڈیز اندر تھیں۔زمان خان اور ارتسام صاحب کسی کے گھر عیادت کرنے گئے تھے۔

"کیوں میں نے کیا کیا ہے جس سے تجھے یہ لگا؟" احراد نے سولیہ نظروں سے راحم کو دیکھا جس نے یہ سوال کیا تھا۔

"تُو نے جب سے ہانی کو آفس میں گھسایا ہے تب سے سٹاف کی شکایتیں مل رہی ہیں۔ کبھی کسی کا موبائل اپنی جگہ سے غائب ہو جاتا ہے تو کبھی کسی کا پین گم جاتا ہے۔ کبھی کسی کا لنچ باکس خالی ہو جاتا ہے تو کبھی کسی کا کافی کا کپ نہیں ملتا۔ اگر اسی طرح چلتا رہا تو مجھے لگتا ہے کہ تجھے جلد ہی نئے سٹاف کا بندوبست کرنا پڑے گا۔" راحم نے تفصیل سے ہانی کے کارنامے بتائے۔

"ہانی یہ میں کیا سن رہا ہوں؟" احراد نے ہانی کی طرف اپنا رخ کیا۔

"برو یہ تو صرف میں نے کچھ ہی دن کیا ہے۔ کل سے انشااللہ میں ایک اچھا باس ثابت ہوؤں گا۔ پھر دیکھیے گا کہ سب کیسے میری تعریفیں کرتے۔ پکا۔"

"میں تو کہتا ہوں کہ اسے صنان بھائی کے ساتھ فیکٹری بھیج دے۔"

"بلکل نہیں۔ پتا ہے وہاں کتنا خطرہ ہوتا ہے میں یہ رسک نہیں لے سکتا۔" حدیر کے کہنے پر اسنے فوراً تردید کی۔

"اسلام علیکم !" صنان کی آواز نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

"وعلیکم السلام !" احراد صنان کے گلے لگا تو ہانی نے جلدی سے اپنی کرسی احراد کے قریب کر لی۔

"ہانی جا بھابھی کو بال صنان بھائی آئیں ہیں کھانا لگا دیں۔" حدیر ہانی کو کہا تو صنان بولا۔

"اسنے نہیں لے کر آنا میں بعد میں خود چلا جاؤں گا۔ ابھی دل نہیں کر رہا۔"

"کیوں ؟" احراد اور حدیر ایک ساتھ بولے تو راحم نے اپنے بھائی کا غم بیان کیا۔

"زنیرا بھابھی صنان بھائی سے سخت خفا ہیں۔ انہیں لگتا ہے کہ صنان بھائی مزید انہیں پسند نہیں کرتے اس لیے وہ گھر کم کم آتے ہیں اور کھانا بھی باہر سے ہی کھاتے ہیں۔ اور یہ فساد ہمارے خاندان کے ایک ہی فسادی نے پھیلا یا ہے۔"

www.novelsclubb.com

"ہانی کتنی بری بات ہے۔ چلو جا کر بھابھی کو سب کچھ سچ سچ بتاؤ۔" احراد نے ہانی کو جھڑکا۔

"اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس نے ایک دن بعد کہہ دیا تھا مگر وہ کہتی ہے کہ میں اس سے زبردستی کہلوا رہا ہوں۔ کیا بگاڑا ہے میں نے اس کا۔" صنان نے رونی صورت بنائی۔

"اس دن جب ہم ریسٹورانٹ کے باہر ملے تھے تو میں نے آپ سے کہا تھا مجھے کھانا کھلانے کو یہ اس کی سزا ہے۔" سرحان نے صنان کو اس کا قصور یاد دلایا۔

"میں نے تجھے بکواس کی تھی کہ مجھے جلدی کہیں پہنچنا ہے۔" صنان نے یہ سن کر دانت پیسے۔

اس کے بعد تھوڑی ادھر ادھر کی باتیں ہوئیں تو زنیرا چائے لے کر یہاں آئی۔ اس نے صنان کو دیکھنا بھی گوارا نا کیا۔

"بھابھی آپ بھائی سے خفا ہیں؟" راد کی بات پر زنیرا گڑبڑائی۔

"ننہیں تو تمہیں کس نے کہا؟"

"دیکھیں ہانی اور صنان بھائی نے مجھے سب بتا دیا ہے۔ آج کل فیکٹری میں کنسٹرکشن کا کام چل رہا ہے اس لیے یہ گھر کم آتے ہیں اور ساری میٹنگز فلحال آؤٹ ڈور ہی ہو رہی ہیں۔" احراد نے نرمی سے زنیرا کو ساری بات سے آگاہ کیا۔

"۔اس لیے آپ کسی کی باتوں پر کان نہیں دھریں۔ اور خاص طور پر ہانی کی۔ آپ جانتی تو ہیں اسے۔" حدیر نے بھی لقمہ دیا۔

"کیا کیا ہے اب اس نے؟" فاریہ خان نے آتے ہوئے حدیر کی بات سن لی تھی۔

"فساد ڈالنے کے علاوہ یہ کیا کر سکتا ہے پھپھو۔" راحم نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"کتنی دفعہ سمجھایا ہے تمہیں ہانی مت کیا کرو ایسے۔ کب سدھرو گے تم؟" فاریہ خان نے ہانی کو کان پکڑ کے کھڑا کیا۔

یہ منظر دیکھ کر احراد کی آنکھوں کے سامنے اپنے ماضی کے کچھ خوبصورت لمحے گھومے۔

"کتنی دفعہ سمجھایا ہے راد ایسے مت کیا کرو۔ میں ڈر جاتی ہوں۔ کب سدھرو گے آپ؟" اپنی آنی کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر اسکی کھلکھلاتی ہنسی رکی۔

"آپ مت روئیں آنی جان میں پکا آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔" احراد نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اپنی آنی کے آنسو صاف کیے اور پھر انکی گردن کے گرد اپنے بازو پھیلا دیے۔

www.novelsclubb.com

"آنی کی جان۔"

حال میں احراد نے نامحسوس انداز میں اپنی آنکھوں میں آئی نمی صاف کی۔

"ہائے میرا کان۔" ہانی نے اپنا کان سہلایا۔

" چلو تم سب اندر آؤ۔ شام کی اذانیں ہونے والی ہیں۔ ویسے بھی شام کو ہوا میں ہلکی ہلکی کھنکھنی ہو جاتی ہے رات میں۔ باقی باتیں نماز پڑھ کر کر لینا۔" فاریہ خان نے جاتے ہوئے سب کو اندر آنے کی تاکید کی۔

کچھ دیر پہلے جس گھر میں رونک لگی ہوئی تھی اب وہاں خاموشی کے سائے تھے۔ احراد صوفے پر بیٹھا اپنے کمرے کی کھڑکی سے باہر نظر آتے چاند کو دیکھ رہا تھا۔ دو گھنٹے پہلے سب اپنے اپنے گھر چلے گئے تھے۔ بس حدیر یہاں رکا تھا۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور حدیر ہاتھ میں دو مگ پکڑے اندر آیا۔

"یہ لے۔" اسنے ایک مگ احراد کو پکڑایا اور خود بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"سب کتنا مکمل لگ رہا تھا نا۔" احراد نے کافی کا ایک گھونٹ لے کر کہا۔

"مجھے نہیں لگا۔" حدیر کے کہنے پر احراد نے اسے اچھنبے سے دیکھا۔

"کیسے؟"

"سب کو چھوڑ پہلے اپنا بتا۔ تُو خود کو کیسا محسوس کر رہا تھا؟" حدیر نے اپنا اور اس کا مگ میز پر رکھا۔

"میں کہاں سے آ گیا؟"

"تُو کہیں سے نہیں آیا۔ تُو پہلے سے ہی موجود تھا۔"

"ہاں تو میں نے کہا ہے نہ کہ سب کتنا مکمل تھا۔ تم سب میرے اپنے ہی تو ہو۔" احراد گڑبڑایا تو حدیر استہزایہ ہنسا۔

"یہاں ہم سب تمہارے اپنے ہیں مگر ہم میں سے کوئی تمہارا اپنا نہیں ہے۔" حدیر نے دوسری بار اپنے کہنے پر زور دیا۔

"تم بات کو غلط رخ دے رہے ہو دیر اور میں اس بارے میں بات کرنا بھی نہیں چاہتا۔"

"غلط؟ سیریسلی راد؟ اب تم اپنے آپ کو غلط کہو گے۔" حدیر حیران ہوا۔

"میں نے کب خود کو غلط کہا ہے یار۔ پلیز سٹاپ دس۔" احراد کو اچانک گھٹن محسوس ہونے لگی۔

"ہر شخص کا ماضی اس کا اپنا ہوتا ہے راد مت بھولو۔"

"مگر مجھے اپنا ماضی نہیں یاد اور نا ہی مجھے اسے یاد کرنے میں دلچسپی ہے۔"

"اچھا۔ پھر تم فاریہ آنٹی اور ہانی کو دیکھ کر کس کو یاد کر رہے تھے۔ کس کو یاد کر کے تمہاری آنکھوں میں نمی آئی تھی؟ کس کو یاد کر کے تمہاری آنکھوں میں حسرت پیدا ہوئی تھی؟ کس کو یاد کر کے تمہاری آنکھوں میں تکلیف ابھری تھی؟ بتاؤ مجھے۔ تم مجھ سے جھوٹ نہیں بول سکتے مسٹر احراد آرب میر۔ صرف میں جانتا ہوں کہ ماضی کو یاد کر کے تمہاری آنکھوں میں چمک آتی ہے۔ اسی کو یاد کر کے تمہاری آنکھیں روشن ہوتی ہیں صرف تھوڑی دیر کے لیے ہی مگر اس وقت ہی تم میں ایک زندگی جینے کا احساس بیدار ہوتا ہے۔ تم جانتے ہو کہ ماضی کو بھلایا نہیں جاتا بلکہ اس کا ساتھ قبول کر کے آگے بڑھا جاتا ہے۔ مجھ سے پوچھو راد کہ تم اب بھی وہیں کھڑے ہو۔ اسی وقت میں، اس رات کی اسی سڑک پر۔ تم سے بہتر تو میں تمہیں جانتا ہوں راد کہ تم مایوسی کی کن تاریک گہرائیوں میں ڈوب چکے ہو۔ میں جتنی بھی کوشش کر لوں تمہیں اپنے ہونے کا جتنا بھی احساس دلا دوں مگر تم اپنی سوچ مجھے نہیں بتاتے۔ کیوں راد؟ کیا میں اتنے سال بھی تمہارا یقین تمہارا بھروسہ جیتنے

کے قابل نہیں ہوا؟" حدیر بولنے پر آیا تو بولتا ہی چلا گیا۔ آخر میں اسکا گلا رندھ گیا تھا جس نے احراد کو شرمندگی اور تکلیف بیک وقت دی تھی۔ اسے اپنے ارد گرد گھٹن بڑھتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"تم سب سے اپنا درد تکلیف چھپا سکتے ہو راد پر مجھ سے نہیں۔ اور کسی نے تمہاری آنکھوں کی نمی محسوس نہیں کی تھی راد صرف میں نے کی تھی۔" احراد نے اس سے اپنی نظریں چرائیں اسے لگا تھا کہ سب کی طرح حدیر سے بھی یہ اپنا آپ چھپا سکتا ہے مگر آج اسے پتا لگا تھا کہ یہ اس کی غلط فہمی تھی۔ سامنے بیٹھے ہوئے شخص سے یہ کبھی بھی کچھ بھی نہیں چھپا سکتا۔

اسے لگا تھا کہ یہ ماضی کو بھول کر اسے پیچھے چھوڑ دے گا مگر آج احراد یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ ماضی کبھی نہیں بھولتا۔ کبھی نہ کبھی، کہیں نہ کہیں جا کر ہم پیچھے مڑ کر ضرور دیکھتے ہیں چاہے رات کی تاریکی میں یا دن کے اجالے میں اور تب ہمیں ویسا ہی درد اور تکلیف محسوس ہوتی ہے جیسے پہلی بار ہوئی تھی۔ کون کہتا ہے کہ وقت نہیں پلٹتا، ماضی بھول جاتا ہے۔ نہیں ایسا نہیں ہوتا جب ماضی یاد آتا ہے نہ تب سب کچھ پلٹ کر واپس آ جاتا

ہے اور پھر ویسی ہی تکلیف محسوس ہوتی ہے جیسی تب ہوئی تھی جیسے کوئی بار بار روح کھینچ رہا ہو۔ جانتے ہو روح کھینچنے کی اذیت کیا ہوتی ہے؟

"میرے اندر بہت گھٹن ہے برداشت کر پاؤ گے؟" راد نے سوال کیا۔

"اتنے سالوں سے تو کر رہا ہوں پہلے کبھی شکایت کی؟" دیر نے ماحول پر چھائی گھٹن کو کم کرنے کی کوشش کی۔

"میں بہت پہلے سے مایوس ہو چکا ہوں۔ ناامیدی میرے گرد منڈلاتی ہے۔ میں اب کوشش بھی کروں تو اس سے نکل نہیں سکوں گا۔" احراد نے اپنے اندر کی ایک گرہ اس کے سامنے رکھی۔

"اللہ پاک نے قرآن میں فرمایا 'تم مجھے ویسا ہی پاؤ گے جیسا میرا گمان کرو گے' یہ ہم سب پڑھتے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔ تم جانتے ہو کہ حضرت موسیٰ کے پیچھے فوج لگی ہوئی تھی تب اللہ نے کیوں سمندر کو دو حصوں میں بانٹ دیا؟ تم جانتے ہو کہ حضرت ابراہیم کو آگ میں جانے کا حکم دیا گیا تو کیوں اس نے آگ کو ٹھنڈا کر دیا؟ تم جانتے ہو کہ کیوں اس نے حضرت یوسف کع کنویں میں بھی پالا؟ کیا تم جانتے ہو کہ کیوں اس نے حضرت ہاجرہ کو

صحرا میں بھی زم زم دیا؟ کیوں حضرت یونس کو مچھلی کے پیٹ میں بھی محفوظ رکھا؟ کیوں حضرت زکریا کو عمر کے آخری حصے میں بھی اولاد سے نوازا؟ ان سب میں ایک چیز مشابہ تھی۔ 'یقین' ان میں سے کسی نے بھی ہمت نہیں ہاری۔ انہوں نے یقین رکھا کہ اللہ راستہ نکالے گا اور دیکھو اللہ نے راستہ نکالا۔ وہ سب اس پر یقین رکھ کر آگے بڑھتے رہے۔ اور دیکھو اس رب نے بھی انہیں مایوس نہیں کیا۔ اور توکل تو یہ ہے کہ راستہ نہ ہو اور تم کہو کہ اللہ راستہ بنانے والا ہو۔ اور جب تم اس کا اچھا گمان رکھو گے تو یقیناً سب اچھا ہی پاؤ گے۔ پھر دیکھنا وہاں سے راہیں نکلیں گی جہاں تمہارا وہم و گمان بھی نہیں ہو گا۔" حدیر نے نرمی سے اس کی پہلی گرہ کھولی۔

"میں نے اللہ کی عبادت کرنا چھوڑ دی اور مجھے تو یہ بھی نہیں یاد کہ میں نے آخری دعا کب مانگی تھی۔ مجھے لگتا ہے کہ اللہ مجھ سے ناراض ہے۔" اسنے اپنی دوسری گرہ سامنے رکھی۔

www.novelsclubb.com

"جب جب تم سوچتے ہو کہ وہ رب تم سے ناراض ہو گیا ہے۔ تب تب وہ تمہارے سب سے نزدیک ہوتا ہے۔ وہ اپنی ناراضگی کا خیال ڈالتا ہے اپنے بندے کے دل میں تاکہ اس کا

بندہ بھاگ کر اس کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے اور اس سے اپنی ساری باتیں بیان کر دے۔ وہ تمہیں تم سے زیادہ چاہتا ہے۔اس کی محبت سے کبھی مایوس نہ ہوا کرو۔"

"مگر وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا۔" دوسری گرہ کھلی تو اس نے تیسری سامنے رکھی۔

"وہ تم سے محبت کرتا ہے ہمیشہ سے۔انسان اللہ کی محبت کو بہت دیر سے سمجھتا ہے۔ پھر جانتا ہے کہ وہ ہم سے اتنی محبت کرتا ہے کہ ہمیں ہمیشہ بہتر سے بہترین عطا کرتا ہے۔بس ہم ہی ہیں جو زد پر اڑ جاتے ہیں۔اس کی نافرمانی کرتے ہیں۔ ورنہ اس کے اختیار میں کیا نہیں ہے؟ وہ اگر چاہے تو ایک نافرمانی پہ ہمیں آسمان سے زمین پر دے مارے۔ مگر وہ ایسا کرتا ہی نہیں ہے۔اس کی رحمت اس کے غضب سے بہت وسیع ہے۔ کبھی مڑ کر ماضی کو دیکھو تو تم جانو گے کہ اس نے تمہیں کب کب اور کہاں کہاں سنبھالا! جب تم بلکل اکیلے تھے تب کہاں کہاں پر اس نے تمہارا ہاتھ تھاما۔ جس کے تم قابل بھی نہ تھے اس سے بڑھ کر تمہیں نوازا۔ جب تمہارے پاس کوئی راستہ نہ تھا تو کیسے اس نے ناممکن سے ممکن وسیلے پیدا کیے۔ جب انسان یہ بات سمجھ جاتا ہے تب سارے شکوے اور وہم ختم ہو جاتے ہیں۔ پھر موجزے ہوتے ہیں۔ پھر گماں یقین میں بدلتے ہیں۔ اللہ کی محبت صرف محبت ہی

نہیں بلکہ امید ہے۔ایسی امید جس کو زوال نہیں ہے۔"ہاں اس نے مڑ کر دیکھا تو پتا لگا کہ اللہ نے اس کی کہاں کہاں مدد کی، کون کون سے گناہ کرنے سے روکا اور سب سے بڑھ کر اسے کس سے نوازا۔ وہ تو اس دوستی کے قابل بھی نا تھا۔اللہ نے اس کی حیثیت سے زیادہ اس کو دیا تھا۔

"مگر میں جب اپنے اندر جھانکتا ہوں تو خود کو خالی پاتا ہوں ہر احساس سے۔"چوتھی گرہ سامنے رکھی گئی۔

"جب ہم اللہ سے دور چلے جاتے ہیں تب وہ ہمیں اذیت یاد کھ نہیں دیتا بس ہمیں خالی کر دیتا ہے۔خود سے خالی، پھر ہر نظر آنے والا منظر اور ہر سنائی دینے والی آواز تکلیف دینے لگتی ہے اور زندگی کی مسافتیں اتنا تھکا دیتی ہیں کہ تھکن سے روح ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جاتی ہے بس پھر ہم ٹھہر جاتے ہیں۔اور وہ ایسا ٹھہراؤ ہوتا ہے جب ہم جوابات تلاش نہیں کرتے بس اللہ کے فیصلوں پر چپ چاپ سر جھکا لیتے ہیں جیسے چلتا ہے ویسے چلنے دیتے ہیں۔پھر ہم کسی کے بھی لوٹ آنے کا انتظار نہیں کرتے۔بس اللہ کے تھام لینے کے منتظر ہوتے ہیں۔پھر صبح کے اجالوں سے کوفت ہونے لگتی ہے اور رات کی تاریکیوں میں ہم

www.novelsclubb.com

سکون تلاش کر لیتے ہیں۔ اور پھر جب یہ ٹوٹا ہوا دل اللہ سے جا لگتا ہے تو تہجد کے وقت آنکھ نہیں لگا کرتی۔ پھر تو بس اللہ سے ملاقات کی تڑپ رہتی ہے، ایسی تڑپ جس میں الجھن اور بے چینی نہیں ہوتی۔ اور جب زار زار بہتی ہوئی آنکھیں اس سے مدد مانگتی ہیں تو وہ اس بے جان روح کو خود سے بھر کر ہمارے خالی پن میں ایک نئ زندگی پھونک دیتا ہے۔ جو دل ٹوٹ کر تہجد کے سجدوں میں اللہ کو پا لے وہ پھر کسی کو کھونے سے نہیں ڈرتا۔ انسان کی محبت تو کمزور کرتی ہے لیکن اللہ کی محبت ہمیں پھر سے مضباط بنا دیتی ہے بہت نڈر۔ جو دن کی رونقوں میں کھو جائیں انہیں رات کی تنہائیوں میں مانگی گئ دعائیں واپس لے آتی ہیں۔ ابھی تم دوسری سٹیج پر ہو اللہ کے تھامنے کا انتظار کر رہے ہو۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ وقت دور نہیں جب اللہ تمہیں تھام لے گا۔" حدیر نے بہت آسانی سے اس کی یہ گرہ بھی کھول دی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس کے ارد گرد سے گھٹن اب چھٹ گئ تھی۔ وہ خود کو اب پہلے سے بہتر محسوس کر رہا تھا۔

حدیر نے اس کو دیکھا جس کے چہرے سے اب بے سکونی کم ہو گئی تھی۔ احراد اچانک سے آگے بڑھا اور حدیر کے گلے لگ گیا۔ اس نے بھی احراد کے گرد اپنے بازو باندھے۔

اپنے کندھے پر گیلا پن محسوس ہوا تو تکلیف سے حدیر نے اپنی آنکھیں میچیں۔ احراد کی سسکیاں آہستہ آہستہ ہچکیوں میں بدلیں تو حدیر نے اس کو سختی سے بھینچ لیا اور اپنے ہونے کا احساس دلایا۔

"معاف کر دے۔" جب احراد کی ہچکیاں تھمی تو اس کی آواز ابھری۔

"کر دیا۔" حدیر نے یہ نہیں پوچھا تھا کہ کس چیز کی معافی اس نے بس دل سے کہہ دیا تھا۔

"اب بس کر مجھے بھی رلائے گا کیا؟" حدیر نے کہا تو احراد اس سے علیحدہ ہوا۔ دونوں نے ایک دوسرے کی روتی صورت دیکھی تو ہنس پڑے۔

www.novelsclubb.com

"تھینکس دیر۔"

"میں خواب تو نہیں دیکھ رہا؟ مسٹر احراد نے پہلے معافی مانگی پھر شکریہ بھی کہا۔" دیر نے مصنوعی حیرانگی سے کہا۔

اس کے ایسے کہنے پر احراد مسکرایا۔

"چلو کافی ٹائم ہو گیا ہے تمہارا تو پتا نہیں البتہ میں بہت تھک گیا ہوں۔ میں تو چلا سونے۔ اور کافی جب پینی نہیں تھی تو بنوائی کیوں؟" حدیر نے خفگی سے کہا۔

"اگر بنوا تا نا تو تم سیدھا کمرے میں جا کر سو جاتے پھر مجھے کون سنتا؟"

"تیرے لیے تو میں ہمیشہ حاضر ہوں۔ جب بھی کچھ بتانا ہو تو ایک آواز دے دینا۔ موت کے منہ سے بھی واپس آجاؤں گا۔" حدیر نے خوشدلی سے کہا۔

"بلکل۔ چل پھر صبح ملتے ہیں مجھے بھی نیند آرہی ہے۔" دونوں کھڑے ہو کر ایک بار پھر گلے ملے اور اپنے اپنے راستے پر چل پڑے۔

سب کو خوش کرنے کے لیے، رشتوں کو بچانے کے لیے، دوسروں کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہی ہم خود کو کھو دیتے ہیں۔ ہمیں جس سے محبت ہوتی ہے ہم اس کو تو تمام خامیون سمیت قبول کر لیتے ہیں لیکن خود کو ان خامیوں کے ساتھ قبول نہیں کر پاتے۔ ہم دوسروں کو جن غلطیوں کے لیے معاف کر دیتے ہیں انہی غلطیوں کے لیے ہم خود کو معاف نہیں کر پاتے۔ تبھی تو بے سکون رہتے ہیں کیونکہ آج کل کی دنیا کا سب سے بڑا سچ

یہی ہے کہ ہم خود کو ہی تسلیم نہیں کر پاتے۔ ہم خود ہی خود پر اتنا ظلم کرتے ہیں کہ پھر واپسی کا کوئی راستہ نہیں بچتا۔ اللہ ہمیں سب کچھ دکھا دیتا ہے اس کے باوجود ہم اسی کو ڈھونڈتے ہیں جو خود ہی ہمیں ملنے پر امادہ نہیں ہوتا۔ ہم خود کی عزت نہیں کر پاتے۔ گر جانا مقدر ہے لیکن گرے رہنا تمہارا اپنا فیصلہ ہے۔ جن چیزوں کے لیے اللہ نے تمہیں معاف کر دیا ان کے لیے اگر خود کو سزا دو گے تو سکون کیسے آئے گا؟ جن لوگوں کو اللہ نے خود تم سے دور کر دیا ان کے لیے ضد کرو گے تو خوش کیسے رہ پاؤ گے؟ خود پر رحم کرنا سیکھو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

(رحاب عجاز)

صبح کا سورج نکلا تو اپنے ساتھ نئی خوشیاں اور پریشانیاں لایا۔ سردی میں نکلا سورج جو لوگوں کو بھاتا تھا اب گرمی میں وہی سورج ان کو اپنے سروں پر پڑتا محسوس ہوا۔

ارتسام ہاؤس میں ڈائینگ ٹیبل پر خاموشی سے کھانا کھایا جا رہا تھا۔

ماہین بیگم نے ارتسام صاحب کو اشارہ کیا تو انہوں نے گلا کھنکار کر باقی تینوں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

"ہم نے ایک فیصلہ کیا ہے۔امید ہے کسی کو اس پر اختلاف نہیں ہو گا۔"

تینوں اپنا اپنا کھانا چھوڑ کر پوری طرح ارتسام صاحب کی طرف متوجہ ہوئے۔البتہ گرمی کے باعث حانم کا موڈ آف تھا۔

"کیسا فیصلہ ؟" حدیر نے سوال کیا۔دل تو تینوں کا بری طرح دھڑک رہا تھا۔کیونکہ شروع سے جب بھی ارتسام صاحب ایسا کہتے ہیں تو فیصلہ ان تینوں میں سے کسی ایک کی زندگی کے بارے میں ہوتا تھا۔

"تم تینوں کی ماں کو یہ گھر بہت خالی خالی لگتا ہے کیوں کہ ہم سب تو اپنے اپنے کاموں پر نکل جاتے ہیں اس لیے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حانم کی بھابھی کو لایا جائے تاکہ یہ گھر تم تینوں کی ماں کو خالی نہ لگے۔" ارتسام صاحب نے آرام سے اپنی بات کہی۔

"اوہ اچھا فیصلہ ہے۔" احراد نے کہا اور وہ تینوں دوبارہ سے اپنے کھانے کی طرف متعجہ ہو گئے۔ مہرین بیگم ان کے اتنے ٹھنڈے ریایکشن پر حیران ہوئیں۔ مگر کچھ سیکنڈز بعد ان تینوں کی چینخوں نے ارتسام ہاؤس ہلا ڈالا۔

"کیااا۔" احراد اور حدیر کے منہ سے ساتھ نکلا اور حانم نے تو با قاعدہ چیخ ماری۔

"بابا کس کی شادی ہو رہی ہے۔ بھیا کی یا بھائی کی؟" حانم نے دلچسپی سے ارتسام صاحب سے پوچھا۔ اس کا موڈ یکدم خوشگوار ہو گیا تھا۔

"شادی نہیں فلحال نکاح کریں گے۔ بی جی نے فیصلہ کیا ہے کہ گل احمر جب پاکستان آئے گی تو اسی ہفتے حدیر اور اسکا نکاح کر دیں گے۔ رخصتی احراد کی شادی کے ساتھ ہی کریں گے تب تک احراد کے لیے بھی کوئی ڈھونڈ لیں گے۔"

"کیا میری شادی۔" حدیر اپنے نکاح کا سن کر احتجاجاً کرسی سے اٹھا۔

"اور کسی کو اختلاف ہونا بھی نہیں چاہیئے۔" ارتسام صاحب حدیر کو گھورا۔

"مگر ماما میرا نکاح؟ آپ نے اپنے اس سجن تارے کا پہلے بولا تھا۔" حدیر کرسی پر واپس بیٹھا اور احراد کی طرف اشارہ کیا۔

"ہاں ابھی صرف نکاح ہی کریں گے شادی راد کی شادی کے ساتھ ہی ہو گی۔" ماہین بیگم نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔

"ہائے اللہ جی کتنا مزا آئے گا نا۔ مجھے تو ابھی سے اکسائٹمنٹ ہو رہی ہے۔ آپی کے آنے میں زیادہ سے زیادہ ایک مہینہ رہ گیا ہے۔ تھینک یو راد بھیا۔" حانم اچھلتے ہوئے راد کی طرف آئی۔

"ہا چڑیل اس کو کس بات کا تھینکس یہاں قربانی میری ہو رہی ہے۔" حدیر چلایا۔

"اوہاں سوری۔ تھینکس بھائی قربان ہونے کے لیے۔ مجھے آپ کا یہ قربان ہونا پسند آیا۔" حانم کان کھجاتے ہوئے بولی۔

"مبارک ہو یارا۔" احراد نے حدیر کو گلے لگایا۔

"اس کا الگ سے حساب ہو گا آپ سب سے۔" حدیر نے رونی صورت بنائی۔

اس کی بات سن کر سب ہنس پڑے۔

لندن میں موسم کے تیور اچھے نہیں لگ رہے تھے۔ صبح سے ٹھٹھرا دینے والی یخ ہوائیں چل رہیں تھیں۔ یہاں کے لوگ اس موسم کے عادی تھے مگر غیر ملکی لوگ اپنے اپنے گھروں میں بند تھے۔ طلبا بھی اپنے گھروں میں ہی ہوتے مگر امتحانات نے ان کو اس موسم میں بھی نکلنے پر مجبور کر دیا تھا۔

وہ دونوں بھی اپنا اپنا کویز دے کر یونی کے گراؤنڈ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی تھیں بقول گل کہ اس موسم کا بھی ایکسپیرئینس ہونا چاہیئے۔ گل کے ارد گرد ٹشو پڑے ہوئے تھے اور ان میں وقتاً فوقتاً اضافہ ہو رہا تھا۔ گل اب اپنے رونے کے سیشن سے فارغ ہو گئی تھی۔

"تو اس میں غلط کیا ہے؟ پہلے تو تم مجھے یہ بتاؤ کہ تمہیں مسئلہ کہاں ہے؟ نکاح کرنے پر یا ان سے نکاح کرنے پر؟" اریحہ نے تنگ آکر گل سے پوچھا جو کب سے سوں سوں کر رہی تھی۔

"پاکستان جا کر فوراً نکاح پر۔" گل نے ایک بار پھر اپنی ناک رگڑی۔

www.novelsclubb.com

"تو اس میں بھی مسئلہ کیا ہے۔ کبھی نا کبھی تو تمہارے گھر والوں نے اور تم نے اپنی شادی کروانی ہے۔ اور یہ صرف نکاح ہے۔ رخصتی تو نہیں ہو رہی نا۔"

"بندہ کوئی تسلی ہی دے دیتا ہے۔"

"نہیں میں تو کب سے کیا کر رہی ہوں۔" اریحہ اس کی بات پر چڑی۔

"ہاں تو آرام سے دو یوں ڈانٹ کر تو نہیں۔" وہ ایک اور ٹشو نکالنے لگی تو اریحہ نے اس سے ٹشو کا پیکٹ جھپٹا اور بیگ میں ڈال کر کھڑی ہو گئی۔

"جتنے تم نے ٹشو ضائع کیے ہیں نا اتنے سے میرا آدھا مہینہ نکل جاتا ہے۔ اور کھڑی ہو چلیں اب یہ نہ ہو کہ تمہاری کلفی بن جائے اور تمہارے گھر والے مجھے جیل میں ڈلوا دیں۔" اریحہ نے بازو سے پکڑ کر اسے زبردستی اٹھایا اور سب ٹشو کو ایک سائڈ پر کیا پھر اس کو کھینچتے ہوئے لے گئی۔

www.novelsclubb.com

"یار خبر ملی ہے کہ خاندان میں کسی کو عمر قید سنائی گئی ہے؟" ان چاروں کے وٹس ایپ گروپ 'ماروریکس' میں راحم کا مسیج جگ مگایا۔

"خبر تو صحیح ملی ہے مگر یہ کاروائی کب ہوئی؟" احراد نے سوچنے والے ایموجی کے ساتھ پوچھا۔

"بیٹا کھل کے ہنس لو شرما کیوں رہے ہو؟" حدیر نے دانت پیسنے والے ایموجی کے ساتھ رپلائی کیا۔ وہ تینوں اپنے اپنے کمرے کے بستروں میں تھے اور اس وقت نشانہ حدیر بنا ہوا تھا۔

"مجھے لگتا ہے آپکے گھر میں یہ کاروائی بی جی کی نگرانی میں عمل میں لائی گئی تھی جناب۔" راحم نے احراد کے سوال کا جواب دیا۔

"تم دونوں کا بھی الگ سے حساب دلواؤں گا اللہ سے۔"

"مجھے تو بڑی خوشی ہوئی ہے اس کاروائی سے۔" احراد نے حدیر کے پیغام کو اگنور کیا۔

"حویلی میں بھی سب خوش ہیں۔" فلحال دونوں حدیر کو اگنور کرنے کے موڈ میں تھے۔

"گل سے پوچھا کہ وہ مطمئن ہے اس فیصلے سے راحم؟"

"ہاں اسے کوئی مسئلہ نہیں ہی پھپھو نے پوچھا تھا۔"

"وہ تیسرا کدھر ہے؟ تم دونوں کافی نہیں ہو مجھے کمینو وو۔" حدیر کا غصے والا ایموجی آیا تو دونوں ہنسنا شروع ہو گئے۔

"مبارک ہو دیر۔"

"شکریہ۔" حدیر نے راحم کی مبارک باد وصول کی۔

"ہانی کہاں ہے راحم؟" احراد کا فکر مندی والا سوال آیا۔

"اس کے سر میں درد تھا تو سونے چلا گیا تھا کھانے کے بعد۔"

"زیادہ تو نہیں تھا؟"

"ایک کام کر تُو خود فون کر کے پوچھ لے۔ پہلے ہی آفس میں اس کے ساتھ رہ کر میں پاگل ہونے والا ہوں اب تھوڑا سکون ملا ہے تُجھے وہ بھی راس نہیں میرا۔"

www.novelsclubb.com

"تجھے کیوں اتنی آگ لگ رہی ہے؟"

"تُو ایک کام کیوں نہیں کرتا اسے اپنے پلو سے باندھ کر رکھا کرتا کہ اسے کوئی پریشانی نہ ہو۔"

"اچھا بس بس اب لڑنا نہ شروع کر دینا تم لوگ۔" حدیر نے دونوں کو شروع ہوتا دیکھ کر پہلے ہی روک دیا۔اب وہ لوگ آفس کے مسئلوں پر باتیں کرنے لگ گئے۔ اکثر راتیں ان کی ایسے ہی ہوا کرتی تھیں ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی مزاق کرنا، لڑنا جھگڑنا، ایک دوسرے کو تنگ کرنا،ایک دوسرے کو زچ کر دینا۔ کون جانے یہ خوشیاں کب تک میسر تھی انہیں۔ کون جانے۔۔۔۔

چھوٹے سے فلیٹ کے اس کمرے میں سکوت طاری تھا۔ بلب کی ہلکی سی روشنی میں وہ اللہ کے حضور کھڑی تھی۔ سلام پھیرنے کے بعد اس نے دعا کے لیے اپنے ہاتھ اٹھائے۔ اس کے چہرے پر سکون ہی سکون تھا۔ ابھی اس نے دعا میں کچھ کہنا شروع ہی نہیں کیا تھا مگر ایک گرم سیال اس کی خوبصورت آنکھ سے نکل کر اس کی گود میں گرا۔

www.novelsclubb.com

"یا اللہ! میں تیری نافرمان بندی ہوں مجھے بخش دے۔ میں تیری ذات کے ذرہ برابر بھی نہیں ہوں مجھے اپنی رحمت عطا کر دے۔ میں ایک معمولی سا ڈھانچا ہوں۔ مجھ میں اب مزید ہمت نہیں ہے میری آزمائشوں کو میرے لیے آسان کر دے۔ میں اندر سے ٹوٹ چکی ہوں مجھے ایک بار پھر اپنے کرم سے جوڑ دے۔ اے اللہ! اب مجھ میں مزید تکلیفیں

برداشت کرنے کی سکت نہیں ہے۔میں تجھ سے یہ گلہ نہیں کرتی کہ تونے مجھے ہر رشتے سے محروم رکھا جبکہ اس کی جگہ تجھ سے محبت جیسا ایک خوبصورت رشتہ تونے مجھے دیا ہے مگر میں بھی ایک انسان ہوں جو شیطان اور نفس کے بہکاوے میں آجاتا ہے میں اپنی آنکھوں میں دوسروں کو دیکھ کر محرومی محسوس کرتی ہوں۔میں جانتی ہوں کہ تو اپنے من پسند بندوں پر آزمائش لاتا ہے۔تجھے ان کا مانگنا اچھا لگتا ہے۔مگر میں دوسروں کو اپنا آپ مضبوط ظاہر کر کر کے تھک گئی ہوں۔مجھے اتنی طاقت دے دے جس کے ذریعے میں لوگوں کے آگے بھیک نا مانگوں۔تُو تو ہر شخص کے دلوں کے حال جانتا ہے تو میرے دل کے حال سے بھی واقف ہوگا۔وہ بہت اچھی ہیں مگر تُو ان کا رویہ میرے ساتھ تبدیل کردے۔میں محسوس کرنا چاہتی ہوں کہ ماں کی آغوش کیسی ہوتی ہے۔میں جاننا چاہتی ہوں کہ باپ کے سائے تلے کیسا محسوس ہوتا ہے۔میں بھائی کی ڈھال کے احساس سے واقف ہونا چاہتی ہوں۔میں بہن کی نرم گرم سی خوشبو سونگھنا چاہتی ہوں۔تیرے بس میں تو سب کچھ ہے اگر میرے کیے یہ سارے احساسات اچھے ہیں تو تُو مجھے ان احساسات سے روشناس کرادے۔اگر نہیں تب بھی مجھے تجھ سے کوئی شکوہ نہیں ہے۔تُو نے مجھے جو کچھ بھی دیا ہے میں اس پر بھی راضی اور تیری مشکور ہوں ورنہ ان کا بھی ہونا میری اوقات

میں نہیں تھا۔ یہ تُو ہی ہے جس نے مجھے میری اوقات سے بڑھ کر دیا ہے۔" وہ اپنے اللہ سے ہچکیوں کے ساتھ باتیں کر رہی تھی۔

"اے میرے اللہ! مجھے میرے ان خوابوں کی ڈور کا ایک سرا پکڑا دے۔ میرے حق میں بہتر ہے تو مجھے میرا ماضی یاد دلا دے۔ میں نہیں جانتی وہ کون ہے جو مجھے میرے خوابوں میں پکارتا ہے اور جسے میں پکارتی ہوں۔ میں نہیں جانتی کہ کس کی کھلکھلاہٹیں میرے کانوں میں گونجتی ہیں۔ میں نہیں جانتی کہ کون آدھی ادھی رات سسکتا ہے۔ کون مجھے اپنے حصار میں محفوظ رکھتا ہے۔ اگر تو یہ سب میرے حقیقی رشتے ہیں تو مجھے ان سے ملوا دے۔ اے اللہ! مجھے اپنی پناہ میں رکھنا، ہر آفت سے محفوظ اپنی رحمت کے سائے تلے رکھنا۔ اے اللہ! میری یہ دعا اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔" وہ خوبصورت آنکھوں والی لڑکی اپنے اللہ سے دل و جان سے محو گفتگو تھی اور اگر کھڑکی سے دیکھا جائے تو باہر رات قطرہ قطرہ پگھل رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

آدھی رات کا وقت تھا مگر کمرے کا مکین اپنے بستر پر نہیں تھا۔اے سی نے کمرے میں کا ماحول سرد رکھا ہوا تھا ایسے میں کاغذ پر قلم کے رگڑے جانے کی آواز نے کمرے کی خاموشی میں خلل ڈالا ہوا تھا۔

دیکھا جائے تو پتا لگے کہ ایک نفوس کرسی پر بیٹھا میز پر موجود ڈائیری میں کچھ لکھ رہا ہے۔ اس کی پشت سے ڈائیری پر جھانکو تو کاغذ پر قلم کی روشنائی سے لکھے الفاظ لیمپ کی مدھم سی روشنی میں واضح دکھائی دیں۔

چہرہ بھی ہے کمال پر، یار تیری آنکھیں

زلف بھی ہے بے مثال پر، یار تیری آنکھیں

مانا کہ تیرا انداز گفتگو بھی ہے جدا سب سے

مگر میری تو روح کا سکوں ہیں، یار تیری آنکھیں

بے حس مطلب پرست دنیا کے اس ہجوم میں بھی

میں نے جسکو ہے ڈھونڈا وہ ہیں، یار تیری آنکھیں

www.novelsclubb.com

اے ہم نشیں، تُو سراپا حسن و جمال ہے یہ مان لیا

پر ہم جن کو دیکھ کے کھو بیٹھے ہیں حواس

وہ ہے فقط، یار، تیری آنکھیں

وہ جیسے ان الفاظ کو لکھ کر کہیں کھو گیا تھا۔ کچھ توقف کے بعد اس نے گہری سانس لیتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کی تو وہ آنکھیں چھناکے سے سامنے آئیں۔ فوراً سے پہلے اس نے دوبارہ اپنی آنکھیں کھول لیں۔ اس نے بس ایک باران آنکھوں کو دیکھا تھا بس ایک بار پھر اس نے فوراً سے اپنی آنکھیں جھکالی تھیں اور بعد میں بھی جب بھی وہ سامنے آئیں اس نے کبھی بھول کر بھی اپنی آنکھیں نہیں اٹھائیں تھیں۔ نقاب سے جھلکتی وہ آنکھیں آہستہ آہستہ اس کو اپنے سحر میں جکڑ رہی تھیں اور وہ اس سب میں خود کو بے بس محسوس کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس نے اپنے رب کے حضور معافی بھی مانگی تھی اور مستقل مانگا کرتا تھا۔ جانتا تھا کہ یہ گناہ ہے مگر وہ بے قصور تھا۔ ایک اور رات اپنے ساتھ راحم کی بے بسی لے کر ختم ہو رہی تھی۔

صبح کا سورج نکلا تو ایک بار پھر اپنے ساتھ نئی پریشانیاں، فکریں اور خوشیاں لے کر نکلا۔ خان حویلی پہلے کی طرح اپنے قد کے ساتھ کھڑی ہوئی تھی۔ صبح ہی صبح ہانی کے کمرے میں رش لگا ہوا تھا وجہ ہمارے سرحان صاحب خود ہی تھے۔

"اللہ خیر کرے۔ پتا نہیں ہمارے بچے کو کس کی نظر لگ گئی ہے۔" بی جی ہانی کے سرہانے بیٹھی اس کے سر میں ہاتھ چلا رہی تھیں۔

"ہمارے بچے کو کسی کی نظر نہیں لگی بی جی بلکہ ہماری دعائیں ان ڈائیریکٹلی بددعائیں لگی ہیں۔" راحم کی ناگوار آواز ابھری۔ وہ صوفے پر آڑا ترچھا ہو کر لیٹا ہوا تھا اور بار بار جمائی روک رہا تھا۔ بچارے کو کچی نیند سے جلدی اٹھا کر سرحان کی میڈیسن لینے بھیجا گیا تھا۔ تو اب وہ سڑا بیٹھا تھا کیونکہ سونے کا ٹائم نہ تھا۔

"اللہ نا کرے کبھی اسے کسی کی بددعائیں لگیں۔ شُب شُب بول۔" بی جی کے تو سینے پر ہاتھ پڑا تھا۔

" یہ لیں بی جی آپ کی چائے اور ہانی کے لیے سوپ۔ اور تم ابھی تک ایسے ہی پڑے ہو۔ آفس نہیں جانا۔ جاؤ جا کر فریش ہو کر نیچے جاؤ زنیرا اور زکیہ ناشتہ لگا رہی ہیں۔" فاریہ خان نے راحم کا لتاڑا جو صوفے پر بے ڈھنگا لیٹا ہوا تھا۔

" رہنے دو راحم آفس نا جاؤ ہانی کے پاس رہو۔ دوپہر تک ہم نے صنان کے سسرال جانا ہے۔" بی جی نے فاریہ سے چائے لیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہوں میں بی جی پریشان نا ہوں آپ۔" سرحان جو کب سے خاموش تھا خراب آواز میں بولا جیسے گلے میں خراشیں آئیں ہوں۔

"ہاں بی جی میں دوپہر کو آجاؤں گا ضروری کام نپٹا کر۔ آپ فکر مت کریں۔" راحم نے کھڑے ہو کر انگڑائی لی اور فاریہ خان کی گھوری پر تقریباً باہر کو بھاگا۔

" یار بی جی آپ صبح سے دو کپ چائے پی چکی ہیں۔ اب تو اس کی مہک سے مجھے متلی ہونے لگی ہے۔" ہانی نے منہ کے زاویے بگاڑے۔

"نالائق۔ تم جانتے ہو کہ کس کی شان میں گستاخی کی ہے؟ تمہاری حالت کا خیال کرتے ہوئے میں نے اپنے ہاتھوں کو روک رکھا ورنہ تمہاری کمر میری چھڑی کے زیر عتاب ہوتی۔"

"اپنی حالت کو دیکھ کر ہی میں نے اپنے منہ سے یہ سنہرے الفاظ نکالیں ہیں بی جی ورنہ میں بھول کر بھی یہ نا کہتا۔ شکر اللہ کا جس نے مجھے یہ شرف بخشا۔"

"فاریہ یہ چھڑی پکڑانا لگتا تمہارے سپوت کو عزت راس نہیں ہے۔"

"اچھا چھا اب نہیں کرتا۔ یہ سر دبا دیں پھٹ رہا ہے۔" ہانی کے کہنے پر مہرین بیگم فکر مندی سے اس کا سر دبانے لگ گئیں۔

"اتنا پریشان ہونے والی کیا بات ہے راد؟ بس بخار ہوا ہے۔ کر ایسے رہے ہو جیسے۔۔"
احراد نے اسے خونخوار نظروں سے دیکھا تو اس اپنے منہ پر انگلی رکھ لی۔

"گاڑی تو آرام سے چلاؤ یہ نہ ہو کہ اسکی عیادت کے لیے جانے کے چکروں میں بعد میں لوگ ہمارا افسوس کرنے کے لیے آئیں۔" حدیر نے اس کی منت کی۔

یہ لوگ میٹنگ پر جا رہے تھے۔ جب راد کو آفس سے پتہ اچلا کہ سرحان سر اپنی طبیعت خرابی کی وجہ سے نہیں آئے تو احراد نے اپنی جگہ صنان بھائی کو بھیج دیا اور گاڑی کا رخ حویلی کی طرف کر دیا۔

"سامنے تو آئے ایک دفعہ کمینہ اپنے ہاتھوں سے ہسپتال نا پہنچایا تو پھر دیکھنا۔ میرے دوست پر پتہ نہیں کون سا کالا جادو کیا ہوا ہے۔"

"میں کہہ رہا ہوں دیر کہ اگر اب تیری آواز آئی نا تو سچ میں میں نے تجھے گاڑی سے دھکا دے دینا ہے۔" احراد چلایا تو حدیر نے اپنے ہاتھ اٹھا لیے۔ اور منہ ہی منہ میں سرحان کو لعن تعن کرنا شروع کر دیا۔

کچھ ہی دیر میں وہ دونوں حویلی پہنچ چکے تھے اور اب ہانی کے کمرے میں موجود تھے۔

"اتنا کیسے بیمار ہو گئے کل تک تو ٹھیک تھے۔" احراد کی پریشان کن آواز کمرے میں گونجی۔ وہ ہانی کے پاس بیڈ پر بیٹھا ہوا تھا۔ حدیر میز پر ٹانگیں رکھے صوفے کی پشت پر ٹیک لگائے ہوئے تھا اور راحم بیڈ کے پاؤں والی سائیڈ پر نیم دراز تھا۔

"میں بتا تو رہا ہوں کہ جن جن کو یہ تنگ کرتا ہے یہ سب ان کی نیک دعاؤں کا صلہ ہے۔"

راحم نے لیٹے لیٹے اپنی بات دہرائی۔

"گدھے انسان تم فون پر نہیں بتا سکتے تھے کہ اس کی طبیعت نہیں ٹھیک۔ میں نے تمہیں یہاں کس لیے رکھا ہوا ہے۔"

"اوہ بھائی اپنے الفاظوں پر غور کرو یہ میرا بھی گھر ہے اچھا۔ اور اگر یہ ایک دن بیمار ہو گیا ہے تو تم کیوں کانٹوں پر ہو۔ آج آفس میں اتنا پر سکون دن گزرا ہے نا اور تو اور سارا اسٹاف بھی آج اتنا خوش تھا۔"

صدمہ ہی تو ہوا تھا راحم کو احراد کی بات کا۔

"ہاں بھائی ہماری ایسی قسمت کہاں کہ ایک دن کے لیے بھی اس نمونے کے عتاب سے بچ سکیں۔ اللہ اللہ کر کے ایک دن ملا بھی تو تم اپنی جھاڑ سے اس کی کمی پوری کر دو۔" حدیر نے شکوہ کناں نظروں سے احراد کو دیکھا۔

"اب اگر تم دونوں نے مزید ایسا کچھ کہا نا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" احراد نے دونوں کو جھاڑا تو مزید کچھ کہنے کے لیے راحم نے اپنا منہ کھولا تھا بند کر لیا۔

کمرے میں خاموشی ہوئی۔ کوئی کچھ نا بولا۔ کافی دیر بعد بھی سرحان کچھ نا بولا تو تینوں کی نظروں کا تبادلہ ہوا۔ احراد نے ہانی کو دیکھا جو کافی دیر سے خاموش تھا اور گود میں رکھے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا۔

"آج ہمارا ہانی اتنا خاموش کیوں ہے ؟" احراد نے اس کے بالوں میں انگلیاں چلائیں تو اس نے اپنی آنکھیں اوپر اٹھائیں جو سرخ ہو رہی تھیں۔

"کچھ نہیں بھیا بس ویسے ہی دل نہیں کر رہا۔" اس نے تینوں کو ایک نظر دیکھا اور پھر ہاتھوں پر نظریں مرکوز کر لیں۔

حدید نے راحم سے اشارے سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے تو اس نے اپنے کندھے اچکا کر لاعلمی کا اظہار کیا۔

"اور یہ اتنا بخار کیسے چڑھا؟"

"شاید تھکاوٹ کی وجہ سے۔ پہلی بار اتنا کام کیا ہے ہو سکتا ہے اسی وجہ سے ہو۔ اور آپ لوگ پریشان ایسے ہو رہے ہیں جیسے میں مرنے والا ہوں۔" ہانی نے کوفت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اللہ نا کرے۔ سوچ سمجھ کر بولا کرو۔" راد نے اس کو ہلکی سی چپٹ لگائی۔

راحم اور حدیر نے مسکراہٹ دباتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھا ان کا ہانی کبھی نہیں بدل سکتا۔

رات کا وقت تھا۔ وہ روحوں کی طرح ادھر ادھر پھرنے والا صبح سے ایک ہی کمرے میں رہ رہ کر اکتا گیا تھا۔ سب سونے کے لیے اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔ بی جی بھی آدھے گھنٹے پہلے اپنے کمرے میں چلی گئی تھیں۔ اس کا ارادہ راد کے گھر جا کر اسے تنگ کرنے کا تھا۔ اس نے آرام سے کمرے کا دروازہ بند کیا اور احتیاطا ادھر ادھر نظر گھمائی۔ ہر طرف سناٹے کا راج تھا۔ وہ پھونک پھونک کر قدم رکھتا سیڑھیوں تک آیا۔ ذرا سی غلطی اس کی شامت بلا سکتی تھی۔ اس سے پہلے وہ سیڑھیاں اترتا کسی آواز نے اس کے قدم جکڑے۔ غور کرنے پر یہ کسی کی سسکیوں کی آواز معلوم ہوتی تھی۔ سرحان کے ماتھے پر بل پڑے۔ اس نے اس آواز کی تقلید کی تو پتا چلا یہ آواز فاریہ خان کے کمرے سے آرہی تھی۔ اس نے ڈور ناب پر ہاتھ رکھ کر آہستگی سے دروازہ کھولا تو فاریہ خان کو جائے نماز پر بیٹھی دعا مانگتے ہوئے پایا۔ وہ چلتا ہوا ان کے پاس آیا اور نیچے لیٹ کر اپنا سر ان کی گود میں رکھ لیا۔ اسے

www.novelsclubb.com

اپنی ماں کو روتا دیکھ کر کہیں اندر تکلیف ہوئی تھی۔ ان کے آنسو اسے اپنے دل پر گرتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔ اسنے ضبط سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ فاریہ خان نے اپنی دعا مکمل کر کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اس کے بال سہلانے لگیں جو ابھی تک آنکھیں بند کر کے ان کی گود میں لیٹا تھا۔

"کیسی طبیعت ہے اب میرے بیٹے کی؟" لہجے میں بلا کی نرمی تھی۔

"اتنی بھی نہیں بگڑی تھی جتنا آپ لوگ نے سمجھ لیا تھا۔ بس تھکاوٹ ہی ہوئی تھی۔" اس نے اپنی آنکھیں کھول لیں۔

"مت رویا کریں ناں۔ مجھے تکلیف ہوتی ہے۔" اس نے اپنا منہ ان کی چادر میں چھپایا شاید اپنے آنسو چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"کیوں تکلیف ہوتی ہے۔ یہ آنسو تو میرے اللہ کے شکر کے ہیں۔" وہ مسکرائیں تھیں۔

ان کی بات پر سرحان نے چادر سے چہرہ نکال کر انھیں دیکھا جو بلند حوصلے والی تھیں۔ بچپن سے اسنے اپنی ماں کو ہر چیز پر شکر کرتے دیکھا تھا۔ ہر زیادتی والوں کو درگزر کرتے دیکھا تھا۔ وہ ان سے پوچھنا چاہتا تھا کہ اللہ نے آپ کو کس مٹی سے بنایا ہے۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں پتا ہے ہانی جب تم چھوٹے تھے تو میں تمہاری وجہ سے پریشان تھی۔ تم کسی سے کوئی بات نہیں کرتے تھے مجھ سے بھی نہیں۔ مگر تمہاری آنکھیں مجھے سب بتا دیتی تھیں۔ تم کوئی فرمائش نہیں کرتے تھے۔اور جب تمہیں غصہ آتا تھا تو بنا سوچے سمجھے تم کوئی بھی ردِ عمل دے دیتے تھے۔ جب بھی میں تمہارے آگے تمہارے بابا کا ذکر کرتی تھی تو تمہاری آنکھوں میں پیدا ہونے والے احساسات سے مجھے خوف محسوس ہوتا تھا۔ پھر میں نے اللہ سے بہت دعائیں مانگی اب بھی مانگتی ہوں۔ تم آہستہ آہستہ گھلنے ملنے لگ گئے۔اور تب سے میں اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں۔ سب بہت اچھے ہیں ہانی۔ سب تم سے، مجھ سے ایک دوسرے سے بہت پیار کرنے والے ہیں۔ کبھی کسی سے بدگمان مت ہونا ہانی۔ کبھی کسی سے نفرت مت کرنا۔یہ نفرت سب جلا کر خاک کر دیتی ہے۔ یہ کسی کے اپنے پرائے کو نہیں دیکھتی حتی کہ نفرت کرنے والے کو اپنا جان سے عزیز بھی نہیں دکھتا۔ یہ اتنی بری ہوتی ہے کہ اہستہ آہستہ انسان خود سے بھی نفرت کرنے لگ جاتا ہے۔" فاریہ خان نے اسکو ہمیشہ کی طرح نرمی سے سمجھایا۔

www.novelsclubb.com

"جانتا ہوں ماں۔ آپ میرے لیے پریشان مت ہوا کریں۔ مرے لیے پریشان ہونے کے لیے بگ برو ہی ٹھیک ہیں۔" سرحان نے واپس آنکھیں موند لیں اور فاریہ خان اسکے بال سہلاتی رہیں۔

"یہ اتنی رات کو یہاں کیا کر رہے تھے ویسے۔" بہت ہو گیا پیار بھئی۔

"وہ بس ایسے ہی چہل قدمی کر رہا تھا۔ لیٹے لیٹے تھک گیا تھا ناں۔" سرحان نے فاریہ خان کا ہاتھ دوبارہ اپنے سر پر رکھا جو وہ کھینچ چکی تھیں۔

"اتنی رات کو چہل قدمی کون کرتا ہے؟ مجھے سچ سچ بتاؤ کہاں جانے کے ارادے تھے؟" ماں تھی آخر بیٹے کے کرتوت سے واقف تھیں۔

"جہاں بھی جا رہا تھا گیا تو نہیں نا۔"

"سرحان۔" فاریہ خان نے تنبیہہ کی۔

"بگ برو کے گھر جا رہا تھا بس۔ صبح سے کمرے میں رہ رہ کر تنگ آ گیا تھا۔"

"اس وقت۔ اس وقت جا کر کیوں پریشان کرنا تھا ہانی۔ سدھار لو اپنی حرکتیں ورنہ کسی دن بہت پٹو گے۔" فاریہ خان نے اسے لتاڑا۔

www.novelsclubb.com

"مار کے تو د کھائیں کورٹ میں کیس دائر کر دوں گا اور میرے وکیل سے آپ کبھی جیت بھی نہیں سکتیں۔"

اس کے اتنے مان سے کہنے پر وہ ہنس دیں۔

"اللہ تم لوگوں کو ہمیشہ ایسے ہی رکھے۔ کبھی تم لوگوں میں رنجشیں نا آئیں۔ اختلافات سے بہت دور اور دکھ غم چھو کر بھی نا گزریں۔ آپس میں پیار اور محبت سے رہو ہمیشہ۔" فاریہ خان نے دل و جان سے دعا کی۔ مگر ان کی یہ دعا سن کر آسمان پر موجود ستاروں کی چمک ماند پڑ گئی اور چاند نے مایوس ہو کر چھپنا چاہا مگر اسے کو چھپنے کی کوئی راہ نا ملی۔

ایسے یہ دن گزرتے گئے۔ گرمی اپنا زور پکڑتی گئی مگر پھر بھی لوگ اپنا کام کرنے پر مجبور تھے۔ لندن میں جہاں اریحہ اور گل اپنے امتحانات میں مصروف تھیں۔ ایسے ہی پاکستان میں سب اپنی مصروفیات میں مشغول رہے۔ اور جیسے اچھا وقت بتا کر نہیں جاتا ویسے ہی برا وقت بتا کر نہیں آتا۔

www.novelsclubb.com

صبح سے ہی موسم کے تیور خراب تھے۔وقفے وقفے سے بوندا باندی ہو رہی تھی۔بادل زور سے گرج رہے تھے کبھی بھی بارش ہو سکتی تھی۔

اسی طرح روحی انڈسٹریز کی اس فیکٹری میں آپ کو راحم چلتا ہوا دکھائی دے۔آنے والے وقت سے بے خبر۔اسنے کسی ورکر سے صنان کے بارے پوچھا اور اس تک پہنچا۔

"بھائی آفس کے پیپرز جو سٹور میں رکھتے ہیں وہ کہاں پر ہیں؟"صنان ورکر کو فائل دی اور اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"کیوں خیریت؟تم نے ان کا کیا کرنا ہے۔؟

"ایک ہفتہ پہلے میں نے عمر کے ہاتھوں کچھ پیپرز بھجوائے تھے شاید غلطی سے میں نے ان میں زبیر اینڈ سنز کے ساتھ ہوئی میٹنگ کے پیپرز بھی دے دیے۔اب اگلی پارٹی کو وہ دکھانے ہیں تو اس لیے ضروری چاہیئں۔"راحم نے پریشانی ظاہر کی اگر پیپرز آگے پیچھے ہو گئے تو۔

"ٹینشن مت لو انہیں پیپرز کے ساتھ ہونگے۔ مل جائیں گے۔ اویس کو لے جاؤ ساتھ ڈھونڈنے میں تمہاری مدد کروا دے گا۔ سارے پیپرز میرے آفس کے ساتھ والے کمرے میں رکھے ہیں۔" صنان نے اسے تسلی دی۔

"ہاں میں دیکھ لیتا ہوں آپ کام کریں۔" راحم کہتا ہوا کنسٹرکشن والی سائیڈ پر چلا گیا۔ جانتا تھا اویس وہیں پر ملے گا۔

کچھ ہی دیر میں وہ دونوں ایک کمرے میں پیپرز ڈھونڈنے میں مصروف ہو گئے۔ ساری سیٹنگ خراب ہوئی وی تھی۔ یہاں انڈسٹری کا سارا ریکارڈ محفوظ تھا۔ انڈسٹری کا معمولی سے معمولی پیپر بھی یہاں پڑا ہوا تھا۔ ریکارڈ تاریخ کے حساب سے رکھا جاتا تھا مگر کنسٹرکشن کے کام کی وجہ سے سارے پیپرز یہاں رکھ دیے گئے تھے۔ اور سب پیپرز آگے پیچھے ہو گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"یار کیا مصیبت ہے۔ اویس ملے پیپرز؟" راحم تنگ آ کر بولا۔

"نہیں سر۔" اویس کے جواب پر ایک لمبی سانس خارج کر کے وہ دوبارہ ڈھونڈنے میں مصروف ہو گیا۔

ابھی وہ ڈھونڈ ہی رہا تھا کہ اچانک اس کی نظر کچھ کاغذات پر پڑی۔ انہیں دیکھ کر راحم کے ماتھے پر بل پڑے اور جیسے جیسے وہ پڑھتا گیا اسکے ماتھے کے بل جاتے رہے مگر چہرے کے تاثرات کسی انکشاف پر غور کرنے والے ہو گئے۔ کہیں کچھ غلط تھا بہت غلط۔

"السلام علیکم! کیسی ہے میری تاشو؟" آبی باہر سے سید ھا لان میں آیا جہاں تاشفہ موسم سے لطف اندوز ہو رہی تھی اور تاشفہ کے سامنے والی کرسی پر بیٹھا۔

"وعلیکم السلام۔ کتنی دفعہ کہا ہے آبی مجھے تاشو مت کہا کرو۔" آبی کے تاشو کہنے پر ہر بار کی طرح اسنے چڑ کر کہا۔

"اور میں نے کتنی بار کہا ہے کہ میں اپنی تاشو کو تاشو ہی کہوں گا۔" آبی نے آرام سے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی۔

www.novelsclubb.com

"جاؤ میں نہیں بولتی تم سے۔ اچھے بھلے موڈ کا بیڑا غرق کر دیا میرے۔" "میں نے تو ابھی کچھ کہا ہی نہیں تمھیں۔" آبی کے ماتھے پر بل پڑے۔

"اس کے علاوہ بھی کچھ کہنا ہے؟"

"کس کے علاوہ؟"آبی نے مسکراہٹ دبائی۔

"اسی کے۔"

"وہی تو پوچھ رہا ہوں کس کے؟"اس کو شروع سے ہی تاشی کو تنگ کرنے میں مزا آتا تھا۔

"جو تم نے آتے ساتھ ہی کہا ہے۔"

"میں نے آتے ساتھ ہی سلام لیا ہے۔سلام لینے سے کون تنگ ہوتا ہے۔"

"سلام کے بعد جو کہا ہے۔"

"کیا؟تاشو؟"

"ہاں۔"

"ٹھیک ہے اب نہیں کہتا تاشو۔"

www.novelsclubb.com

"آبی میں بتا رہی ہوں کہ اگر تم نے مجھے ایک اور دفعہ کہا نا تو میں"

"تو تم کیا؟"تاشی نے بگڑے تیور سے کہا تو آبی نے درمیان سے اس کی بات کاٹی۔

"میں نے تمہارے ساتھ شادی نہیں کرنی۔ہاں نہیں کروں گی۔"

"ہا پھر لوگ کیا کہیں گے کہ لڑکی نے ایک نام کی وجہ سے طلاق لے لی۔ تتتتت پھر تو بہت بدنامی ہو جائے گی یار۔"

"ہاں تو ہو جائے مگر میں تمہارے ساتھ رخصت ہو کر نہیں جاؤں گی۔" اس نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

"اس کے بعد تو تم سے کوئی شادی نہیں کرے گا اور پھر تمہارا شادی کرنے والا دیرینہ خواب کبھی پورا نہیں ہو گا۔ کوئی بات نہیں ایک کزن اور دوست ہونے کے ناطے میں تم سے شادی کر لوں گا۔ اب میں تو اپنی دوست جیسی کزن تاشو کا خواب پورا کر ہی سکتا ہوں نا۔"

"رکو ذرا اب تم۔" آرام سے اس کی بات سنتی ہوئی تاشی ایک بار پھر اس کے تاشو کہنے پر دانت پیستے ہوئے کرسی سے اٹھی۔

www.novelsclubb.com

"ایک منٹ ایک منٹ بعد میں لڑ لینا تم دونوں پہلے یہ گرما گرم پکوڑے کھالو۔"

قرہ ہاتھ میں پکوڑوں کی پلیٹ لاتے ہوئے بولی۔ تاشی جو آبی کو سبق سکھانے اٹھی تھی پکوڑوں کو دیکھ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

"اور تم دونوں کی لڑنے کی آوازیں اندر تک آرہی ہیں۔ ہر وقت لڑتے رہتے ہو کبھی پیار و محبت سے ہی بات کر لیا کرو۔" قرہ نے دونوں کے لڑنے پر چوٹ کی۔

"یہاں ہم سب کو پتا ہے کہ ہر وقت کون لڑتا رہتا ہے۔" تاشی نے جوابی وار کیا۔

"ابھی تو تم دونوں ہی لڑ رہے تھے۔"

"اچھا بس بس اب تم دونوں نا آپس میں شروع ہو جانا۔" آبی ان کو شروع ہوتا دیکھ کر بول پڑا جانتا تھا ان کی لڑائی میں اسی کی بینڈ بجے گی۔

"ہم کب لڑ رہے ہیں۔" دونوں ایک ساتھ بولیں۔

"ہاں تم دونوں کب لڑ رہے ہو۔ چلو تم دونوں کھانا شروع کرو میں فریش ہو کر آتا ہوں۔" آبی کہہ کر اندر کی طرف چل پڑا۔

www.novelsclubb.com

"گھر میں کوئی ہے؟" سرحان آواز دیتا ہوا ارحم کے گھر کے لاؤنج میں داخل ہوا۔

"ہاں پتر ادھر ہی آجا کچن میں۔" بوا کی آواز پر وہ کچن کی طرف چلا گیا۔

"آآآآآآچڑیییل۔" کچن میں حانم کو ٹیبل پر بیٹھا دیکھ کر وہ چیخا۔

"بوا آپ کو ڈر نہیں لگ رہا اس چڑیل سے۔" سرحان بوا سے پیار لے کر ان کے ساتھ ہی کھڑا ہو گیا۔

"نہیں پتر اب تو عادت ہو گئی ہے۔" بوا نے بھی شرارت سے کہا۔

"ہاااااا بوا جی آپ بھی مجھے چڑیل کہہ رہی ہیں۔ آپ میرے ساتھ بے وفائی نہیں کر سکتی ورنہ میں آپ کے ساتھ کبھی نہیں سوؤں گی جب بھی آپ میرے ساتھ ہارر موی دیکھیں گی اور میں بھیا کو بھی بتاؤں گی۔" بوا کا ہانی کی سائیڈ لینا اسے برا ہی تو لگ گیا تھا۔

"بھیا سے یاد آیا بگ برو کہاں ہیں۔ آج تو انہوں نے آفس نہیں جانا تھا۔" ہانی نے احراد کی غیر موجودگی کے بارے میں پوچھا۔

"انہیں آفس سے اچانک کوئی ضروری کام آگیا تھا اس لیے چلے گئے۔ انہیں جلدی تھی اس لیے مجھے گھر نہیں چھوڑا اب تم آگئے ہو تو مجھے گھر چھوڑ دو۔" حانم کہہ کر ٹیبل سے اتری۔

"میں تو نہیں چھوڑوں گا۔" ہانی نے انکار کیا۔

"وجہ تم اچھے سے جانتی ہو چڑیل۔"ہانی کا اشارہ لاسٹ ٹائم اسے گھر چھوڑنے کی طرف تھا جب اسنے ڈرائیو کرتے ہانی پر کوک پھینکی تھی۔

"تم نے ہی کہا تھا۔"

"میں نے کب کہا تھا؟"

"یاد کرو جب تم نے کہا تھا کہ پھینک کر تو دکھاؤ تو میں نے پھینک کر دکھایا تھا۔"

"جنگلی چڑیل میں پھر بھی نہیں لے کر جاؤں گا۔"ہاں اس کو ہانی کی حرکت پر غصہ تھا اسکی وجہ سے اسکی اتنی پیاری شرٹ خراب ہو گئی اور دوبارہ پہننے کے قابل نا رہی۔ہاں اس کو پھر اپنی وہ شرٹ یاد آ گئی۔ایک ہی دفعہ تو پہنی تھی اسنے۔اوپر سے سونے پر سہاگا وہ اس سے بدلہ بھی نہیں لے سکتا تھا احراد کی وجہ سے۔واحد حانم ہی تھی جو اسکو اپنی ٹکر پر لگتی تھی کیونکہ حدیر اور راحم کے معاملے میں وہ اسکی طرف داری کر دیتا تھا مگر حانم کے معاملے میں نہیں۔

"اگر تم مجھے نہیں لے کر گئے نا تو میں بھیا کو بتا دوں گی کہ تم نے مجھے مارنے کی کوشش کی تھی۔"

"میں نے کب تمہیں مارنے کی کوشش کی؟" جھوٹے الزام پر وہ چیخ اٹھا۔

"یہ تو صرف ہم دونوں کو پتا ہے۔" حانم نے مزے سے کہا۔ اسکے کہنے پر ہانی نے بوا کی طرف دیکھا تو بوا فوراً اپنی ہانڈی کی طرف متوجہ ہو گئیں جیسے انہوں نے کچھ دیکھا اور سنا ہی نا ہو۔ بھئی انہیں ڈر لگتا تھا ہارر مووی دیکھنے کے بعد۔

"بوااا۔ گاڑی میں انتظار کر رہا ہوں منٹ سے پہلے آؤ۔" دانت پیس کر کہتے ہوئے ہانی پاؤں پٹختا ہوا کچن سے نکل گیا۔

"چڑیل کہیں کی۔" بوا اور ہانی دونوں نے اسکے کچن سے نکلتے وقت بڑبڑاہٹ سنی تھی۔ ہنستے ہوئے حانم بوا سے ملی اور ہانی کے پیچھے چلی گئی۔

"خوش رہ۔" بوا بھی اپنے کام میں مشغول ہو گئیں۔

www.novelsclubb.com

لنچ بریک تھا تو اسی لیے آفس میں ورکرز نا ہونے کے برابر تھے۔ احراد کا سکریٹری حمزہ بھی جلدی جلدی اپنا کام نپٹا رہا تھا۔ حمزہ جو فائل میں پیپرز لگا رہا تھا کسی احساس کے تحت چونکا۔ اس نے اپنا سر اٹھا کر سامنے دیکھا تو راحم کو ہاتھ میں فائل اور کچھ کاغذات پکڑے تیز تیز

احراد کے آفس کی طرف بڑھتے دیکھا۔ لال بھبھوکا چہرہ اس کے غصے میں ہونے کا پتا دے رہا تھا۔ اس نے راحم سر کو بہت ہی کم غصے میں دیکھا تھا۔ اور جب بھی دیکھا تھا اس کے غصے سے بچنے کی پناہ ہی مانگی تھی۔ راحم کو ایسے احراد کے آفس کی طرف جاتا دیکھ کر حمزہ نے ہر کام کو چھوڑا اور حدیر کے آفس کی طرف سرپٹ دوڑا جو اس سے نچلی منزل میں تھا۔ اسے جلد از جلد حدیر کو انفارم کرنا تھا۔

ڈھاڑ کی آواز سے دروازہ کھلا تو احراد نے چونک کر لیپ ٹاپ سے گردن اٹھا کر آنے والے کو دیکھا۔ راحم کو سامنے پا کر اس کے ماتھے پر بے اختیار بل پڑے۔

"راحم ک۔۔۔۔۔۔۔" اس سے پہلے راد کچھ بولتا راحم اس تک آیا اور راد کو پکڑ کر کھڑا کر کے ایک زوردار مکا مارا۔ راد جو اس حملے کے لیے تیار نہیں تھا مکا لگنے سے پیچھے دیوار سے لگا۔ راد ہاتھ کی پشت سے ہونٹ سے نکلتا ہوا خون صاف کرتے ہوئے سیدھا ہوا تو راحم نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پیپرز اور فائلز اس کی طرف پھینکی۔

www.novelsclubb.com

رادنے گردن جھکا کر پیپرز لکھی ہیڈ نگ پر نظر ڈالی تو ہیڈ نگ دیکھ کر اپنی آنکھیں میچیں۔

یہ نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ بہت غلط ہوا تھا جو بھی ہوا تھا۔

"ہم بیٹھ کر بات۔۔۔"

"بیٹھ کر بات کرنے کا وقت نکل چکا ہے احراد میاں۔" راحم نے چلا کر کہا اور طیش سے ٹیبل پر پڑی چیزیں ہاتھ سے نیچے گرادیں۔

"میری بات۔۔۔" احراد نے کچھ کہنا چاہا مگر راحم کی طرف سے آتے مکے نے اسکے الفاظ منہ میں ہی روک دیے۔

" حدیر سر وہ۔" پھولے ہوئے سانس کے ساتھ دروازہ کھول کر حدیر کے سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں کو دیکھ کر حمزہ وہیں رک گیا۔ حدیر نے ابرو اچکا کر پہلے حمزہ کو دیکھا پھر مہمانوں سے معذرت کر کے ان کو بھیج دیا۔ تب تک حمزہ بھاگ کر آنے کی وجہ سے ہوئے تیز تنفس کو قابو کر چکا تھا۔

"اب بولو کیا ہوا ہے؟ اور یہ کیا طریقہ ہے آنے کا؟" حدیر کو اسکا مہمانوں کی موجودگی میں ایسے آنا ناگوار گزرا تھا۔

"سر وہ راحم سر راحم سر بہت غصے کی حالت میں احراد سر کے آفس میں گئے ہیں۔" اسکی بات پر دیر نے پہلے نا سمجھی سے اسکو دیکھا اور جب بات سمجھ میں آئی تو جلدی سے ٹیبل کے پیچھے سے نکل کر باہر کی طرف لپکا۔اس کے پیچھے حمزہ بھی گیا۔

بھاگتا ہوا وہ احراد کے آفس میں آیا اور اندر کا منظر دیکھ کر ایک پل کے لیے حیران رہ گیا۔ لیپ ٹاپ نیچے گرا ہوا۔ ٹیبل کی ساری چیزیں نیچے گری ہوئیں اور پورے آفس میں کاغذ بکھرے ہوئے تھے۔ پھر جلدی سے آگے جا کر احراد کو راحم کی گرفت سے چھڑایا۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے کیا تیرا؟ راحم چھوڑ اسے۔" حدیر نے مشکل سے راحم کو قابو کر کے اس سے احراد کو چھڑوایا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں دماغ خراب ہو گیا ہے میرا۔ یہاں پر تو صرف اس کا دماغ چلتا ہے۔" راحم غصے سے چلایا۔ حدیر نے احراد کی طرف دیکھا جو گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔ اور چہرے کی حالت راحم تقریباً بگاڑ چکا تھا۔

"ہوا کیا ہے؟ کس بات پر اتنے غصے میں ہے؟" دیر نے راحم سے پوچھا جو اپنا غصہ کنٹرول کرنے کی تگ و دو میں تھا۔ حمزہ خاموشی سے دروازے کے قریب ایستادہ تھا۔

"مجھ سے کیا پوچھ رہے ہو۔ اپنے اس راد سے پوچھو۔"

"راد بتا کیا ہوا ہے؟ کیوں یہ تجھے مار رہا تھا؟" حدیر نے اپنا رخ راد کی طرف کیا۔ اس کے پوچھنے پر راد نے کراہ کر آنکھیں میچیں۔ راحم سے مار کھانے کے دوران اس نے شدت سے دعا کی تھی کہ حدیر اس کے آفس میں نا آئے مگر بے سود۔ اس کا دل کیا کہ وہ یہاں سے بہت دور چلا جائے یہاں سے غائب ہو جائے۔ اس پر سے اپنے جان سے پیارے دوستوں کا اعتبار اٹھنا اس سے نہیں برداشت ہو نا تھا۔ جانتا تھا اس نے جو اتنی بڑی غلطی کی ہے اس کی سزا چھوٹی نہیں ہو گی۔ اسنے ان دونوں کا اعتبار توڑا تھا جو خود سے زیادہ اس پر یقین رکھتے تھے۔

"میں تم دونوں سے بکواس کر رہا ہوں یا میری بات تمہاری سمجھ میں نہیں آ رہی؟" دیر چیخا۔ صدا کا جذباتی انسان۔

حدیر نے راحم کی نظروں کی تقلید میں زمین پر دیکھا اور ناسمجھی سے نیچے جھک کر فائل اٹھائی۔

فائل پڑھتے وقت اسکے ماتھے پر بے تحاشا بل پڑے۔ دیر نے دوبارہ جھک کر نیچے گرے ہوئے پیپرز اٹھائے۔ ان کو پڑھتے وقت ماتھے پر بلوں کی جگہ بے یقینی نے لے لی۔ اس نے پیپرز سے چہرہ اٹھا کر راد کو بے یقینی سے دیکھا۔ پیپرز اور فائل ہاتھ سے چھوٹ کر پھر نیچے گر گئے۔ حدیر کی آنکھوں میں اعتبار کے ٹوٹنے کی کرچیاں دیکھ کر راد نے سر جھکایا تو دیر نفی میں سر ہلاتا ہوا آہستہ آہستہ اپنے قدم پیچھے لیتا گیا اور مڑ کر تیزی سے آفس سے نکل گیا۔

www.novelsclubb.com

"پوری زندگی میں بے اعتبار کرنے والا آخری شخص بھی تجھے نہیں سوچا تھا۔" راحم بھی افسوس سے کہتا ہوا آفس سے چلا گیا۔

احراد بے دم سا ہو کر کرسی پر بیٹھ گیا تو حمزہ چلتا ہوا اس تک آیا۔

"سر سب ٹھیک ہو جائے گا۔آپ یقین رکھیں۔"حمزہ نے کمزور سی تسلی دی۔

"بہت غلط ہوا ہے حمزہ بہت زیادہ۔ نہیں ہونا چاہیئے تھا ایسا۔ کبھی بھی نہیں۔"راد نے بے بسی سے کہہ کر سر کرسی کی پشت سے لگالیا۔اس کے اندر ان دونوں کے پیچھے جانے کی ہمت نہیں تھی۔

نیچے گرے ہوئے پیپرز میں سے ایک پر جعلی حروف میں بڑا بڑا اریسٹ وارنٹ لکھا ہوا تھا۔

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں اویس۔"صنان نے اویس کی بات پر بیزاری سے کہا تھا۔

"ن۔نہیں سر۔میں سچ کہہ رہا ہوں۔"اویس نے اپنا تھوک نگلا۔پہلے تو صنان آنکھیں پھیلائے اسے دیکھتا رہا اور پھر ایک دم چیخ اٹھا۔

"کیسے پتا چلا اسے ؟اور وہ پیپرز اتنی آسانی سے اس کے ہاتھ کیسے لگے ؟"صنان بے اختیار کرسی سے اٹھا۔

"سر سب کچھ سٹور سے نکال دیا تھا اسی تبدیلی کے دوران وہ آگے آ گئے ہونگے۔ سر راحم سر بہت غصے میں گئے ہیں یہاں سے۔" اویس نے اپنی پریشانی ظاہر کی۔

"اور یہ بات تم مجھے اب بتا رہے ہو۔" صنان نے دانت پیسے۔

"سر میں تب ہی بتا دیتا مگر آپ گیسٹ کے ساتھ بزی تھے۔"

"گیسٹ مائے فٹ۔" صنان نے جلدی سے موبائل پر احراد کا نمبر ڈائل کیا جانتا تھا راحم سیدھا اسی کے پاس گیا ہوگا۔ وہ غصے میں تھا اس سے کسی بھی چیز کی توقع کی جا سکتی تھی۔

"راد فون اٹھاؤ۔" صنان نے پریشانی سے ماتھے پر ہاتھ پھیرا۔

"السلام علیکم بھائی۔" سپیکر سے راد کی آواز ابھری۔

"وعلیکم السلام! راد سب ٹھیک ہے؟"

www.novelsclubb.com

"اب تو سب ٹھیک ہے بھائی۔" راد نے کمزور سی آواز میں کہا۔ وہ ابھی تک اپنے آفس میں اسی حالت میں بیٹھا ہوا تھا۔

"ایسے مت کہو یار۔ انشاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"آپ بھی یہی کہہ رہے ہیں۔ کیسے سب ٹھیک ہو گا۔ میں اس سب کا نتیجہ جانتا تھا تو میں نے اس بات کو چھپایا تھانا۔ کیسے ملے اس کو یہ پیپرز؟"

"کچھ پیپرز ڈھونڈنے آیا تھا۔ سٹور کی شفٹنگ میں سب کاغذات آگے پیچھے ہو گئے تھے۔ مل گئے اسے۔"

"زیادہ ہنگامہ تو نہیں کیانااس نے؟" راد کی خاموشی پر اس نے ذہن میں آیا سوال کیا۔

"آپ جانتے تو ہیں اپنے بھائی کو۔ غصے میں کہاں زبان استعمال کرتا ہے۔" راد ہلکا سا ہنسا۔

"اب کہاں ہیں وہ دونوں؟"

"فلحال میری شکل دیکھنا نہیں چاہتے۔ نکل گئے ہیں یہاں سے۔"

"پریشان مت ہو۔ کرتے ہیں کچھ۔ میں بابا اور ارتسام انکل کو بھی اس بارے میں بتاتا ہوں۔ نکل آتا ہے کوئی حل۔ ابھی گھر جاؤ اور حالت درست کرو اپنی۔ ایمیجن کر سکتا ہوں میں تمہاری حالت کو۔" صنان نے آخر میں مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

"آپ مذاق اڑا رہے ہیں میرا اس سچویشن میں۔" سپیکر سے راد کی صدمے سے آواز آئی۔

"کیا کروں کبھی کبھی تو موقع ملتا ہے۔اب جو کیا ہے اسے بھگتو بھی۔"

صنان نے الوداعی کلمات کہہ کر فون بند کر دیا اور زمان صاحب کا نمبر ملانے لگا۔

روحی انڈسٹری کے شروع میں احراد، حدیر اور راحم ایک ہی آفس میں کام کرتے تھے۔ ایک دن راحم اور حدیر نے ایک پارٹی کے ساتھ ڈیل سائن کی جو سمگلنگ اور دیگر اللیگل کاموں میں ملوث تھی۔ پولیس کو اس پارٹی کے کاموں کے خلاف ثبوت ملے تو وہ ون کو اوران کے ساتھ ملے لوگوں کے خلاف ایکشن لینے لگی۔ احراد کو جب اس سب کی خبر ملی اور معاملے کی سنگینی کا احساس ہوا تو اس نے حدیر اور راحم کے علم میں لائے بغیر ان کو ٹرک کر کے کسی ضروری کام کے سلسلے میں باہر بھیج دیا۔اور سائن کیے ہوئے پیپرز کو مہارت سے تبدیل کروا کر ان کی جگہ اپنے سائن کر لئے۔ پولیس نے اسے گرفتار کر لیا۔ پھر زمان اور ارتسا صاحب کے رسورسس کے ذریعے ایک دو دنوں میں ہی اسے رہا کروا دیا۔اس سب سے انڈسٹری کی ساخ خراب غرور ہو گئی۔جب تک معاملہ سنبھل نا گیا اور اس کا نام و نشان نا ہٹا دیا حدیر اور راحم کو کسی بھی طریقے سے واپس نا آنے دیا۔احراد جانتا تھا کہ اگر ان کو اس سب کے بارے میں پتا لگ گیا تو وہ بہت خفا ہونگے۔اس لیے اس سے جہاں

تک ہوا ان کو بے خبر رکھا۔ اور اب اچنک پتا نہیں کہاں سے راحم کے ہاتھ وہ پیپرز لگ گئے۔

جیسے تیسے کر کے رات آئی تو سب خان حویلی میں جمع ہوئے۔ حویلی کے لاؤنج میں سب مرد جمع تھے اور راحم اور حدیر کا انتظار کر رہے تھے۔

"صنان دونوں کو بتایا بھی تھا کہ نہیں؟" زمان صاحب نے صنان سے سوال کیا جو راد کے ساتھ ان کے سامنے والے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔

"جی بابا میں نے دونوں کو کال کی تھی انہوں نے کال اٹھائی نہیں تو میں نے میسجز بھی کر دیے تھے۔ آتے ہونگے۔" صنان نے انہیں آگاہ کیا تو باہر سے ہارن کی آواز آئی۔

"لو آگئے۔" ارتسام صاحب بولے۔

وہ دونوں آگے پیچھے لاؤنج میں داخل ہوئے اور سب کو سلام کیا۔ البتہ راد کو دونوں نے ہی نظر انداز کیا تھا۔

" صورتحال سے دونوں واقف ہو ہی گئے ہونگے۔" دونوں راد اور صنان کے مقابل صوفے پر بیٹھے تو زمان صاحب نے بات کا آغاز کیا۔

"جی بابا۔جی انکل۔" دونوں بولے۔ماحول میں سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔صورتحال کے پیشِ نظر سرحان بھی ارتسام صاحب کے ساتھ سنجیدہ بیٹھا ہوا تھا۔

"توصفائی میں کچھ بولنے کا موقع ملے گا کہ نہیں۔" زمان صاحب کی سنجیدہ آواز ابھری۔

"انکل ہم جانتے ہیں کہ ہمیں صفائی میں کیا سننے کو ملے گا۔آپ لوگوں نے ہمیشہ کی طرح اس کا ساتھ دے کر اچھا نہیں کیا۔" دیر بولا۔

" بابا ہمیں ہماری غلطی بتانی چاہیے تھی نا کہ آپ لوگ اس کے کہنے پر کور اپ کرتے۔ تاکہ آئندہ ہم ایسا کچھ نا کرتے۔" راحم کی آواز میں زخمی پن شامل تھا۔

" غلطی میری ہے تو مجھ سے ناراضگی اختیار کرو بابا، انکل اور صنان بھائی کو اس سب میں مت گھسیٹو۔" راد نے دونوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

www.novelsclubb.com

"اور آئیندہ بھی کبھی ایسا ہوا تو میں تب بھی وہی کروں گا جو پہلے کیا تھا اور مجھے اپنے کیے پر کوئی شرمندگی نہیں ہے۔" راد نے اٹل انداز میں کہا تو صنان نے اپنا سر پیٹا۔ تینوں ایک جیسے تھے ڈھیٹ قسم کے۔

"تو ہمیں بھی وہی کرنے دو جو ہم کر رہے ہیں نا کہ یوں کچہریاں لگواؤ۔" دیر یہ کہہ کر لاؤنج سے چلا گیا تو راحم بھی اس کے پیچھے گیا۔

"تجھے میں نے منع کیا تھا نا کچھ بھی بولنے سے مگر ہو تو تم بھی ان کی طرح صدا کے ہٹ دھرم۔" صنان کا دل کیا کہ اسکی پہلے سے بگڑی شکل کو اور بگاڑ دے۔ اور وہ بھی اٹھ کر چلا گیا۔

"میں نے کیا کیا ہے؟" راد نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائیں تو سرحان نے بھی لاعلمی ظاہر کر کے اسکا ساتھ دیا۔

رات کا ایک بج رہا تھا۔ ساری حویلی میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ راد چلتا ہوا حویلی کی پچھلی سائیڈ پر آیا۔ وہ دونوں سے بات کرنے راحم کے کمرے میں گیا تھا مگر راحم تو شاید سو

گیا تھا اور دیر کمرے میں نہیں تھا۔ وہ اسکو ڈھونڈتا ہوا یہاں آگیا تھا جہاں وہ چھت سے نیچے تک آتی سیڑھیوں میں بیٹھا ہوا تھا۔ راد اس تک پہنچا اور اس کے ساتھ بیٹھا مگر حدیر وہاں سے اٹھ گیا صاف ظاہر تھا کہ وہ اس سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔ راد نے ایک گہری سانس لی اور آسمان کی طرف دیکھا۔

کسی کی آہٹ پر اس نے گردن گھما کر دیکھا تو حانم آکر اس کے ساتھ بیٹھ گئی جہاں کچھ دیر پہلے حدیر بیٹھا ہوا تھا۔

"اتنی رات کو یہاں کیا کر رہی ہو؟ اور سوئی کیوں نہیں ابھی تک؟" راد نے اس وقت اسکی موجودگی کی وجہ پوچھی۔

"جب میرے دونوں بھائی پریشان ہوں تو میں کیسے سو سکتی ہوں بھلا؟"

"اپ کو کس نے کہا کہ ہم پریشان ہیں؟" احرد آدھا اس کی طرف گھوما۔

"بھیا آئی نو کہ یہ بیڈ مینرز ہیں لیکن میں لاؤنج میں آپ سب کی باتیں سن لی تھیں۔" راد نے تھوڑی دیر اسے دیکھا اور پھر سامنے متوجہ ہو گیا۔ اس کے کچھ نا کہنے پر ہانی دوبارہ بول پڑی۔

"آپ کو پتا ہے کہ وہ دونوں آپ سے زیادہ دیر خفا نہیں رہ سکتے خاص کر دیر بھائی تو اس لیے آپ اداس مت ہوں۔"

"اس بار آپ کے بھائی کی ماں کے سجن تارے نے اسے بہت زیادہ ناراض کیا ہے۔ اتنی جلدی راضی نہیں ہونے والے وہ دونوں۔"

"تو آپ ان سے سوری کر لیں۔"

"فلحال تو دونوں میری شکل دیکھنے کے روادار نہیں ہیں۔ اور ویسے بھی دیر تک کی بات صحیح ہے میں راحم کے سامنے آج کی تاریخ میں تو نہیں جانا چاہتا۔ بھئی مجھے اپنی شکل پیاری ہے۔ پہلے ہی بگاڑ دی ہے اس کمینے نے۔"

"ہا بھیا آپ میرے سامنے انہیں گالی دے رہے ہیں۔؟" ہانی نے اسے احساس دلایا۔

"پہلی بات میں نے اسے گالی نہیں دی اور دوسری بات دوستی میں یہ ایک خوبصورت لفظ ہے اگر اسے اپنے دوست کی تعریف میں استعمال نا کیا جائے تو یہ اس دوست کے ساتھ ساتھ دوستی کی بھی توہین ہوتی ہے۔" راد نے اسے پتے کی بات بتائی۔

www.novelsclubb.com

"تو اس کا مطلب ہے کہ میں ہانی کو کمینہ کہہ سکتی ہوں۔ وہ میرا دوست ہے نا۔" ہانی خوشی سے چہکی۔ اس کے کہنے پر راد گڑ بڑایا۔

"نہیں بلکل بھی نہیں یہ صرف لڑکے لڑکے کو اور لڑکیاں لڑکیوں کو ہی کہہ سکتے ہیں تب جب ان کی دوستی بہت گہری ہو۔"

"صحیح صحیح۔ چلو کوئی نا مجھے بھی کوئی مل ہی جائے گا جسے میں بھی کمینہ یا کمینی کہوں گی۔" ہانی نے مایوسی سے کہا۔

"اچھا چلو بعد میں غم مناتی رہنا ابھی جا کر سو بہت رات ہو گئی ہے۔ ایک تو چھوٹی چھوٹی بات پر دونوں بہن بھائی غم منانے لگ جاتے ہیں۔"

"آپ بھی جا کر سوئیں۔ آپ کے لیے بھی رات ہو گئی ہے۔ کل منالی جیئے گا بھائیوں کو۔" ہانی کھڑی ہو کر اسکو بھی بازو سے اٹھاتے ہوئے بولی۔

"ہاں چلو۔" راد بھی کپڑے جھاڑتا ہوا اٹھا۔ اور دونوں اندر جا کر اپنے اپنے کمروں کی طرف ہو لیے۔ ہانی نے دروازہ بند کرنے سے پہلے راد کو اوپر جاتے ہوئے دیکھا۔ وہ کافی حد

www.novelsclubb.com

تک اپنے بھیا کی اداسی کم کرنے میں کامیاب ٹھہری تھی۔ کیا اسے نہیں پتا تھا کہ کمینہ کسے کہتے ہیں۔ اتنی بھی معصوم نہیں تھی وہ۔

کئی دن خاموشی سے پر لگا کر اڑ گئے۔ راحم اور حدیر راد سے ہنوز ناراض تھے۔ جہاں بھی دیکھتے اپنا رخ موڑ لیتے۔ بات بھی صرف کام کی حد تک کرتے تھے۔ احراد نے بھی مزید منانے کی کوشش نہیں کی۔ چاہتا تھا وہ دونوں اپنا اپنا غصہ نکال لیں مگر جب کافی دنوں بعد بھی انکا رویہ تبدیل نا ہوا تا وہ تنگ آ گیا۔ اب ان سے لڑنے کے موقع ڈھونڈتا تھا۔ سرحان کے ساتھ مل کر انہیں تنگ کرتا تھا۔ حانم کے ساتھ مل کر منانے کی کوشش بھی کرتا تھا مگر اسکا بھی ان پر کوئی اثر نا ہوا۔ اریحہ اور گل کے امتحان بھی ختم ہو گئے۔ ان کا کورس پورا ہوا تو گل کے پاکستان واپس آنے کا وقت ہو گیا۔ جس پر دونوں اداس تھیں تو دوسری طرف پاکستان میں گل کے آنے کی خوشی اور حدیر اور گل کے نکاح کی تیاریاں بھی شروع ہو گئیں تھی۔

گل کی دو گھنٹے تک فلایٹ تھی وہ اریحہ سے آخری بار ملنے کے لیے اس کے فلیٹ آئی تھی۔

وہ دونوں کافی دیر گلے لگ کر روتی رہیں۔

"مجھے نہیں پتا تم بھی چلو میرے ساتھ۔" گل ضدی لہجے میں بولی۔

"تم جانتی ہو ایسا ممکن نہیں ہے۔" دونوں نے ایک دوسرے کے دونوں ہاتھ پکڑ رکھے تھے۔

"تم بہت اچھی ہو یار۔ میرا دل نہیں کر رہا تمہیں یہاں اس جہنم میں چھوڑنے کا۔"

"بری بات گل میں نے تمہیں کتنا سمجھایا تھا۔ میں اسی میں خوش ہوں۔ تم سے پہلے بھی رہ رہی تھی۔ تمہارے جانے کے بعد بھی رہ لوں گی۔ بس اس بار میرے ساتھ تمہارے ساتھ گزاری ہوئیں خوبصورت یادیں ہوں گی۔"

www.novelsclubb.com

"میں بھی تمہیں بہت یاد کروں گی ارو۔" گل نے اپنے پھولے گال اریحہ کے گالوں سے مس کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے کبھی بھولو گی تو نہیں نا۔" کچھ دیر بعد اریحہ نم آواز میں بولی۔

" کبھی بھی نہیں تمہیں اور تمہاری اچھی باتوں کو کبھی خود سے جدا نہیں کروں گی۔" گل نے کہا تو باہر سے لیڈی ڈیوڈ کی آواز آئی گل لیٹ ہو رہی تھی۔

"تم آج تک میری واحد دوست ہو گل۔ ہمیشہ اپنا خیال رکھنا۔" اریحہ نے اس کے گال پر پیار کیا۔

"تم بھی ہمیشہ اپنا خیال رکھنا اور اپنے لیے سٹینڈ لیا کرو۔ ہر بار خاموشی اچھی نہیں ہوتی۔ "

"اوکے اوکے گل میڈم رکھوں گی۔" اریحہ نے ہنس کر کہا۔

" چلو اب جاؤ ورنہ فلائیٹ مس ہو جائے گی۔" اریحہ نے کہا اور دونوں زور سے گلے لگیں۔

"میں تو بھول ہی گئی یہ لو تمہارے لیے۔" گل نے کچھ یاد آنے پر اپنے بیگ سے ایک چیز نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھی۔

www.novelsclubb.com

اریحہ نے دیکھا تو وہ ایک بہت ہی خوبصورت بریسلیٹ تھا۔

"اس کا ایک حصہ میرے پاس ہے۔ اور ایک میری دوست ہانی کے اور اب ایک تمہارے پاس ہے۔"

"یہ بہت ہی پیارا ہے گل۔ شکریہ۔"

"اوکے اب میں چلتی ہوں۔اللہ حافظ۔"

"اللہ حافظ "اریحہ نے نم آنکھوں سے کہااور جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی تو دروازہ بند کر دیا۔

جانتی تھی اب سے اس کی زندگی میں گل کا باب ختم ہو چکا ہے۔پر اریحہ ابھی قسمت کے کھیل کو نہیں جانتی تھی کہ آگے تقدیر اسے کہاں لے جائے گی۔ ہائے یہ تقدیر کے فیصلوں سے انجان انسان۔

یہ روحی انڈسٹریز کی دوسری برانچ تھی۔یہاں پر کام احراد سنمبھالتا تھااور کچھ عرصے سے ہانی بھی یہی پر کام کر رہا تھا۔

"میں بھی چلتا ہوں ساتھ۔"حدیر نے راحم کو کہا جو گل کو ائیر پورٹ سے لینے جانے کے لیے نکلنے ہی والا تھا۔

"نہیں یار یہ میٹنگ ضروری ہے ورنہ میں منع نا کرتا۔ تو سب وائنڈاپ کر کے سیدھا حویلی ہی آجانا۔ انکل آنٹی لوگ بھی وہیں ہوں گے۔" راحم فائل پر آخری نظر ڈالتے ہوئے بولا۔

"یار پر میں نے بھی گڑیا کو لینے جانا تھا۔" حدیر نے منہ بسورا۔

" پھر اس کمینے کو بول دے میٹنگ اٹینڈ کر لے۔ اور یہ گڑیا کہنا چھوڑ دے ہونے والی منکوحہ ہے تیری۔" اشارہ احراد کی طرف تھا۔

"شرم نہیں آتی اپنی بہن کے بارے میں یوں بولتے ہوئے۔ کہاں ہیں تیری غیرت اور نہیں لے کر جانا تو نالے کر جا۔" حدیر نے اس کے ہاتھ سے فائل جھپٹی۔

" چل میں چلتا ہوں سرحان کو بھی لینا ہے حویلی سے۔ ٹائم سے کام ختم کر کے آجانا حویلی۔" راحم نے اسکی بات اگنور کی اور گاڑی کی چابی اور موبائل ٹیبل سے لیتا ہوا دروازے کی طرف گیا۔

" اوکے۔ اللہ حافظ۔ چل حدیر صاحب کام پر لگ جا۔ فلحال ایک بھائی اور دوست کی غیرت سو گئی ہے۔" حدیر لیپ ٹاپ کھولتا ہوا بولا۔

اسنے دیکھا تھا حدیر کو خود سے دور جاتے ہوئے۔ وہ چیخ چیخ کر اسے بلا رہا تھا۔ مگر اسنے نا رکنے کی ٹھانی ہوئی تھی۔ سب کی طرح وہ بھی اسے تنہا چھوڑ کر جا رہا تھا۔ وہ اٹھ بیٹھا۔ اسکا تنفس پھولا ہوا تھا۔ دل کانوں میں دھڑک رہا تھا۔ اسنے اپنے ارد گرد دیکھا تو خود کو اپنے کمرے کے بیڈ پر پایا۔ وہ بس ایک خواب تھا۔ ہاں بس ایک بھیانک خواب۔

مگر اسے اتنا حقیقت کیوں لگا تھا کہیں۔۔۔ نہیں وہ اس سے آگے سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ وہ تقریبا بھاگتا ہوا حدیر کے کمرے کی طرف گیا۔ دروازہ کھولا تو کمرے کو خالی پایا۔ اندر کسی وجود کا نام و نشان نہیں تھا۔ اس نے رات کو خود دیکھا تھا کھڑکی سے دیر کی گاڑی کو پورچ میں کھڑی۔ وہ واپس اپمنے کمرے میں آیا اور سائیڈ ٹیبل سے موبائل پکڑ کر دیر کو کال ملائی۔ گھنٹیاں جا رہی تھیں مگر آگے سے کسی نے کال نہیں اٹھائی۔ اسنے دوبارہ ٹرائی کیا مگر جواب ندارد۔ اسنے تیزی سے گاڑی کی چابی لپکی اور پورچ میں آکر گاڑی میں بیٹھا۔ گاڑی نکال کر اسکا رخ آفس کی طرف موڑا۔ اس دوران وہ مسلسل دیر کو فون ملا رہا تھا۔ اس نے گاڑی کی سپیڈ تیز کی اور پھر فون ملایا اس بار اسنے آفس کے ریسپشن پر کال کی تھی۔ چوتھی بیل پر فون اٹھایا گیا تو اس نے بنا کوئی بعد کیے سیدھا حدیر کے بارے میں پوچھا تو

www.novelsclubb.com

اسے بتایا گیا کہ وہ تو آج آفس آیا ہی نہیں۔اس نے بغیر کچھ بولے فون بند کر دیا۔اس نے گاڑی کا رخ راحم کے آفس کی طرف کیا اور اب راحم کو فون ملایا مگر اسکا فون بزی جا رہا تھا اسکی پریشانی حد سے سواہ تھی۔ یااللہ پلیز اب نہیں وہ تھک گیا تھا اپنوں کو خود سے دور جوتے دیکھتے ہوئے۔وہ نہیں جانتا تھا کہ اسنے کتنی دفعہ فون ملائے تھے۔ نہیں جانتا تھا کہ کتنی دفعہ اس کی گاڑی ٹھکی تھی اور کتنی دفعہ ٹھکتے ٹھکتے بچی تھی۔اسے صرف اس وقت دیر کو دیکھنا تھا اس سے بات کرنی تھی۔اب کی بار اس نے راحم کے آفس کی ریسپشن پر کال ملائی۔دوسری گھنٹی پر کال اٹھائی گئی تو اس نے سید ھا حدیر کے متعلق پوچھا تو اسے تھوڑا سا انتظار کرنے کے لیے کہا گیا۔

حدیر جو میٹنگ کو تقریبا وائینڈاپ کر چکا تھا دروازے کے کھٹکنے پر اسکی طرف متوجہ ہوا۔

"کیا ہوا سارہ؟"اس نے دروازے پر ر سیپشنسٹ کو کھڑا دیکھ کر نا سمجھی سے پوچھا۔

"سوری سر ڈسٹرب کرنے کے لیے بٹ نیچے ریسپشن پر احراد سر کی کال آئی ہے وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"اس کی بات پر دیر کے ماتھے پر بل آئے۔

"ایکسکیوز می۔ سعد باقی کا دیکھ لینا۔" اس نے راحم کے سیکریٹری سعد کو باقی کا سنمبھالنے کا کہا اور میٹنگ روم سے نکل گیا۔

راد نے ریسپشن پر کیوں کال کی۔ فون پر بھی کر سکتا تھا۔ اسنے نیچے جاتے ہوئے الجھتے ہوئے سوچا اور اپنا موبائل کھولا تو نوٹیفکیشن میں راد کی تیرا کالز پر حیران ہوا۔ ریسپشن پر پہنچ کر جلدی سے فون کو کان سے لگایا۔

"ہیلو۔"

"دیر تُو تُو ٹھیک ہے نا؟ کہاں پر ہے اور میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہا تھا؟" راد کی بے چین آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی۔

"ریلیکس راد آرام سے میں بلکل ٹھیک ہوں اور میٹنگ میں تھا اس لیے کالز کا پتا نہیں لگا۔" اسنے نرمی سے راد کو شانت ہونے کا کہا۔

"تُو سچ کہہ رہا ہے؟"

"ہاں میں سچ کہہ رہا ہوں۔ کہاں ہو اس وقت؟"

www.novelsclubb.com

"میں؟" راد نے اس کے سوال پر اپنے ارد گرد دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس نے دیر کی آواز سن کر سڑک کے بیچ و بیچ بریک لگ لی تھی۔ ون وے روڈ تھا شکر ہے ٹریفک نا ہونے کے برابر تھی۔

"میں آفس سے کچھ دوری پر ہوں۔"

"تُو وہیں رہ۔ گاڑی ایک سائیڈ پر لگا دے۔ میں آرہا ہوں تیرے پاس۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تو پانی پی میں بس پانچ منٹ میں تیرے پاس آیا۔" دیر نے اسے تسلی دے کر فون رکھا اور آفس کی جانب گیا۔ آفس سے گاڑی کی چابی لے کر سارہ کو سعد کو سب سنبھالنے کے لیے کہہ کر باہر پارکنگ میں موجود گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی سڑک پر ڈال دی۔ اسے خود پر غصہ آرہا تھا۔ وہ کیوں پچھلے کچھ دنوں سے راد سے لاپرواہ رہا۔ ناراضگی تو ایک دن میں ہی ختم ہو گئی تھی۔ کل رات کو وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر دیر سے اس کے گھر جا کر سویا تھا اور صبح اس کے اٹھنے سے پہلے وہاں سے نکل گیا تھا۔ اس نے گاڑی کی سپیڈ مزید تیز کی۔

دیر کے کہنے پر اس نے گاڑی ایک سائیڈ پر لگائی اور پانی پی کر گہرے گہرے سانس لینے لگا۔ دیر کی آواز سننا کافی نہیں تھا وہ اس وقت دیر کو بس اپنے سامنے صحیح سلامت دیکھنا چاہتا تھا۔ اسنے اپنا ماتھا صاف کیا جس پر پسینا چمک رہا تھا۔ تقریباً سات منٹ بعد ایک گاڑی اسکی گاڑی کے سامنے آ کر رکی۔ وہ حدیر کی گاڑی تھی۔ راد جلدی سے باہر نکلا اور تیزی سے جا کر حدیر کو گلے لگا لیا۔ اس کی جان میں جان آئی تھی اس کو سامنے دیکھ کر۔ اگر واقع اس کو کچھ ہوا ہوتا تو۔

"تُو ٹھیک ہے؟" پوچھا گیا تھا یا خود کو کہا تھا۔

"تیرے سامنے ہوں۔" دیر نے مسکرا کر جواب دیا۔

"میں نے دیکھا تھا تجھے دور جاتے ہوئے۔ تُو بھی سب کی طرح مجھے چھوڑ کر جا رہا تھا۔ میں نے چیخ چیخ کر تجھے آوازیں بھی دی تھیں پر تُو نہیں سن رہا تھا۔ میں نے اٹھ کر تجھے اتنے فون کیے تُو نے ایک بھی نہیں اٹھایا۔ مجھے سانس نہیں آ رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی لمحہ لمحہ روح کھینچ رہا ہو۔ کبھی بھی مجھے چھوڑ کر مت جانا دیر۔ ورنہ تیرا یہ راد ختم ہو جائیگا۔ اور یوں خفا بھی مت ہونا۔" اسکو اپنے اندر بھینچتے ہوئے راد نے کہا۔

"تجھے چھوڑ کر جانے کا کبھی سوچوں گا بھی نہیں یہ خیال اپنے ذہن سے نکال دے۔اور جو تُونے کیا تھا ہمارا کیا اپنے سر لے کر اس کا کیا۔اتنی سزا تو بنتی تھی۔" دیر نے ایک تھپڑ اسکی کمر پر رسید کیا۔

"بہت سخت سزا تھی۔یہ سزا اب مت دینا۔راحم بھی تیرے ساتھ تھا؟اسکو بھی اتنے فون کئے نمبر بزی جا رہا تھا۔"

"بھول گیا آج گڑیا نے آنا تھا۔اسی کو ائیر پورٹ لینے گیا تھا۔اب تو حویلی بھی پہنچ گیا ہو گا۔ہم نے بھی وہیں جانا ہے۔" دیر نے کلائی پر موجود گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

"میں نے بھی جانا تھا لینے۔" راد خفا ہوا۔

"بہت شوق سے تجھے ساتھ لے کر جاتا وہ۔" دیر نے اسے لتاڑا اور اسکی گاڑی کا معائنہ کیا جس پر تین مختلف جگہ پر ڈینٹ پڑے ہوئے تھے۔اس نے افسوس بھری نظروں سے راد کو دیکھا کم گھورا زیادہ تھا جو خجل سا ہو کر اپنا بایاں کان کھجا رہا تھا۔

" میری گاڑی میں بیٹھ۔ کسی کو کہتا ہوں اس کی رپیئرنگ کروانے لے کر جانے کے لیے۔" دیر نے دانت پیستے ہوئے کہا اور پھر جا کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔راد بھی بیٹھا تو

www.novelsclubb.com

دیر نے گاڑی سڑک پر ڈال دی۔ آسمان پر اڑتے پرندوں نے دیکھا ایک گاڑی وہیں کھڑی تھی اور دوسری اپنی منزل کی طرف چل پڑی تھی۔

وہ اپنا بیگ پکڑے ادھر ادھر اپنے بھائیوں کو تلاش کر رہی تھی۔ اس کو مزید مشقت نہیں کرنی پڑی جب اس کی نظر راحم اور اس کے ساتھ کھڑے سرحان پر پڑی۔ انہوں نے بھی اسے دیکھ لیا تھا۔ وہ بھاگ کر ان تک پہنچی اور راحم کے گلے لگ گئی۔

"آئی مسڈ یو بھائی۔" اس کی آواز میں نمی کا عنصر شامل تھا۔

"بھائی نے بھی اپنی گڑیا کو بہت یاد کیا۔" سرحان نے دونوں بہن بھائی کو دیکھا بولا۔

"آپ دونوں بہن بھائی ہیں نا کہ لیلہ مجنوں۔"

اس کے کہنے پر راحم گل سے علیحدہ ہوا اور اس کے سر پر ایک چپت لگائی۔

"استغفر اللہ۔ بولنے سے پہلے سوچ تو لیا کر۔"

"کیسی ہو چھپکلی؟" سرحان نے گل سے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں چھچھوندر اپنی سناؤ۔" گل نے بھی حساب برابر کیا۔

"گھر جا کر لڑ لینا یہاں پر تو لحاظ کر لو۔" راحم نے گل کا بیگ پکڑتے ہوئے دونوں کو جھڑکا۔

گاڑی کی طرف جاتے ہوئے ہانی نے پیچھے سے گل کے حجاب کے اندر سے بال کھینچے تو گل نے اس کے بازو پر تھپڑ مارا۔ راحم کے مڑ کر دیکھنے پر دونوں سیدھے ہو گئے۔

"بھائی راد بھائی اور دیر بھائی نہیں آئے؟" گل نے متلاشی نظریں گھما کر راحم سے پوچھا۔

"نہیں صرف ہم دونوں آئے ہیں۔ دیر کو میٹنگ پر جانا تھا اس لیے وہ نہیں آیا۔" راحم بیگ ڈگی میں رکھا۔

"اور راد بھائی؟ وہ کیوں نہیں آئے؟"

"پتا نہیں۔" یہ کہہ کر راحم ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور ان دونوں کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

گل فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی پہلے ہانی خود آگے بیٹھنے کے لیے بولنے لگا مگر گل کے کافی دنوں بعد آنے سے خاموش ہو کر شرافت سے پیچھے بیٹھ گیا۔

"کیا مطلب پتا نہیں؟" گل کے پوچھنے پر راحم خاموش رہا تو گل نے فرنٹ مرر سے ہانی سے کیا ہوا کا اشارہ کیا جس پر ہانی نے خود پوچھ لو کا کہا۔

"آپ دونوں کا جھگڑا ہوا ہے کیا؟" گل نے اس کی طرف گھومتے ہوئے سوال کیا جو خاموشی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

"کب سے ہوا ہے؟" گل نے راحم کی خاموشی کو ہاں میں سمجھتے ہوئے اگلا سوال کیا۔

"تقریباً دو ہفتے ہونے والے ہیں۔" ہانی نے انگلیوں پر گن کر بتایا۔

"دو ہفتے۔ بھائی آر یو سیریس؟" گل تو اپنی جگہ سے اچھلی تھی دو ہفتوں کا سن کر۔

"ہمم لگتا ہے اس بار کافی سیریس وجہ ہے۔" اب گل نے اپنا رخ ہانی کی طرف موڑا۔ جانتی تھی راحم نے کچھ نہیں بتانا۔

"اور تم۔ تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا تھا فون پر اور آپ تینوں میں سے کسی نے بھی نہیں بتایا مجھے۔" گل نے ماتھے پر بل ڈال کر دونوں سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے تمہارے تینوں بھائیوں نے الگ الگ تمہیں بتانے سے منع کیا تھا۔" ہانی نے نا بتانے کی وجہ بتائی۔

"ہانی نے بھی نہیں بتایا۔" گل کا اشارہ حانم کی طرف تھا۔

"اسکو بھی منع کیا ہو گا ان سب نے۔"

"اچھا بتاؤ کہ غلطی کس کی تھی؟" راحم نے دونوں کو فرنٹ مرر سے دیکھا۔ گل تقریباً آدھی پیچھے تھی اور آدھی اپنی سیٹ پر ہلکی سے جھٹکے سے اس نے نیچے گر جانا تھا اور ہانی وہ سیٹ پر پھیل کر بیٹھا تھا۔

"غلطی۔۔ایک منٹ ایک منٹ میں کیوں تمہیں اتنی آسانی سے سب بتا رہا ہوں۔ پہلے مجھے یہ بتاؤ کیا دو گی مجھے اس ساری انفارمیشن بتانے پر؟" سرحان نے رک کر گل سے اپنی فیس مانگی۔

"ہو تو تم اتنے ہی ندیدے پہلے کی طرح۔ ذرا جو تم میں شرم آئی ہو۔" گل نے دانت پیسے۔

"کوئی نا میں نہیں بتا رہا۔" ہانی نے سکون سے ٹیک لگائی۔

"پرفیوم لائی ہوں لے لینا وہ۔" گل کا دل کیا کہ اسکو گاڑی سے دھکا دے دے مگر وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی۔

"آفر پسند آئی اس بندے کو۔" ہانی نے سر کو خم کر کے کہا۔

"اب بتاؤ شرافت سے کہ کس کی غلطی تھی؟"

"بگ برو کی۔"

"ہاں تو میرے بھائی نے کونسا ان کو بخش دیا ہوگا۔ دو تین تو ہاتھ چلائے ہی ہوں گے۔" گل راحم کو خونخوار نظروں سے دیکھ کر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ گل کی اس بات پر راحم نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔ کتنے اچھے سے جانتی تھی وہ اپنے بھائی کو۔ البتہ باقی کا سفر خاموشی سے طے ہوا تھا۔

راحم گل کا بیگ پکڑے حویلی کے اندرونی حصے میں داخل ہونے لگا تو کسی نے اسکا بازو پکڑ لیا۔ اس مڑ کر دیکھا تو گل اسکے بازو کو جکڑے کھڑی تھی۔

"کیا ہوا گڑیا؟" اس نے ناسمجھی سے سوال کیا۔

"بھائی! بی جی؟" گل نے خوفزدہ سی آواز میں پوچھا۔

"کچھ نہیں کہتی بی جی۔ میں کہہ رہا ہوں نا کی وہ کچھ نہیں کہیں گی۔"

"مگر وہ خفا ہیں."

"نہیں ہے خفا۔ بھلا وہ اپنی گل احمر سے خفا ہو سکتی ہیں؟ نہیں نا۔ جسٹ ریلیکس۔" اسنے نرمی سے گل کے کندھے سہلائے۔ اور گل نے اثبات میں سر ہلایا۔

راحم حویلی کے اندر داخل ہوا۔ اور سرحان اس کو چڑانے والے انداز میں بولا۔

"آج تو چھپکلی کہ خیر نہیں۔" اور سیٹی پر مزے سے کوئی دھن بجاتا راحم کے پیچھے چلا گیا۔ گل نے بھی ایک گہرا سانس لے کر ان کی تقلید میں قدم بڑھائے۔

اسنے لاؤنج میں داخل ہو کر بلند آواز میں سب جو سلام کیا۔ سب سے پہلے فاریہ خان نے اپنی بھتیجی کو گلے لگایا اور پیار کیا۔ پھر زکیہ بیگم اپنی بیٹی سے ملیں۔ باری باری سب سے مل کر وہ بی جی کی طرف آئی جو اسے بہت سنجیدہ لگ رہی تھیں۔ وہ ہاتھوں کو باہم ملائے جز بز سی ہوئی ان کے سامنے کھڑی تھی جو کڑے تیوروں سے اسے دیکھ رہیں تھی۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ بولے تو بات کہاں سے شروع کرے۔ سب خاموشی سے انہی کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"ب۔ بی جی۔" اس نے ہمت کر کے ان کو مخاطب کیا۔

"کیا بی جی۔ سب سے ملے گی اپنی بی جی کے گلے لگ کر انکے سینے کو ٹھنڈک نہیں پہنچائے گی۔" بی جی نے کڑک انداز سے کہا۔

بی جی کی بات سن کر سب کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ جیسے ہی گل نے بی جی کی بات سنی تو کب کا رکا ہوا سانس بہال کیا اور لپک کر بی جی کے سینے سے لگ گئی اور رونا شروع کر دیا۔

"ارے رو کیوں رہی ہے۔" بی جی اسکے ہچکیوں کے ساتھ رونے پر تفکر سے پوچھا۔

"بی جانی مجھے آپکی بہت یاد آئی تھی۔" گل پیار سے انہیں بی جانی بھی کہتی تھی۔

"اگر یاد آتی ہوتی اپنی بی جانی کی تو دن میں دو دفعہ فون کرتی ہوتی۔ پتا ہے کہ بس مکھن لگا رہی ہے مجھے۔" بی جی نے منہ بنا کر کہا تو گل روتے روتے ہنس دی۔

سرحان جو راحم کے ساتھ صوفے پر بیٹھا تھا راحم کی طرف جھک کر انگلی پر الٹی گنتی کرنے لگا۔

"تین دو ایک" اور پھر دونوں نے بی جی کی طرف دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"چل فاریہ جا جا کر چائے لا اور جا گل جا کر منہ ہاتھ دھو کر آ۔" ان کے کہنے پر سرحان نے دانت نکالے اور راحم کے آگے ہاتھ پھیلایا تو راحم نے دانت پیس کر جیب سے پانچ سو کا نوٹ نکال کر اسکے ہاتھ پر رکھ دیا۔ ہر بار کی طرح اس بار بھی سرحان کی ٹائمنگ بلکل درست ثابت ہوئی تھی۔

کھانے پینے سے فارغ ہو کر خان حویلی میں چائے کا دور چل رہا تھا جب لاؤنج میں حدیر اور احراد داخل ہوئے۔ سب نے انکے سلام کا جواب دیا تو گل دوڑتی ہوئی آئی اور راد کے سامنے اپنا سر آگے کیا۔ اسکی اس حرکت پر سب ہنس دیے۔ باری باری دونوں سے پیار لے کر وہ راد کے پاس سرگوشیانا انداز میں بولی۔

"ٹینشن نہیں لینی راد بھائی گل آگئی ہے اب۔" اسکی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے راد نے مسکرا کر اپنے سینے پر ایک ہاتھ رکھ کر اسے شکریہ کہا۔

www.novelsclubb.com

زکیہ بیگم نے راد اور دیر کو کھانے کے لیے کچن میں اپنے ساتھ آنے کا کہا تو دونوں سب کو معذرت کر کے اس طرف چل دیے۔ راد نے جاتے ہوئے راحم کو دیکھا جو صنان سے کسی

بات پر بحث کر رہا تھا۔ دیر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو راداسے بے بسی سے دیکھتا رہ گیا۔

مہرین بیگم چائے پیتے ہوئے ایک کتاب کا مطالعہ کر رہی تھیں جب ان کے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔ انہوں نے کتاب ایک طرف رکھتے ہوئے گھڑی پر نظر ڈالی جو رات کے گیارہ بجا رہی تھی۔ عموماً اس وقت تک سب اپنے اپنے کمروں میں جا چکے ہوتے ہیں۔ مہرین بیگم نے دروازہ کھٹکھٹانے والے کو اندر آنے کی اجازت دی۔ اجازت ملنے پر فاریہ خان دروازہ کھول کر اندر آئیں اور آہستہ آواز میں بی جی کو سلام کیا۔

"سب خیریت ہے نا فاریہ؟ اس وقت؟" بی جی نے سلام کا جواب دے کر تشویش سے آنے کی وجہ پوچھی۔

www.novelsclubb.com

"کیوں بی جی کیا میں اس وقت آپ کے کمرے کا دروازہ نہیں کھٹکھٹا سکتی؟ یا اس وقت آپ کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹانا آپ کو کسی کی یاد دلاتا ہے؟" مہرین بیگم نے دیکھا تھا کہ فاریہ خان کی آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی موجود تھی۔

"کیوں نہیں۔ بلکل کھٹکھٹا سکتی ہو۔ مہرین بیگم کے کمرے کا دروازہ ہمیشہ اس کے جگر گوشوں کے لیے کھلا رہے گا۔" انہوں نے پہلی بات کا جواب دیا۔

"مت بولا کریں ایسے الفاظ بی جی جن کی کوئی تعبیر نا ہو۔ وقت آنے پر جن کے معنی پلٹ دیے جائیں۔ مت بولا کریں ایسے حروف جن کو بول کر بعد میں آپ مکر ہی جائیں اور جن کو بھلا کر آپ کسی بھیانک ماضی کو مستقبل میں ہمیشہ اپنے پچھتاوے کا سبب بنائیں۔ اسی میں آپ کی بھلائی ہے۔" فاریہ خان کی آنکھوں کے ساتھ ساتھ آواز میں بھی تکلیف تھی۔ ٹھیک کہا۔ نہیں بولنے چاہیے ہمیں وہ الفاظ جو کسی دوسرے انسان کو کوئی امید تھمائیں۔ اور جب وقت آئے ان الفاظ کو حقیقت کا روپ دینے کا تو ان کے وجود کا سرے سے ہی غائب کر دیا جائے۔ جس کی وجہ سے کسی دوسرے انسان کی امیدیں کرچی کرچی ہو جائیں جو ساری زندگی پھر انہیں سمیٹتا رہے اور خود کے ہاتھ زخمی کر ڈالے۔

www.novelsclubb.com

"کیا کہہ رہی ہے فاریہ؟ کیا ہوا ہے؟ مت کر ایسی باتیں۔" مہرین بیگم بھی اپنی بیٹی کی تکلیف پر تڑپ اُٹھیں۔

"بی جی جس طرح آج آپ نے ہماری گل کو اپنے سینے سے لگایا تھا کاش برسوں پہلے بھی آپ اسی طرح داراب کی لاڈلی کے لیے اپنے بازؤں کو وا کر لیتیں۔ پھر شاید آج سب کچھ بدلا ہوتا۔ سب اس سے بھی زیادہ حسین ہوتا۔ کبھی بھی ہم میں سے کسی کو بھی اپنے چہروں پر مصنوعی مسکان نالانی پڑتی۔ میں گلہ نہیں کر رہی اور نا مجھے حسد ہو رہا ہے مگر جب پہلے آپنے اپنے دل کو پتھر ظاہر کیا تھا تو آج کیوں وہ دل پگھل گیا۔ میں یہ نہیں کہہ رہی کہ تب وہاں صرف آپ تھیں بلکہ میں بھی تب وہاں تھی اور آج بھی یہاں ہوں اُس سب میں میں بھی برابر کی شریک تھی مگر بڑی تو آپ ہی تھیں نا۔ اس وقت صرف آپ ہی داجی کے سامنے بول سکتی تھیں نا۔ اگر آج سب صحیح ہوا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ تب آپکے اور اسکی لاڈلی کے ساتھ زیادتی ہوئی تھی نا۔" شاید آج فاریہ خان کی بس ہو گئی تھی شاید وہ تھک گئی تھیں۔ یا وہ بی جی کو سب کچھ اپنے اندر رکھتے دیکھتے ہوئے تڑپ گئی تھیں۔ جو بھی تھا مگر مہرین بیگم کو جگانے کے لیے کافی تھا۔

"بس کر دیں ماں سب یادوں کو سینے میں دفن کرنا۔ کیوں کھل کر انکا اظہار نہیں کرتیں آپ۔ یہ سب آپ کا حق ہے۔ کوئی نہیں روکے گا آپکو۔" فاریہ خان یہ کہہ کر کمرے سے

جیسے آئی تھیں ویسے ہی چلی گئیں۔اور پیچھے عرصے بعد مہرین بیگم کی چائے نے مہرین بیگم کواپنے جگر گوشوں کے لیے کھل کر ہچکیوں کے ساتھ روتا ہوا دیکھا تھا۔

وقت کا کام ہوتا ہے گزرنا تو وہ گزر ہی رہا تھا بنا کسی قید کے۔حانم کو جس دن کا بے صبری سے انتظار تھا وہ آخر کار آ ہی گیا تھا۔یہ دن خان حویلی میں خوشیوں کا سیلاب لایا تھا۔جی بلکل آج جمعہ تھا یعنی حدیر اور گل احمر کا نکاح۔خان حویلی کو باہر اور اندر دونوں جو سفید رنگ کے خوبصورت پھولوں کے ساتھ سجایا گیا تھا۔اوران پھولوں کی خواہش ہماری گل میڈم نے ہی کی تھی۔جس پر بی جی کی طرف سے اسے بھرپور قسم کی عزت افزائی بھی ملی تھی مگر ساری ینگ پارٹی ایک طرف تھی تو پھر بڑوں کو ان کی ہی ماننی پڑی۔لاؤنج کو خوبصورت طریقے سے سجایا گیا تھا اور اسے سفید رنگ کی ستاروں والی چادر سے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔حویلی کی سجاوٹ سب لڑکوں نے ہی کی تھی جس میں حدیر بھی شامل تھا جسے راحم اور راد نے لتاڑ کر شامل کیا تھا۔اور ہمارے ہانی صاحب کے حصے کے آدھے کام بھی راد نے ہی کیے تھے۔بقول راد کے کہ وہ ابھی بچہ ہے۔اس بات پر جب بھی دیر انصاف کے لیے آواز اٹھاتا تو نتیجتاً راد کے ہاتھ کا ایک تھپڑ رسید ہوتا۔انکی نوک جھونک پر

www.novelsclubb.com

سب ہنس پڑتے۔البتہ راحم اب تک راد کو اگنور کر رہا تھا جس کو نوٹ کرتی حانم اور دیر نے سب ٹھیک ہو جائے گا کی تسلی اسے دے دی تھی۔

سب تیاریاں مکمل تھیں بس انتظار تھا تو صرف دولہے صاحب کا جو آخری وقت پر ناجانے کہاں غائب ہو گئے تھے۔راد اور راحم پریشانی سے الگ الگ اسے کالز کر رہے تھے جو وہ اٹھانے کی زحمت نہیں کر رہو تھا۔راد کو تو رہ رہ کر حدیر پر غصہ آرہا تھا۔اس سب میں حانم نے گل کو شرارت بھری نظروں سے دیکھا تو گل کو اداس دیکھ کر اسکے ہونٹوں سے مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"کیا ہوا گل؟ کیوں اداس ہو؟"

"کچھ نہیں۔بس ایسے ہی۔"گل نے آنکھ کا کونا صاف کرتے ہوئے کہا۔

"ایسے بھی کیوں؟ بتاؤ کیا بات ہے ورنہ میں بی جی کو بولوں؟"ہانی نے آخر میں دھمکی آمیز لہجے میں بولا۔

"وہ مجھے بس اپنی دوست کی یاد آرہی تھی۔"

www.novelsclubb.com

"اوہ۔مت اداس ہو۔اگر اسے پتا لگ گیا کہ اپنے اتنے خوشی کے موقع پر تم اسے یاد کر کے اداس تھی تو کیا وہ خوش ہو گی؟" گل نے سنجیدگی سے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

گل نے اپنے خیال میں اس بارے میں سوچا تو اریحہ سے خود کو پیٹتے ہوئے پایا۔اس بات پر گل بے ساختہ ہنس دی۔

"وہ خوش نہیں ہو گی بلکہ مجھے پیٹے گی۔" اسنے ہانی کو بتایا تو ہانی بھی ہنس دی۔

"تو بس پھر چھوڑو اداسی اور اپنے حال پر رحم کھالو۔" اسکی بات پر دونوں ہنس دیں۔ دونوں کو بے شرموں کی طرح ہنستے دیکھ کر زکیہ بیگم نے ان کو سخت گھوری دکھائی تو دونوں کی ہنسی کو بریک لگی۔

راد باہر لان میں کھڑا اضطرابی حالت میں فون کان سے لگائے ادھر ادھر چکر لگا رہا تھا جب اس کے فون پر میسج کی ٹون بجی۔دیر کا میسج دیکھ کر فوراً اس نے ین باکس کھولا اور میسج پڑھ کر اندر کی طرف لپکا۔وہ تقریباً بھاگتا ہوا راحم کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آیا۔اس نے ادھر ادھر دیکھا تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔وہ مڑ کر باہر جانے لگا جب راحم بھی اسی کے

انداز میں کمرے میں داخل ہوا۔دونوں نے نا سمجھی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور راد نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ باہر سے دروازہ بند ہوا۔اس سے پہلے وہ دونوں کچھ سمجھتے ان کو دروزہ لاک ہونے کی آواز آئی۔ وہ دونوں دروازے کے پاس آئے اور دروازہ بجانے لگے۔

"یہ کیا حرکت ہے؟ کھولو دروازہ۔ہانی یہ مزاق کا وقت نہیں ہے یار۔"راد نے اونچی آواز میں کہا۔

"نا بھائی لوگ اب یہ دروازہ نہیں کھلنے والا۔یہ تب ہی کھلے گا جب تم دونوں شریفوں کی طرح صلح صفائی کرلو۔"دروازے کے اس طرف سے دیر کی آواز آئی۔ساتھ کھڑے ہانی نے منہ بنایا۔"ضروری نہیں کہ ہر بار ایسی حرکتیں میں ہی کروں بگ برو۔"

"یہ کیا حرکت کی ہے دیر۔ٹائم دیکھو سب نیچے پریشان ہورہے ہیں اور تمہیں یہ سب سوجھ رہا ہے۔"راحم کا پارہ ہائی ہو چکا تھا۔

"دیکھ راحم کہا نا کہ کچھ بھی کہہ لو میں نہیں کھولوں گا جب تک تم دونوں سیٹ نا ہو جاؤ مطلب کہ تم راد کو معاف نا کردو۔اور جہاں تک بات ہے باقی سب کی تو سب کو پتا ہے

کوئی پریشان نہیں ہے۔ آرام سے تم دونوں آپس کا معاملہ سیٹ کرو بنا ہاتھ پاؤں استعمال کیے۔ چلو گائز ہم تو چلیں اور ہاں جب سب کلئیر ہو جائے تو کال کر دینا۔" دیر مزے سے کہہ کر حانم ہانی کو لے کر وہاں سے چلا گیا۔

جب وہ لوگ چلے گئے تو راحم نے ایک گہری سانس لے کر راد کو دیکھا جو دیوار کے ساتھ ٹیک لگا چکا تھا۔

" دیکھ کر لے بات نہیں کھولے گا وہ دروازہ پتا تو ہے تجھے۔" راد نے کہا۔ اسکی بات پر راحم اسے مشکوک نظروں سے دیکھنے لگا۔

"م میں اس سب میں شامل نہیں ہوں۔ مجھے تو اس سب کا پتا ہی نہیں تھا۔" راد نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اپنی صفائی پیش کی۔

"راحم بھول جا نا سب۔ سوچ کہ تجھے کچھ پتا ہی نہیں۔" راد نے اسکے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا جو بیڈ پر چپ چاپ بیٹھ چکا تھا۔

" بھولنا اتنا آسان ہے راد؟" راحم نے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کہا تو راد نے اپنی نظریں چرائیں۔

"ہاں۔شاید نہیں۔"

"دوبارہ ایسا نہیں کریگا؟"راحم نے یقین دہانی چاہی۔راحم کی بات پر مسکراہٹ نے راد کے لبوں کو چھوا۔

"جب جب موقع ملے گا ایسا ہی کرونگا۔"راد نے بناڈرے کہا۔

"یہی بات نہیں پسند مجھے تیری۔"راحم نے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔

"ضروری نہیں کہ ہر انسان کی ہر بات پسند کی جائے۔"راد کے اطمینان میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

"کتنے دن رہ کر آیا تھا جیل میں؟"

"کیوں تجھے بھی رہنا ہے؟"

www.novelsclubb.com

"میں مزاق کے موڈ میں نہیں ہوں احراد۔"

"میں تمہیں یہاں ناچتا ہوا دکھ رہا ہوں؟"

"صرف اسی کی کمی دکھ رہی ہے مجھے۔"

"اچھا بس کر۔ کال کر دیر کو۔"

"دل کر رہا کہ تیرے منہ کا نقشہ بگاڑ دوں مگر میں نہیں چاہتا کہ دوست کے نکاح میں تو اس حلیے میں رہے۔"

"کہہ ایسے رہا ہے کہ پہلے ہاتھ بھی نہیں لگایا ہو۔"

راحم سر جھٹک کر دیر کو کال ملانے لگا۔

اس کے بعد حدیر ارتسام خان اور گل احمر خان کا نکاح بنا کسی دیر کے سر انجام دیا گیا۔ گل نے خوبصورت اور نفیس سی سلور اور سفید رنگ کی پاؤں تک آتی فراک زیب تن کی ہوئی تھی اور حدیر نے بھی سفید رنگ کا کرتا شلوار پہنا ہوا تھا۔ مہمانوں میں صرف خاص رشتہ داروں اور خاص دوستوں کو مدعو کیا گیا تھا۔ سب کھانے میں مصروف تھے جب راحم اور احراد سرحان اور اسکے ساتھ کھڑے لڑکے کے پاس آئے۔

"ارے آبان کیسے ہو؟ اور تم نے تو کہا تھا کہ بس پندرہ دن کی چھٹیوں پر جا رہے ہو؟" راد نے سرحان کے ساتھ کھڑے لڑکے سے کہا جو یقیناً سرحان کا دوست تھا۔

"بس بھائی گیا تو پندرہ دن کے لیے ہی تھا مگر وہاں کچھ اور بھی ضروری کام نکل آئے۔ آج صبح ہی آیا ہوں۔" آبان نے خوش اخلاقی سے کہا۔

" اچھا ہوا کہ آگئے ورنہ ہم اسکو برداشت کرتے کرتے تھک گئے تھے۔" راحم نے سرحان کے بارے میں کہا۔

"میری چھوڑو اپنی بتاؤ ابھی صبح تک برو کی شکل دیکھنے کے روادار نہیں تھے اور اب دیکھو کیسے ان کے کندھوں پر بازو ڈال کر منڈلا رہے ہیں۔" سرحان کہاں پیچھے رہنے والا تھا۔

"اور تو جو روٹھی محبوبہ کی طرح میرے میسجز اور کالز کا جواب نہیں دے رہا تھا کہ اب جب میں واپس آؤں گا تو ہی تو مجھ سے بات کرے گا۔" آبان بھی بول پڑا۔

"ابے سالے تو نے میری سائیڈ لینی تھی۔" آبان کی بات پر سرحان نے دانت پیسے۔

"اوہ سوری میں نے کچھ نہیں کہا۔" آبان کے فوراً کہنے پر تینوں ہنس دیے تو وہ بھی ان کے ساتھ ہنس دیا۔

تمام کاموں سے فارغ ہو کر سب اپنے اپنے گھروں کو چل دیے۔ ایک خوبصورت دن کا اختتام بھی خوبصورت ہی ہوا تھا بنا کسی رنجش کے۔ آنے والے مرحلوں سے بے خبر۔

دن گزرتے گئے گزرتے گئے گزرتے گئے کہ کسی کو وقت گزرنے کا پتا ہی نا چلا۔ سڑک پر اکا دکا گاڑیاں گزر رہی تھیں۔ ایسے میں ایک گاڑی متوازن رفتار سے سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ کہ اچانک صنان کو گاڑی کی بریک لگانی پڑی کیونکہ سامنے والی گاڑی آگے آنے والی بلی کو بچانے کے چکر میں ڈگمگاتے ہوئے درخت پر جا لگی۔ صنان فوراً گاڑی سائیڈ پر لگا کر باہر نکلا اور بھاگتے ہوئے اس گاڑی کی طرف گیا۔

"سر آپ ٹھیک ہیں؟" صنان نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے شخص کو سیدھا کیا۔

"آپ؟" اسنے حیرانگی سے سامنے والے کو دیکھا۔

آبی کو تو دو منٹ تک کچھ سمجھ نا آیا کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہے۔ اسے ہوش تب آیا جب کسی نے اسکا کندھا ہلایا۔

"مسٹر دریاب آپ ٹھیک ہیں؟ ہاسپٹل چلیں اگر زیادہ لگی ہے تو؟" صنان نے دریاب کے ماتھے کی طرف دیکھ کر کہا جہاں ہلکا سا نشان پڑا تھا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں میں ٹھیک ہوں۔زیادہ نہیں لگی۔آل فائن۔"آبی گاڑی سے نکلا۔سر میں ہلکی ہلکی ٹیسین اٹھ رہی تھیں۔

"چلیں پھر میں آپکو گھر ڈراپ کر دوں۔"

"اٹس اوکے میں مینج کر لوں گا۔آپ اپنے کام سے لیٹ ہو رہے ہوں گے۔"آبی نے کہا۔

"دیکھیں میں اپنے گھر ہی جا رہا تھا اور آپ کی گاڑی بھی ڈیمج ہے۔اور ویسے بھی اب ہم نے ساتھ ہی کام کرنا ہے۔"صنان نے آبی کو راضی کرنے کی کوشش کی۔

"ٹھیک ہے چلتا ہوں۔"آخر کار آبی کو ہار ماننا پڑی۔

صنان نے آبی کے لیے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا اور پھر خود بھی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

www.novelsclubb.com

گاڑی احتشام ہاؤس کے سامنے رکی تو آبی نے صنان کو بھی اندر آنے کی دعوت دی جس نے اندر جانے سے انکار کر دیا مگر آبی کے بہت اسرار پر وہ راضی ہو گیا۔

"مجھے اچھا لگے گا اگر تم بھی میرے ساتھ اندر چلو گے۔یقین کرو بہت اچھی چائے پینے کو ملے گی۔"آبی کی بات پر صنان ہنس دیا۔اس دوران ان کی بہت اچھی بے تکلفی ہو گئی تھی۔

قرہ لان میں ننگے پاؤں گھاس پر چل رہی تھی جب آبی اور اسکے ساتھ ایک اور مرد اندر داخل ہوا۔

"آبی سب خیریت؟آج تم جلدی آ گئے۔"قرہ ان کی طرف آتے ہوئے بولی۔

"ہاں بس گاڑی لگ گئی تھی تو انہوں نے مجھے لفٹ دے دی۔یہ وہی ہیں جن کے ساتھ پچھلے دنوں کانٹریکٹ سائن ہوا تھا صنان خان۔"آبی نے تفصیل سے بتایا تو قرہ کے ہونٹ اوہ والے انداز میں سکڑے۔

"اچھا لگا آپ سے ملکر مسٹر صنان۔"قرہ نے صنان کو دیکھ کر کہا جو بہت غور سے قرہ کو دیکھ رہا تھا۔

"میں ڈرائینگ روم میں لے کر جاتا ہوں تم جا کر خالہ سے کہہ کر چائے وغیرہ کا کہہ دو۔" آبی نے قرہ سے کہا اور صنان کو لے کر اندر کی جانب بڑھ گیا۔

"بہت بہت شکریہ بیٹا آپ نے اسکی مدد کی۔ بہت تعریفیں بھی سنی تھیں آپ کے بارے میں آپی اور احتشام سے۔" ازکیہ بیگم صنان کا شکریہ ادا کر رہی تھیں جب فریحہ خان چائے کی ٹرالی لے کر ڈرائینگ روم میں داخل ہوئیں۔ فریحہ خان نے ٹرالی میں سے سب اٹھا کر ٹیبل پر رکھا اور صنان کو شفقت سے سلام کیا جو یک ٹک انہیں ہی دیکھی جا رہا تھا۔ پھر اچانک اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ سب نا سمجھی سے اسے ہی دیکھ رہے تھے کہ اچانک وہ آگے بڑھا اور فریحہ خان کے گلے لگ گیا۔

"آئی مس یو آلاٹ فیری۔" صنان نے رندھی ہوئی آواز سے کہا۔

سب دم سادھے دونوں کو دیکھ رہے تھے اور فریحہ خان وہ تو یہ الفاظ سن کر سکتے اور شاک کی ملی جلی کیفیت میں آگئی تھی۔

www.novelsclubb.com

ماضی (انیتس سال پہلے):

خان حویلی پیار و محبت کی زندہ مثال تھی۔اس میں شہیر خان اپنی زوجہ مہرین بیگم کے ساتھ اپنی اولاد کے ساتھ خوشحالی کی زندگی گزار رہے تھے۔ان کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ بڑے بیٹے زمان شادی شدہ تھے ان کا تب ایک بیٹا صنان تھا۔ چھوٹا بیٹا داراب اپنی پڑھائی مکمل کر رہا تھا۔ بڑی بیٹی فاریہ بھی اپنے گھر کی ہو گئی تھیں۔ چھوٹی بیٹی فریحہ خان بھی کالج میں زیرِ تعلیم تھی۔فریحہ خان اس حویلی کی لاڈلی تھی۔خاص طور پر اپنے چھوٹے بھائی داراب کی تو اس میں جان بستی تھی۔پوری حویلی ان دونوں بہن بھائی کے قہقہوں سے گونجا کرتی تھی۔ بڑی بہن اس کی بہن کم سہیلی زیادہ تھی۔پھر ایک دن اس حویلی کے مکینوں کو کسی کی نظر لگ گئی۔اس حویلی کے اصول اس حویلی کی خوشیوں کو نگل گئے۔ فریحہ خان کا انٹر کا رزلٹ آیا تو اس نے مزید پڑھنے کی خواہش کی۔داجی نے صاف لفظوں میں انکار کر دیا۔بی جی اور فاریہ نے بھی اسے پیار سے سمجھایا مگر وہ نامانی۔داراب خان کو جب اپنی لاڈلی کی خواہش کا پتا چلا تو وہ سیدھا داجی کے پاس گئے اور اپنی بہن کی حمایت میں بولے۔داراب خان کسی بھی اصولوں کو نہیں مانتے تھے۔ایک دن انکی یہ بحث تلخ کلامی میں بدل گئی۔سب دم سادھے باپ بیٹے کو بولتا دیکھ رہے تھے۔داراب خان کی ضد اور اپنی انا نے داجی کو ایک فیصلہ لینے پر مجبور کر دیا کہ اگر وہ اپنے مؤقف سے پیچھے نہیں ہٹیں

گے تو وہ اپنی بہن کو لے کر اس حویلی سے ہمیشہ کے لیے جا سکتے ہیں۔اس فیصلے پر فاریہ خان نے دھل کر اپنے باپ کی طرف دیکھا۔ان دنوں ان کے شوہر ملک سے باہر گئے ہوئے تھے۔داراب نے یہ فیصلہ سن کر مہرین بیگم کی طرف دیکھا مگر وہ بھی خاموش رہیں۔تو اس نے فریحہ کو لے کر یہاں سے جانے کا فیصلہ کیا۔فریحہ خان باپ کے اس سنگدل فیصلے پر ساکت ہو گئی تھی۔پھر اس کے بعد وہ ہوا جو کاش کبھی نا ہوتا۔خان حویلی کا ایک سپوت لاڈلی کو لے کر اس حویلی کے اصولوں اور روایات کو اپنے پیروں تلے روندتا ہوا حویلی کبھی نا واپس آنے کے لیے چلا گیا۔اس دن فاریہ خان کو حویلی کی دیواریں چیختی ہوئی محسوس ہوئیں تھی۔داراب کسی سے مل کر نہیں گیا تھا سوائے اپنے بھتیجے کے۔

"کیسی ہیں آپ؟"صنان نے فریحہ خان کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔

www.novelsclubb.com

"تم تم ص صنان ہو میرے صنان؟"فریحہ کو جیسے یقین نہیں آیا تھا۔

"ہاں میں آپ کا صنان ہوں۔"

"بھابھی دیکھیں یہ میرا صنان ہے۔ میرے بھائی کا بیٹا۔" فریحہ خان کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو آ گئے تھے۔

" چلیں بہت ہو گئی دوریاں۔ اب آپ میرے ساتھ حویلی چلیں گی۔ اور چاچو کہاں ہیں وہ بھی میرے ساتھ چلیں گے۔ سب انتظار کرتے ہیں آپ لوگوں کا۔" صنان نے ضد کی۔

"تمہارے چاچو اور چاچی ایک کار حادثے میں انتوال ہو گیا تھا صنان۔" داراب کے ذکر پر فریحہ کی آنکھوں سے آنسو نکلا۔ ڈرائینگ روم میں بیٹھے آبی تاشی از کیہ اور قرہ خاموشی سے دونوں کو سن رہے تھے۔

اپنے چاچو کا سن کر صنان کو تکلیف ہوئی۔

"یہ دیکھو قرہ تمہارے چاچو کی پری۔ بلکل داراب بھائی پر گئی ہے نا۔" فریحہ خان نے قرہ کو صنان کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں سیم چاچو جیسی ہے۔ میں بھی کہوں کہ یہ کس اپنے سے اتنا ملتی ہے۔" صنان نے قرہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"بہت باتیں ہو گئیں باقی حویلی جا کر کریں گے۔" صنان نے فریحہ خان کا ہاتھ پکڑا۔

"حویلی بھی لے کر چلے جانا پہلے چائے تو پی لو ٹھنڈی ہو گئی ہو گی۔" ازکیہ بیگم نے ان کو چائے کی طرف متوجہ کیا۔

سب دوبارہ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور اس سب میں قرہ خاموشی سے وہاں سے نکل گئی۔

صنان نے جلدی سے چائے ختم کی اور پھر فریحہ کو اپنے ساتھ لے جانے کے لیے کھڑا ہو گیا۔

اسکی اتنی جلدی پر سب ہنس دیے۔

"بیٹا رک جاؤ سامان وغیرہ تو پیک کرنے دو۔"

"رہنے دیں فیری وہ بعد میں ہم دیکھ لیں گے۔ ابھی آپ صرف قرہ کو بلائیں۔" اس کے کہنے پر فریحہ نے تاشی کو قرہ کو بلانے کے لیے بھیجا۔

www.novelsclubb.com

تاشی قرہ کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹا کر اندر آئی اور قرہ کو دیکھا جو بیڈ پر بیٹھی کسی غیر مطئ نقطے کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا قرہ؟ تو خوش نہیں ہے کیا؟" تاشفہ نے اسکے سامنے بیٹھ کر سوال کیا۔

"پتا نہیں۔" قرہ نے ہلکی سی آواز میں کہا۔

"سچ سچ بتا کیا ہوا ہے؟ کیوں اداس ہو۔ کونسی بات پریشان کر رہی ہے؟" تاشی نے قرہ کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر پوچھا۔

"میں شروع سے چاہتی تھی کہ پھپھو کو ان کے کھوئے ہوئے رشتے مل جائیں۔ ماں کو ان کے اتنے سال کے صبر کا پھل مل جائے۔ مگر آج جب میری دعائیں پوری ہوئیں ہیں تو میں چاہنے کے باوجود کچھ نہیں محسوس کر پا رہی۔ میں نے دیکھا ہے ان کو راتوں میں روتے تڑپتے ہوئے اب ان کی آزمائشیں ختم ہو جانی چاہئیں مگر میرا کیا؟ اس سب میں میں کہاں ہوں تاشفہ؟ ہم وہاں چلیں جائیں گے اور ان کو ان کے سب رشتے مل جائیں گے۔ شاید انکی اولاد بھی مگر میرا کیا ہوگا؟ مجھے ڈر ہے کہ اگر وہ مجھے بھول گئیں تو؟ ماما بابا تو مجھے چھوڑ کر چلے گئے اس دنیا سے مگر یہ مجھے اس دنیا میں ہوتے ہوئے اکیلا چھوڑ گئیں تو؟" قرہ نے سوالیہ نظروں سے تاشی سے پوچھا۔

"یہ سب کیوں سوچ رہی ہو قرہ؟ وہاں صرف آنٹی کے رشتے نہیں بلکہ تمہارے بھی رشتے ہونگے۔ سب تم سے بھی پیار کرینگے۔ دیکھا نہیں کیسے نیچے صنان بھائی انکل کا سن کر

www.novelsclubb.com

سکھی ہو گئے تھے مگر تمہارا سن کر وہ کھل اٹھے تھے۔ جیسے ان کو گزر جانے والوں سے زیادہ موجودہ لوگوں کے ملنے کی زیادہ خوشی ہو۔ اور جہاں تک بات ہے آنٹی کی کہ وہ تمہیں بھل جائیں گی تو وہ ایسا بلکل بھی نہیں کریں گی۔ جو اپنی دوست کے بیٹے کو اتنے سال نہیں بھولیں وہ اپنے بھائی کی بیٹی کو بھول جائیں گی جن کو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے پروان چڑھایا ہے۔ جس کو اپنے ہاتھوں سے کھلایا ہے۔ مستقبل کی فکر کرنا چھوڑ دو قرہ بلکہ آج اور ابھی جو ملا ہے اس پر شکر ادا کرو۔ اگر ایسا نہیں کرو گی تو ناشکری کہلائی جاؤ گی۔"

تاشفہ نے نرمی سے اسے سمجھایا۔

" چلو اٹھو اور جا کر منہ ہاتھ دھو کر آؤ۔ بھائی اور آنٹی تمہارا ویٹ کر رہے ہیں جانے کے لیے۔" تاشی نے اسے بیڈ سے اٹھاتے ہوئے کہا۔ تو قرہ واشروم کی جانب بڑھ گئی۔

---

www.novelsclubb.com

"بہت شکریہ آپی۔" صنان نے آپی سے گلے ملتے ہوئے کہا۔

"شکریہ کس بات کا؟"

"اگر تم مجھے اندر نا بلاتے تو شاید ہی میں کبھی اپنے برسوں سے کھوئے ہوئے رشتوں کو ڈھونڈ پاتا۔"

"اس میں میرا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ اگر تم مجھے گھر تک چھوڑنے کی ضد نا کرتے تو میں تمہیں اندر کیسے بلاتا؟ یہ سب ایسے ہی لکھا تھا۔"

"بلکل شکر ہے اس ذات کا۔"

"خالہ آپ تو ہمیں بھول نہیں جائیں گی؟" آبی نے فریحہ خان سے کہا۔

"بلکل بھی نہیں میں کیسے آپ لوگوں کو بھول سکتی ہوں؟ ہم آتے جاتے رہیں گے ایک دوسرے کے گھر۔"

"فریحہ میں بہت خوش ہوں تمہارے لیے۔" ازکیہ بیگم نے فریحہ سے ملتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

"میں بھی بہت خوش ہوں بھابھی یوں لگتا کہ اب ساری آزمائشیں ختم ہو جائیں گی میری۔"

"اللہ کرے۔ اور تم دونوں ہمیشہ خوش رہو۔" ازکیہ بیگم نے فریحہ اور قرہ کو کہا۔

"خیال رکھنا اپنا اور آنٹی کا۔ اور کبھی کسی بھی منفی سوچ کو ذہن پر سوار مت کرنا۔ تم قرہ داراب خان ہو۔ میں تمہاری آوازوں کو بہت مس کروں گی۔"

"اور میں شکر کروں گا کہ اب کسی چڑیل کی آواز میرے کان کے پردے نہیں پھاڑے گی۔" تاشی کی بات پر آبی فورا بول پڑا۔

ایسے ہی ہنسی خوشی صنان خان کی گاڑی حویلہ کی طرف مڑ گئی۔

"فاریہ کدھر رہ گئی۔ جلدی چائے لا میرا دل باہر آجائے گا۔" بی جی کی آواز پورے لاؤنج میں گونجی۔

"بی جی یہ چائے نہ پینے سے کس کا دل باہر آتا ہے بھلا۔" گل نے ناسمجھی سے مہرین بیگم سے سوال کیا جو اسکی نظر میں بہت معنی رکھتا تھا۔

"یہ تو تجھے ہی پتا ہو گا نا۔ کس لیے تجھے باہر بھیجا تھا پھر؟" گل کوئی جواب دیتی اس سے پہلے حویلی کے اندر کوئی داخل ہوا جسے دیکھ کر لاؤنج میں سناٹا چھا گیا اور سب اپنی اپنی نشستوں پر

www.novelsclubb.com

سے کھڑے ہو گئے۔ فاریہ خان جو بی جی کے لیے چائے لا رہی تھی آنے والے کو دیکھ کر اس کے ہاتھ سے چائے کا کپ گر گیا۔

صنان کے ساتھ آئی قرہ خالی دماغ سے حویلی اور اسکے مکینوں کو دیکھ رہی تھی اور فریحہ بس یک ٹک اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی جو بلکل پہلے کی طرح تھیں بس وقت کے ساتھ ساتھ ان کے بال سفید ہو گئے تھے اور چہرے پر جھریاں پڑ گئی تھیں۔

بی جی آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ان تک آئیں اور بنا کچھ کہے فریحہ کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ اپنی ماں کے سینے سے لگتے ہی فریحہ کان پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ یہ منظر وہاں موجود سب کو رلا گیا۔

فریحہ خان سے ملنے کے بعد بی جی قرہ سے ملیں جو ہو بہو ان کے بیٹے کی کاپی تھی۔

اپنی دادی سے ملتے ہی قرہ کی آنکھیں بھی بھیگ گئیں۔ یہاں آنے تک رستے میں ہی صنان نے حویلی میں موجود سب کے بارے میں بتا دیا تھا۔ اور فریحہ خان اور داراب خان کے جانے کے بعد کیا ہوا وہ سب بھی اس نے ان دونوں کو بتا دیا تھا۔ بی جی دونوں کو اندر لائیں تو سب باری باری ان سے ملے۔ فاریہ خان کے گلے لگتے ہی فریحہ پھر سے رو دی۔ سب کی

آنکھوں میں تشکر کے آنسو تھے۔ حویلی میں بس راحم موجود نا تھا باقی سب یہیں پر تھے۔ داراب کے بارے میں پوچھنے پر صنان نے مختصر سب کو بتایا تو سب دکھی ہو گئے۔ یہاں سے جانے کے بعد جو کچھ بھی ہوا وہ فریحہ خان نے مختصراً بتایا اور اسکے بعد بی جی نے اپنے رویے کی معافی مانگی تو فریحہ نے ان کو شرمندہ نا ہونے کے لیے کہا۔

"مت شرمندہ ہوں بی جی۔ تقدیر میں یہی سب لکھا تھا۔ اس میں آپ کا یا میرا کسی کا کوئی قصور نہیں ہے۔" فریحہ خان نے بی جی کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

جب سرحان کے سوچنے کے عین مطابق بی جی نے چائے کا کہا تو اسنے راحم کے نا ہونے پر افسوس کیا۔ بچارے کا پانچ سو ضائع ہو گیا تھا۔

وہ تینوں آفس میں تھے جب راحم کو صنان کی طرف سے حویلی میں کسی ضروری کام کے سلسلے میں آنے کا پیغام وصول ہوا تو وہ وہاں سے نکل گیا۔ رات ہو گئی تھی تو وہ دونوں بھی گھر جانے کی تیاری کرنے لگے۔ ابھی وہ دونوں چیزیں ہی سمیٹ رہے تھے جب احراد کا فون بجا۔ اسنے نمبر دیکھا تو وہ پرائیویٹ تھا۔ راد نے ماتھے پر بل ڈال کر فون کان سے لگایا۔

"ہیلو۔احراد آرب میراز سپیکنگ۔"

"جانتی ہوں۔ میں نے اسے ہی فون کیا ہے۔" دوسری طرف سے زنانی آواز سن کر اس کے ماتھے پر مزید بلوں کا اضافہ ہوا۔

"آپ کون؟اور کیوں فون کیا ہے؟"

"مجھے تو تم اچھے سے جانتے ہو راد کہ میں کون ہوں اور جہاں تک بات ہے کہ کیوں فون کیا ہے تو وہ بھی تمہیں بہت جلد پتا لگ جائے گا۔"

"ایکسکیوز می۔ یہ کیا بول رہی ہیں آپ؟ دیکھیں اگر یہ کوئی مزاق ہے تو ابھی بتادیں۔" دیر خاموشی سے راد کو فون پر بات کرتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

"تم اپنی مام کو بھول گئے راد؟" مقابل کی بات سن کر اسکی دماغ کی رگیں ابھریں۔

www.novelsclubb.com

"میری ماں مر چکی ہے۔" دانت پیستے ہوئے کہا گیا۔

"آکم آن تم جانتے ہو میں تمہاری نوری مام ہوں۔" مقابل نے استہزائیہ انداز میں کہا۔

"محترمہ میں آپ کو نہیں جانتا پلیز مجھے میرا کام کرنے دیں۔" راد کی آنکھیں شدت ضبط سے سرخ ہو چکی تھیں۔

"پتا ہے کیا راد کہ آج بھی تم مجھ سے اتنا ہی ڈرتے ہو جتنا پہلے ڈرتے تھے۔ آج بھی تم میں میرا فون کاٹنے کی ہمت نہیں ہے۔ اینی ویز باقی باتیں تو اب ہوتی ہی رہیں گی میں کچھ بتانے کے لیے فون کیا تھا۔ تمہاری ایک بہن آ رہی ہے تمہارے پاس۔ اور تم اسے اپنے ساتھ رکھو گے اب سے اور میں ایک نمبر سینڈ کروں گی اس پر کچھ ملین ڈالرز بھیج دینا اپنی مام کو۔ میں کسی اور طرح اسے استعمال کر کے پیسے حاصل کر سکتی تھی مگر پھر مجھے تمہارا خیال آیا کیونکہ تم مجھے صرف ایک بار نہیں بلکہ بار بار پیسے دو گے۔ اور تم انکار بھی نہیں کر سکتے آخر تم ایک مشرقی مرد ہو۔ بائے اپنا اور اب سے اپنی بہن کا خیال رکھنا باقی کی معلومات تمہیں مل جائیں گی۔" مقابل نے اپنی بات کہہ کر فون بند کر دیا اور راد وہ ابھی تک اسی حالت میں فون کان سے لگائے کھڑا تھا۔

"راد کیا ہوا؟" دیر نے اسے ہلایا اور پکڑ کر کرسی پر بٹھایا۔

www.novelsclubb.com

"یہ لے پانی پی۔"گلاس میں پانی نکال کر دیر نے اسے پانی دیا جو اس نے ایک ہی گھونٹ میں پی لیا۔

"کیا تجھے بھی لگتا ہے کہ میں آج بھی ان سے ڈرتا ہوں؟"راد نے دیر سے سوال کیا۔دیر کو سمجھ نا آیا کہ کیا جواب دے کیونکہ وہ راد کو مزید ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"تو پہلے کی طرح بزدل نہیں ہے بلکہ اب بہادر ہے اور بہادر لوگ ڈر سے بھاگتے نہیں بلکہ اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔"دیر نے اپنی طرف سے اسے مطمئین کرنے کی کوشش کی۔

"کیا کہہ رہی تھیں وہ؟"

"کچھ نہیں۔بس کل ائیر پورٹ سے ایک لڑکی کو پک کر لینا اور میرے گھر چھوڑ دینا۔باقی کی ڈیٹیلز میسج کر دوں گا۔کر دیگا نا؟"راد نے آخر میں سوال کیا۔

"ہاں تو فکر مت کر ہو جائے گا کام۔اور تم بھی پریشان مت ہو یاد رکھنا کہ حدیر ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا۔کوئی بھی مشکل آئے تم اسے ہمیشہ اپنے ساتھ کھڑا پاؤ گے۔"دیر نے بنا کوئی مزید کال کے بارے میں پوچھے اسے تسلی دی تھی۔اسکے بعد دونوں بقایا سامان کو سمیٹ کر آفس سے نکل گئے۔

www.novelsclubb.com

حدیر کو ابھی پانچ منٹ بھی نہیں ہوئے تھے احراد آرب میر کے نام کا بورڈ پکڑے جب ایک لڑکی عبائے میں چلتی ہوئی اس تک آئی۔ اسنے غور سے اس لڑکی جو کہ راد کی سوتیلی بہن تھی کو دیکھا۔ پانچ فٹ نو انچ کے قد کی حامل، عبائے میں نقاب کیے، دودھیا رنگت اور خوبصورت آنکھوں والی اسے کہیں سے بھی مغربی نہیں لگی۔ جو خاکہ اسکے ذہن میں لاشعوری طور پر بنا تھا یہ لڑکی اس سے بلکل الٹ تھی۔ کہ ایک نظر بھی پورا نا دیکھنے پر حدیر کی آنکھیں خود باخود جھک گئیں۔ حدیر نے ہلکی آواز میں سلام لیا اور اسکے ہاتھ سے سوٹ کیس لے لیا۔ اور پارکنگ کی جانب بڑھنے لگا۔

اسنے سوٹ کیس ڈگی میں رکھا اور اس لڑکی کے لیے پچھلا دروازہ کھولا۔ وہ لڑکی کچھ دیر اضطرابی حالت میں کھڑی رہی اور پھر اندر بیٹھ گئی۔ دیر بھی دروازہ بند کر کے ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا اور گاڑی سڑک پر ڈال دی۔

www.novelsclubb.com

اس سارے عرصے میں دیر کے سلام کے علاوہ دونوں میں سے کوئی کچھ نا بولا۔

گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے دیر نے بیک مرر سے دیکھا اور بولا۔

"میں آپ کے بھائی کا دوست ہوں حدیر ارتسام خان۔ میں آپ کو احراد کے گھر ڈراپ کر دوں گا تو آپ فریش ہو کر ناشتہ کر لیجیے گا جو تیار ہوا ہو گا۔ گھر میں بوا جی ہوتی ہیں مگر وہ کچھ دن کی چھٹیوں پر ہیں تو آپ پریشان مت ہویے گا۔ راد کو کچھ ٹائم لگے گا آپ کے ساتھ کمفرٹیبل ہونے میں تو اس طرف سے بھی آپ پریشان مت ہونا۔ وہ آپکا بھی گھر ہے اب سے تو آپ آرام سے رہیے گا۔" حدیر نے دیکھا تھا کہ جب اسنے بتایا کہ میں آپکے بھائی کا دوست ہوں تو اس لڑکی کی آنکھوں کی چمک مانند پڑ گئی تھی۔ اسکا کوئی ارادہ نہیں تھا آگے والے جملوں کو بولنے کا کیونکہ یہ لڑکی اس کے دوست کی تکلیفوں کا سبب بن رہی تھی مگر کچھ تھا اس لڑکی میں کہ دیر خود کو بولنے سے روک نہیں پایا۔ محسوس کرنے کے باوجود حدیر کو اس لڑکی میں سے منفی شعائیں نکلتی محسوس نہیں ہو رہی تھیں۔

اس کے بعد مزید کوئی کچھ نا بولا۔ دیر نے گاڑی گھر کے سامنے روکی اور نکل کر ڈگی سے بیگ نکالا تو لڑکی نے بیگ خود پکڑ لیا اور اندر کی طرف چلی گئی۔ اسکے اندر جانے کے بعد دیر نے آسمان کی طرف دیکھا اور آنے والے وقت کے لیے خود کو تیار رکھا۔

www.novelsclubb.com

خان حویلی میں آج صبح صبح عرصے بعد مہرین بیگم کچن میں موجود دکھئی دیں۔ وہ اپنی نگرانی میں اپنی بیٹی اور پوتی کا پسندیدہ ناشتہ تیار کروا رہی تھیں۔

باہر لاؤنج میں باقی سب موجود تھے۔ زمان صاحب اور صنان آپس میں کاروباری گفتگو کر رہے تھے۔ راحم اور ہانی ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچ رہے تھے اور گل قرہ سے باتیں کر رہی تھی۔ مگر قرہ وہ سرحان کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ اسے سرحان کہیں سے بھی اس دن کی طرح کا نہیں لگ رہا تھا۔ شاید تاشفہ صحیح کہہ رہی تھی ہو سکتا ہے اس وقت وہ کسی وجہ سے ڈسٹرب ہو۔ اسے یہاں اجنبی کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا۔ اسے سب سے اپنائیت کا احساس ہوا تھا شاید خون کے رشتے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ تاشی کے سمجھانے کے بعد اسنے ایسا ویسا کچھ بھی نہیں سوچا تھا بلکہ اب وہ اللہ کا شکر ادا کر رہی تھی کہ اللہ نے اسے اسکے اپنوں سے ملوا دیا تھا اور ماں ان کے چہرے پر تو ایک الگ قسم کی خوشی دیکھ رہی تھی وہ کل سے۔ کتنی بار دادی اور ماں نے ایک دوسرے کو گلے لگایا تھا اب تو وہ گنتی بھی بھول گئی تھی۔ خالہ وہ اسے بہت پیاری لگیں تھی۔ اسے اب پتا لگا تھا کہ فریحہ ماں کس کی زبان بولتی ہیں۔ ساری خوبصورت باتیں انہوں نے کہاں سے سیکھی ہیں۔ تایا ابو اور تائی امی وہ دونوں بھی بہت اچھے تھے۔ صنان بھائی اور زنیرا بھابھی اور راحم سرحان اور گل کسی نے

بھی اسے اجنبیت کا احساس نہیں دلوایا تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا کہ وہ ہمیشہ سے یہاں ہی رہتی آئی ہے۔

"کس سوچ میں گم ہو گئی؟" گل نے اسے گہری سوچ میں گم دیکھا تو ٹوکا۔

"کہیں بھی نہیں بس تم سب کو دیکھ رہی تھی اور اللہ کا شکر ادا کر رہی تھی۔" قرہ نے سچائی سے بتایا۔

"تمہیں پتا کہ میں بھی بہت خوش ہوں۔ دادی اور پھپھو کے لیے بھی اور اپنے لیے بھی کہ تم میری کزن ہو۔ اب کوئی تو ہے میرا اہم عمر ورنہ ہانی وہ تو اب پڑھائی کی وجہ سے کم کم ہی آتی ہے بھائی کے ساتھ۔" قرہ نے سمجھ کر سر ہلایا بتایا تھا گل نے ان سب کا بھی اور راحم کے کمرے میں لگی تصویریں بھی دکھائی تھیں وہ ایک نظر دیکھنے پر ہی حدیر اور احراد کو پہچان گئی تھی اور گل کو بھی اس واقع کے بارے میں بتایا تھا اور آگے سے گل نے کہا تھا کہ

"راد بھائی ایسے ہی ہیں۔ وہ کسی اپنے کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتے۔ دیر بھائی راحم بھائی اور میں تو ایک طرف وہ خاص طور پر حانم اور ہانی کے لیے کچھ زیادہ ہی ہیں اس معاملے

میں۔اس بات پر دیر اور راحم بھائی بہت چڑتے ہیں۔ ہم تو عادی ہیں اس کے بہت جلد تم بھی ہو جاؤ گی۔"

" چلو بچوں باقی باتیں بعد کے لیے رکھ لو پہلے آکر ناشتہ کر لو اس سے پہلے بی جی غصہ ہوں۔" زکیہ بیگم نے سب کو ناشتے پر آنے کے لیے کہا تو سب اٹھ کر ڈائننگ ٹیبل کی طرف چل دیے۔

احراد آفس میں تھا جب اسے ارتسام صاحب کی طرف سے کال آئی کہ حدیر کی گاڑی کے بریکس فیل ہیں۔ وہ اسی وقت سب کچھ چھوڑ کر ارتسام ہاؤس کے لیے نکل گیا۔ وہ جلد از جلد واہاں پہنچنا چاہتا تھا۔ارتسام صاحب نے بتایا تھا کہ حدیر اور حانم دونوں ٹھیک ہیں وہ آرام سے آئے مگر اسے سکون نہیں تھا۔ وہ بنا گاڑی کو لاک کیے گھر کے اندر بھاگا۔لاؤنج میں داخل ہو کر اسکی نظر سیدھی حانم پر گئی۔ وہ تیزی سے اسکی طرف لپکا۔

" گڑیا آپ ٹھیک ہو؟ کچھ ہوا تو نہیں نا؟ کہیں چوٹ تو نہیں لگی نا؟" بس بھئی شروع ہو گئے آپ لوگوں کے راد بھائی۔

www.novelsclubb.com

"کچھ نہیں ہوا۔آپ ریلیکس ہو جائیں۔"ہانی نے راد کو شانت کرنے کی کوشش کی۔

"میں نے منع کیا تھا بابا کو مت کریں تمہیں فون مگر میری یہاں سنتا کون ہے؟" دیر نے ارتسام صاحب کو دیکھ کر کہا۔

"شکر کرو باہر سب سن لیتے ہیں۔"ارتسام صاحب بھی کہاں پیچھے رہنے والے تھے۔

"بعد میں لڑ لینا آپ لوگ۔راد کو دیکھ لے کوئی۔راد مما کی جان دونوں ٹھیک ہیں کسی کو کچھ نہیں ہوا۔"ماہین بیگم نے راد کو پانی کا گلاس پکڑایا۔

"مما ٹھیک کہہ رہی ہیں ہم دونوں آفس ہی آ رہے تھے۔ابھی گھر سے نکلے ہی تھے کہ مجھے یاد آیا کہ میرا فون گھر ہی رہ گیا ہے بریک لگائی تو بریک لگی نہیں۔سپیڈ کم ہی تھی تو ہینڈ بریک لگالی۔کچھ بھی نہیں ہوا۔فضول میں پریشان مت ہو یار۔"دیر نے تفصیل بتائی تو راد کسی حد تک ریلیکس ہوا۔

"مگر بریک کیسے فیل ہو سکتی ہیں؟"ایک اور سوال۔

"ہو سکتا ہے کہ کسی وائر کا مسئلہ ہو میں نے گاڑی بھیج دی ہے۔اب اپنا منہ سیدھا کر لو۔"

"اللہ کا شکر ہے کہ کوئی نقصان نہیں ہوا۔اس لیے کوئی بدمزگی نا کرو۔اور میں تمہیں اس لیے بلایا تھا راد کہ ہمیں حویلی جانا ہے بی جی نے بلایا ہے۔ان کی بیٹی اتنے سالوں بعد آئی ہے۔اس لیے بنا کسی احتجاج کے تم تینوں تیار ہو جاؤ۔آدھے گھنٹے تک نکلنا ہے ہمیں۔"

ارتسام صاحب نے بات ہی ختم کر دی تھی۔ان کے کہنے پر سب حویلی جانے کی تیاریوں میں لگ گئے۔آنے والا وقت خاموشی سے ان سب کو دیکھ رہا تھا جو سب بھول بھال کر اپنے اپنے کاموں میں مشغول تھے۔اور کبھی کبھی وقت کی یہ بھول اپنا آپ یاد دلانا باخوبی جانتی ہے۔

"تو جا اندر میں آتا ہوں سامان نکلوا کر۔" دیر نے راد سے کہا جو وہیں کھڑا ہوا تھا۔باقی سب اندر چلے گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"پتا نہیں یار عجیب سی گھبراہٹ ہو رہی ہے۔" راد کی بے چین آواز آئی تو دیر نے اسے تسلی رکھنے کا اشرہ کیا۔

"اللہ سب ٹھیک کرے گا۔اندر جا کر پانی پی میں آتا ہوں۔"

احراد نے حدیر کی بات سن کر اندر کی طرف قدم بڑھائے جیسے جیسے وہ اندر کی طرف بڑھ رہا تھا اس کے دل کی دھڑکنیں معمول سے زیادہ تیز ہو رہی تھیں۔

اسنے لاؤنج میں قدم رکھا سب ایک دوسرے سے مل رہے تھے۔ حانم بھی کسی کے گلے سے لگی تھی۔ جب حانم سے ملنے والی عورت اس سے مل کر سیدھی ہوئی تو راد کو لگا کہ یہ اسکا وہم ہے مگر سر جھٹکنے کے باوجود اس عورت کا وہی چہرہ رہا تو راد کو لگا کے کسی نے پوری حویلی اٹھا کر اس کے سر پر دے ماری ہو۔ کچھ پل بے حس و حرکت وہ اسی طرح کھڑا رہا مگر پھر سر خود بخود نفی میں ہلنے لگا اور قدم پیچھے کو اٹھنے لگے۔ اور اگلے ہی پل وہ پوری قوت سے باہر کو بھاگا۔ کسی نے بھی چند لمحوں کا یہ کھیل نہیں دیکھا تھا سوائے ایک شخص کے۔

دیر گاڑی سے پھل اور دوسرا سامان ملازم کے ساتھ نکلوا کر اندر آ رہا تھا تھا جب کوئی تیزی سے اس کے پاس سے نکل کر باہر کی طرف گیا۔ اس نے ناسمجھی سے راد کو دیکھا جس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ وہ پوچھنے کے لیے لاؤنج میں داخل ہوا جب بی جی کے کہنے پر کسی نے اسے پیار کیا۔ اس نے خود سے ملنے والے شخص کا چہرہ دیکھا تو اسکا سارا وجود برف بن گیا۔

www.novelsclubb.com

وہ ساکت سا سامنے دیکھتا رہا کہ آیا جو اس نے دیکھا وہ سچ ہے کہ نہیں۔ پھر اچانک اس کے ذہن میں جھماکا ہوا اور حدیر بھی بنا کچھ کہے اندھا دھند احراد کی طرح باہر دوڑا۔

"اسے کیا ہوا؟" راحم نے ناسمجھی سے پوچھا اور وہاں موجود سب نے حدیر کو باہر جاتا دیکھا تھا۔

"میں دیکھتا ہوں۔" راحم بھی حدیر کی تقلید میں گیا اور ساتھ ہی جیب سے فون نکال کر حدیر کا نمبر ملایا۔ تیسری بیل پر کال اٹھالی گئی۔

"یہ کیا حرکت تھی دیر؟ اس طرح کدھر گیا ہے تو؟" راحم نے سیدھا سوال کیا۔

"کچھ نہیں تم فکر نا کرو مجھے اچانک کوئی کام یاد آ گیا تھا۔ ابھی نہیں کیا تو دوبارہ ٹائم نہیں ملے گا۔ اور سب کو بھی کہہ دینا کہ کچھ نہیں ہوا اور ہاں راد بھی میرے ساتھ ہے اس لیے کوئی فکر نا کرے۔" دیر نے عجلت میں اتنا کہا اور کال کاٹ دی۔

"اتنی بھی کیا ایمر جنسی۔ خیر بعد میں تفصیل سے پوچھ لوں گا۔" راحم نے فون دوبارہ جیب میں ڈالا اور واپس اندر چلا گیا۔ اندر جا کر سب کو سب ٹھیک ہے کا کہا تو سب کی سانس بحال ہوئی۔

"تمہاری آنی بھاگ گئی ہے۔"

"ایسی ہی تھی وہ ہمیشہ سے صرف موقع کی تلاش میں۔"

"جس کو تم بلا رہے ہو وہ بدکردار تھی۔"

"چلی گئی ہم سب کا منہ کالا کر کے۔"

"آنی کی جان آنی تمہیں کبھی چھوڑ کر نہیں جائیں گی۔"

"کتنے بدقسمت ہو تم ہر کوئی تمہیں چھوڑ دیتا۔"

"اسی لائق تھے تم۔"

"ایسا ہی ہونا چاہئیے تھا تم جیسوں کے ساتھ۔"

www.novelsclubb.com

"ہاؤ مچ بیڈ لک یو ھیو۔"

"بدکردار تھی وہ۔"

"بھاگ گئی اپنے عاشق کے ساتھ۔"

"تم جیسی گندی اولاد کے ساتھ اس سے بھی برا ہونا چاہیئے تھا۔"

"تمہاری کچھ لگتی یہ بھی اپنی ماں جیسی نکلے گی۔"

"آنی بھی آپ سے بہت پیار کرتی ہیں۔"

"چپ ہو جاؤ بلکل چپ۔ چھوڑ دو پیچھا میرا۔ زندہ رہنے دو مجھے۔" وہ چیخا تھا اتنی زور سے کہ اس کے گلے میں خراشیں آگئی تھیں۔

اسنے کمرے کا دروازہ زور سے بند کیا تھا۔ سارے رستے ایسی آوازوں نے اسکا پیچھا کیا تھا۔ سب ایک بار پھر اسکے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔ اسکی گردن کے پچھلے حصے میں شدید درد اٹھا تھا۔

نہیں دیکھنی تھی اسکو ان کی شکل۔ نفرت تھی اسے ان سے۔ کیوں آئی ہیں اب وہ۔ اگر آئی ہیں تو اسکے سامنے نا آتی۔ اسکا دل کیا کہ وہ چیخے چلائے۔ کچھ عرصہ پہلے تک وہ چاہتا تھا کہ وہ انہیں تلاش کرے اور ان سے ان کے کیے کا حساب مانگے۔ جب چھوڑنا ہی تھا تو کیوں اپنا عادی بنایا اور اپنی آغوش کی عادت ڈال کر کیوں بیچ چوراہے میں چھوڑا۔ اس تک تو ٹھیک تھا مگر اسکی روحی کے ساتھ ایسا کیوں کیا۔ ایسا تو کبھی کوئی ظالم بھی نہیں کرتا جو

انہوں نے ان کے ساتھ کیا تھا۔ مگر اب اِسے ان سے کچھ نہیں پوچھنا تھا۔ وہ بس ہر پل یہی دعا کرتا تھا کہ کبھی وہ بھول کر بھی اس کے سامنے نا آئیں مگر اللہ نے یہاں بھی اس کی نہیں سنی تھی۔ اسکو اپنا سر پھٹتا ہوا محسوس ہوا۔ اسے سینے میں تکلیف ہونے لگی تکلیف اتنی تھی کہ سانس آنا بند ہو رہا تھا۔ وہ اپنا سینا مسلتا ہوا اٹھا اور لڑکھڑاتا ہوا کھڑکی تک آیا۔ کھڑکی کھول کر گہرے گہرے سانس لینے لگا۔ اسکی آنکھیں سرخ تھیں۔ اسنے آنکھیں بند کیں تو ماضی پلٹ پلٹ کر یاد آنے لگا۔ کمرے کا دروازہ پیٹنے کی آواز ہنوز اسکی سماعت سے ٹکرا رہی تھی۔ اسے آج بھی اپنا جسم ویسا ہی دکھتا ہوا لگا جیسے بچپن میں لگتا تھا جب جب اسکی سوتیلی ماں اس پر تشدد کرتی تھی۔ وہ لوگ ائیر پورٹ جا رہے تھے تو اسکو آنی نے سلا دیا تھا اور جب اسکی آنکھ کھلی تو وہ اپنے کمرے میں تھا اور روحی بھی اسکے ساتھ لیٹی سو رہی تھی۔ وہ آرام سے اٹھ کر باہر آیا تو دیکھا کہ پورا گھر خالی تھا۔ اسکی آنی کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھیں۔ انکو آوازیں دیتے دیتے اسکا گلا بیٹھ گیا تھا مگر وہ نا ملیں۔ رات کو جب اسکے ابو گھر آئے تو اسنے ان سے اپنی آنی کا پوچھا تب انہوں نے اسے جو بتایا وہ اسکے پیروں کے نیچے سے زمین کھینچنے کے لیے کافی تھا۔ "چلی گئی ہے وہ ہمیشہ کے لیے۔ دھوکے باز سارے پیسے لے کر بھاگ گئی ہے وہ پاکستان۔" تب اسے ان کی بات پر یقین نہیں آیا تھا مگر ہفتے بعد

www.novelsclubb.com

بھی وہ نا آئیں اور ابو کسی اور عورت کو گھر لے آئے تب اسکو یقین کرنا پڑا۔ روحی اپنی ماں کے لیے بخار میں کئی دن تپتی رہی۔ اس نے سب چھوڑ کر روحی کا خیال رکھنا شروع کر دیا۔ کچھ دنوں بعد اسکے ابو بھی گھر کم کم آنے لگے اور اسکی سوتیلی ماں اس پر تشدد کرنے لگی۔ فریحہ کے بارے میں طعنے دینے لگی۔ اپنے تک وہ برداشت کر لیتا مگر آہستہ آہستہ وہ روحی کو بھی اپنی مار کا نشانہ بنانے لگی۔ احراد اسکے آگے ڈھال بن کر کھڑا ہو جاتا مگر پھر وہ اسے سٹور میں بند کر دیتی اور روحی کو مارتی۔ ایک ایک دو دو دنوں تک انہیں کچھ کھانے کو نا دیتی۔ ایک دن ہمیشہ کی طرح اس عورت نے احراد کو اسٹور میں بند کر کے روحی کو بیسمنٹ میں لے جا کر مارا۔ وہ چھوٹی سی جان کتنا برداشت کرتی۔ وہ بے ہوش ہو گئی مگر اسے لگا کہ وہ اسے چھوڑ کر چلی گئی ہے۔ ایک مہینے تک وہ اسی گھر میں اپنے ابو کا انتظار کرتا رہا مگر تب بھی وہ نا آئے تو آدھی رات کو وہ گھر چھوڑ آیا۔ اسے کچھ سمجھ میں نا آیا کہ وہ کہا جائے۔ وہ اسی طرح بے دھیانی میں سڑک پر چلتا رہا کہ اچانک سامنے سے ایک گاڑی آئی تیز روشنی کی وجہ سے اسے کچھ دکھائی نا دیا اور وہ اپنے ہوش و خروش سے بیگانہ ہو گیا۔ جب یہ اٹھا تو اپنے اسکول کے واحد دوست کو اپنے سامنے پایا۔ اُس کے والد ارتسام صاحب کے پوچھنے پر اپنے گھر چھوڑنے کی وجہ بتائی۔ اس کی ضد پر انہوں نے مزید اس معاملے کو نہیں

کریگااور اس کے بعد سے احرادان کے ساتھ رہنے لگا۔ تین سال بعد یہ لوگ پاکستان آکر رہنے لگے۔

اسکو کمرے کا لاک کھلنے کی آواز آئی تو اسنے ماضی کو جھٹک کر مڑ کر دیکھا تو حدیر تیزی سے اس تک آیا اور اسے اپنے ساتھ لگالیا۔

اور یہاں اسکی بس ہو گئی وہ بلک بلک کر رونے لگا۔ ہر بار ہر بار کی طرح اس بار بھی اسکا یہ دوست اسکے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ بنا اسکے کچھ کہے اسے سب علم ہو جاتا تھا۔ وہ اسے کچھ بھی پوچھ کر دوبارہ تکلیف میں نہیں ڈالتا تھا بلکہ ہمیشہ اسکی تکلیف کو کم کرتا تھا۔

"کیوں سب دوبارہ واپس آرہا ہے دیر۔ کیوں ایک ایک کر کے پھر دوہرایا جا رہا ہے۔ نہیں ہے اب مجھ میں ہمت سب پھر سے برداشت کرنے کی۔ صحیح کہہ رہی تھی وہ میں آج بھی اس سے ڈرتا ہوں میں آج بھی آنی کے سامنے نہیں جا سکتا۔ مجھے بس ان سے بچنا ہے۔ کیوں آئیں ہیں اب وہ۔ اگر میری بے بسی کا تماشا دیکھنے آئیں ہیں تو جا کر ان سے کہہ دو کے مر گیا ہے انکار اد۔ میں جب بھی ماضی کو بھولتا ہوں تو پھر وہ کیوں واپس پلٹ پلٹ کر آتا

ہے۔اور اس بار وہ بہت بھیانک روپ میں آیا ہے دیر۔" وہ بچوں کی طرح اپنا سب کچھ دیر کے سامنے کھول کر بتا رہا تھا۔

" کس نے کہا تھا کہ ماضی کو بھول جاؤ؟ بس اسے تسلیم کر لو۔ میں کیا کوئی بھی تمہیں تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا راد۔ اور اب کوئی بھی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اب میں ہوں تمہارے ساتھ۔ جو ماضی اب تمہیں بھیانک لگ رہا ہے ہو سکتا ہے کہ اب کی بار وہ خوبصورت ہو۔ ایک دفعہ حقیقت کی آنکھ سے اسے تسلیم کر کے دیکھو۔ اور ویسے بھی حدیر ارتسام خان تمہیں کوئی آنچ نہیں آنے دے گا۔ چلو اب اچھے بچوں کی طرح چپ ہو جاؤ۔ اور اگر ہر بار تم اسی طرح میرے سینے سے آ کے لگتے رہے تو آگے جا کر مشکل ہو جائے گی۔" دیر نے اسکو نرمی سے کہا اور اس کا موڈ بحال کرنے کی کوشش کی جس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہو گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

" میں تھک گیا ہوں۔" راد کی آواز سے ہی اس کی تھکان کا اندازہ ہو رہا تھا۔

" چلو تم پھر آرام کرو۔ مجھے حویلی جانا ہے۔ اور اٹھ کر یاد سے ناشتہ کر لینا۔ رات ہو رہی ہے ہو سکتا کہ کل آئیں اب ہم۔" دیر نے کھڑکی سے باہر دیکھ کر کہا۔

"ایک بات مانو گے؟" رادنے سوال کیا۔

"ہاں ہاں کسی کو بھی نہیں بتاؤں گا جب تک تمہاری مرضی شامل نہیں ہو گی۔" دیر نے اسکے کہنے سے پہلے ہی ہامی بھر لی۔ اسکے اس طرح فوراً کہنے پر احراد مسکرایا۔

"اب آرام کرو اور ساری فضول سوچیں ذہن سے نکال دو۔" دیر الوداعی کلمات کہہ کر کمرے سے نکل گیا۔

ابھی وہ سیڑھیاں اترا ہی تھا تو سامنے اسے صبح والی لڑکی نظر آئی جو پریشانی سے اوپر کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔

"بھائی۔ بھائی ٹھیک ہیں نا؟" صبح سے اب پہلی بار حدیر نے اس لڑکی کی آواز سنی تھی جو اسی کی طرح خوبصورت تھی۔ حجاب کے ہالے میں اسکا چہرہ روشن تھا مگر آنکھوں میں احراد کے لیے فکر اور پریشانی بیک وقت ہلکورے لے رہی تھی۔

"آپ فکر نہیں کریں وہ ٹھیک ہے صبح تک اور زیادہ ٹھیک ہو جائے گا بس اسے کوئی پریشان نا کرے۔ آپ نے کھانا کھایا؟" کوشش کے باوجود وہ نظریں نہیں ملا پایا۔

"نہیں بھائی کے ساتھ کھانا تھا۔" اسنے نفی میں سر ہلایا۔

"آپ کھا لیں۔ احراد صبح کھائے گا۔" دیر کے کہنے پر سر ہلا یا اور ایک بار پھر اوپر دیکھ کر وہاں سے چلی گئی۔ دیر جانتا تھا کہ راد اس سے نہیں ملنا چاہتا اس لیے راد نے اسے ائیر پورٹ بھیجا تھا۔ اسنے دل سے اپنے دوست کے لیے دعا کی تھی کہ اس کے لیے بھی سب ٹھیک ہو جائے۔

اور پھر دل سے مانگی گئی دعا کب پوری نہیں ہوتی؟

تم خود اپنی دعاؤں سے ہی اپنا مقدر لکھتے ہو اور تمہاری دعائیں ہی تم تک وہ سب لے آتی ہیں جو تمہارا نصیب بھی تمہیں نہیں دے پاتا۔ اللہ پاک تمہیں تمہاری دعاؤں کے ذریعے ہی آزماتا ہے، وہ تاخیر اس لیے کرتا ہے تاکہ تمہارا یقین دیکھ سکے۔ وہ تمہیں ناممکن کے وسوسوں میں الجھاتا ہی اس لیے ہے تاکہ تمہیں ممکن کی تڑپ اس کی جانب کھینچ کر لے جائے۔ اس کے سامنے تو پتے کی بھی اتنی ہمت نہیں ہوتی کہ وہ ہل جائے، تو پھر تمہارے ہاتھوں کا اس کے روبرو اٹھنا کیسے بے وجہ ہو سکتا ہے؟ وہ جب تمہاری دعاؤں کو قبولیت کے لیے چن لیتا ہے تب وہ تمہارے دل میں دعا کا خیال بھی خود ہی ڈال دیتا ہے۔ تم سوچتے ہو کہ جو مانگ رہے ہو وہ کیسے قبول ہو گا؟ اور وہ تمہیں خبر ہی نہیں ہونے دیتا کہ اس نے تمہیں ہی تمہاری دعاؤں کی قبولیت کا وسیلہ بنا دیا۔ تم نصیب اور وقت سے لڑتے

www.novelsclubb.com

ہو یہ سوچ بنا ہی کہ نصیب لکھنے کا اختیار تو اللہ پاک نے تمہیں دے رکھا ہے کہ اپنی دعاؤں سے جب چاہو جو چاہو بدل ڈالو۔ تمہاری دعائیں وہ سب کر سکتی ہیں جو تمہارا مقدر نہیں کر سکتا اور دعاؤں سے تو رب بھی مل جاتا ہے تو پھر یہ چاہت، خوشی، راحت، سکون کیا چیز ہیں؟ بس تمہیں یقین رکھنا ہے کہ جو اس سے مانگ لیا جائے وہ مل کر ہی رہتا ہے۔ پھر وہ تمہیں وہاں سے دے گا کہ تمہاری دعائیں بھی حیران رہ جائیں گی۔

وہ حویلی کی طرف واپس جا رہا تھا۔ اب آگے کیا ہو گا یہ سوچ سوچ کر اسکا دماغ پھٹے جا رہا تھا۔ وہ فریحہ خان کو دیکھ کر انہیں پہچان گیا تھا۔ وہ راد کی آنی تھیں اس نے بچپن میں سکول میں انکو راد کے ساتھ بہت دفعہ دیکھا تھا۔ ان کو دیکھ کر اسے راد کا اس طرح بھاگنے کا مقصد سمجھ میں آیا۔ وہ ڈر گیا تھا راد کے لیے۔ اس وقت راد کے چہرے پر خوفناک قسم کے تاثرات تھے جسے دیکھ کر وہ بھی خوف زدہ ہو گیا تھا۔ کاش کاش وہ راد کو اسکی آنی دے سکتا۔

"یا اللہ تجھ پر ہی یقین ہے۔ ہم ناچیز کی کیا اوقات کہ تیرے فیصلوں کو سمجھ پائیں۔"

www.novelsclubb.com

حویلی پہنچ کر اسنے بتایا کہ راد اور وہ کسی کام سے گئے تھے۔ راد کا آنا فلحال مشکل ہے۔ اس سے جتنا ہو سکا اسنے اپنے تاثرات پر کنڑول رکھا مگر کوئی تھا جو اسکی حالت سے واقف تھا۔

فجر کے بعد کا وقت تھا۔ سورج کی روشنی ابھی مکمل پھیلی نا تھی۔ ایسے میں وہ ٹھنڈی ٹھنڈی گھاس پر ننگے پیر چل رہی تھی۔ اسے پاکستان آئے آج دوسرا دن تھا پورا ایک دن گزر گیا تھا اور ابھی تک اسنے اپنے بھائی کو نہیں دیکھا تھا۔ گھر میں بس گیسٹ روم سے کچن تک گھوما تھا اور آج نماز کے بعد وہ لان میں آئی تھی۔ کتنی خوش تھی وہ کہ اللہ نے اسکی دعائیں سن لی ہیں۔ عرصے بعد اپنے کسی سگے رشتے سے ملے گی وہ۔ وہ پاکستان آئی تھی اپنے ملک میں۔ اگر اسے یہاں کہیں گل بھی مل جائے تو؟ دنیا اتنی بھی بڑی نہیں ہے۔ خیر اسے اپنے اللہ پر پورا بھروسہ تھا جو یہاں تک لایا ہے اس جگہ سے نکال کر وہ آگے بھی لے جائے گا۔ وہ ابھی ٹہل ہی رہی تھی جب اس نے اپنی سیدھی طرف کسی کی آہٹ محسوس کی۔ اس نے پورا پلٹ کر دیکھا تو ایک شخص یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔

وہ تھوڑی دیر پر سکون ہوا لینے کے لیے لان میں آیا۔ کسی کی موجودگی محسوس کرتے ہوئے اسنے لان میں گردن گھما کر دیکھا تو ایک لڑکی کو ننگے پاؤں وہاں ٹہلتے پایا۔اس کے ماتھے پر بل پڑے وہ بھول گیا تھا کہ کل ہی اسکی کوئی سوتیلی بہن آئی تھی جس سے وہ ہرگز ملنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ مڑ کر واپس جانے لگا جب اس لڑکی نے ایک چکر پورا کر کے اپنا رخ موڑا۔اور وہ چہرہ دیکھ کر وہ ایک پل میں ساکت ہوا۔ وہ بلکل آنی جیسی تھی۔ چہرے کا ایک ایک نقش ان کے جیسا تھا اور آنکھیں وہ ان ہری آنکھوں کو کیسے بھول سکتا تھا جو بلکل اس کے باپ کے جیسی تھیں۔ان آنکھوں کو،اس چہرے کو وہ چاہ کر بھی بھولنا نہیں چاہتا تھا۔ عاشق تھا وہ اس کا اور عاشق کب اپنی محبوب شے کو بھولتا ہے۔اگر یہ لڑکی سچ میں وہاں موجود تھی تو اسکا مطلب وہ سچ میں اسکی بہن تھی۔اسکی روحی۔ جس کے لیے یہ اتنے سال تڑپا تھا۔ جس کی تکلیف سوچ کر یہ آج بھی نیند سے تڑپ اٹھتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"روحی۔" اسنے اتنی ہلکی آواز میں کہا تھا کہ اریحہ کو صرف اسکے ہونٹ ہلتے ہوئے دکھائی دیے۔

"تم روحی ہونا؟ اپنے داد کی روحی؟" اب کی بار اس نے اونچی آواز میں اریحہ سے پوچھا تھا۔ اسنے یہ کہا جسے سن کر اریحہ پر آشکار ہوا کہ اپنے خوابوں میں جس داد کو وہ بلاتی ہے وہ آج اس کے سامنے ہے۔ اپنے بچپن کی جن جھلکیوں کو وہ دیکھتی ہے اس میں سامنے کھڑا یہ شخص ہی موجود ہوتا ہے۔ اسنے اپنا ایک قدم اٹھایا پھر دوسرا اور دیکھتے ہی دیکھتے اریحہ بھاگ کر اپنے داد کے گلے لگ گئی۔ اور دونوں نے اتنے سالوں بعد ایک دوسرے کو سینے سے لگایا تھا۔

"میری روحی۔" دونوں کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ دونوں رو رہے تھے اور دونوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کو چپ نہیں کروا رہا تھا۔ دونوں کے دل اس وقت اپنے اللہ کے آگے سجدہ ریز تھے۔ اور فلک پر تمام پرندے دو بچھڑے ہوئے بہن بھائی کا ملن دیکھ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

پہلی بار اس گھر میں قہقہے گونج رہے تھے۔ سب بے حد خوش تھے۔ جب دوپہر کے بعد رادنے حدیر کو فون کر کے گھر سے سب کو لانے کے لیے کہا تو دیر اسکی خوشی سے چہکتی ہوئی آواز سن کر کچھ ہی منٹوں میں سب کو لے کر اسکے سامنے تھا۔ احراد نے سب کو

ساری بات تفصیل سے بتائی مگر کال والی بات وہ گول کر گیا۔ماہین بیگم اور ارتسام صاحب تو خوش تھے ہی مگر سب سے زیادہ خوش حانم اور حدیر تھے۔ حانم کو اپنے بھیا کی بہن کے مل جانے پر اور حدیر کو اپنے دوست کے چہرے پر انوکھی چمک اور خوشی دیکھ کر۔ ارتسام صاحب اور ماہین بیگم تو رات ہوتے ہی گھر چلے گئے تھے تھکن کی وجہ سے۔ مگر دیر اور ہانی یہیں پر رک گئے تھے۔

"خوش ہے تو؟" ہانی اور روحی نیچے سونے کے لیے گئیں تو دیر نے راد سے سوال کیا۔

"بہت زیادہ۔" راد کی آواز سے ابھی بھی خوشی صاف جھلک رہی تھی۔

"ہمیشہ ایسے ہی مسکراتا رہے۔" دیر نے اسکے سر پر ہلکی سی چپت رسید کی۔

"شاید تو نے ٹھیک کہا تھا کہ ہو سکتا ہے ماضی اس بار خوبصورت لمحات لے کر آیا ہو۔ مجھے اس سے ڈرنا نہیں چاہیے بلکہ اسکا سامنا کرنا چاہیے۔" راد مسکرا کر کہا۔

"جلدی سمجھ آ گئی۔" دیر نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"ایک بات کروں؟" دیر کے پوچھنے پر راد نے سر اثبات میں ہلایا۔

"تم آنی سے نہیں ملنا چاہتے ٹھیک ہے پر روحی ؟ اسے بھی اسکی ماں سے دور رکھو گے ؟ اتنا عرصہ وہ اپنوں سے دور تنہا رہی ہے۔ اب سب معلوم ہونے کے باوجود تم اسے آنی سے نہیں ملواؤ گے ؟" دیر نے ہمت جمع کر کے سنجیدگی سے راد سے پوچھا۔ راد جو آرام سے بیٹھا ہوا تھا دیر کی بات پر سیدھا ہو گیا اور سنجیدگی سے کہا۔

"صبح تک میں ان کے سامنے دوبارہ نہیں جانا چاہتا تھا مگر اب میں ان سے بس انکی طرف کی سچائی سننا چاہتا ہوں۔ صرف اور صرف سچ۔ ہم کل ہی وہاں جائیں گے۔ وہ سننے کے بعد ہی میں کوئی فیصلہ کروں گا اور روحی وہ بھی خود سب کچھ جان کر اپنے لیے جو فیصلہ کرے گی میں اسکا بھی احترام کروں گا۔ میرے اندر جو سیاہی پھیلی تھی نادیر وہ سب ختم ہو چکی ہے۔ اور اس سب میں سب سے زیادہ ہاتھ تمہارا ہے اور اس کے بعد روحی کا۔ مجھ سے زیادہ تو اس کے ساتھ غلط ہوا ہے۔ اگر وہ سب معاف کر کے بھول سکتی ہے تو میں کیوں نہیں۔" راد نے سنجیدگی سے اپنا اردہ ظاہر کیا جس پر دیر نے بھی اتفاق کیا۔

"اب جا کر سو جاؤ صبح جلدی اٹھنا ہے اور مما ڈیڈ کو بھی لے کر جانا ہے حویلی۔" راد کے کہنے پر دیر کمرے سے چلا گیا۔

"تیری صورت سے ہے عالم میں بہاروں کو ثبات

تیری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے"

"خیریت ہے بھئی؟"

"یہ نشہ تو نہیں کرنے لگا؟"

"بری بات راحم وہ چھوٹا ہے۔ نشہ بری چیز ہے یہ پڑھ کر اسکے ذہن میں برا اثر پڑ سکتا ہے۔" ایزیویزٹل راد میاں سرحان کے بارے میں کہتے ہوئے۔

"کیا ہم اتنے برے ہیں دیر؟" راحم کا اگلا میسج رونے والے ایموجی کے ساتھ تھا۔

"کیسا شعر ہے بھائی لوگ؟" سرحان نے اپنے بھیجے گئے شعر کی تعریف چاہی۔

"بہت عمدہ۔" راد کا میسج۔ دیر نے دل والا ایموجی بھیجا راحم البتہ اپنی ہونے کے غم میں ہی تھا۔

"ایک اور ہے:

سلیقہ تم نے پردے کا بڑا انمول رکھا ہے

www.novelsclubb.com

ایک نگاہیں قاتل ہیں اور انہیں ہی کھول رکھا ہے"

"واہ واہ۔"تینوں کے ایک ساتھ ہی میسج آئے۔

"اچھا بھائی لوگ ایک اہم سوال بھی کرنا تھا میں نے۔"

سرحان کے بتانے پر تینوں نے رئیکٹ کر کے ہامی بھری۔

"یہ جو لوگ آنکھوں میں ڈوب جاتے ہیں انکی لاشیں کہاں سے ملتی ہیں؟"ہانی نے سوالیہ ایموجی کے ساتھ پوچھا۔تینوں کا معلوم نہیں کا میسج آیا۔

"ایک اور شعر۔"

"ارشاد ارشاد"راد کا میسج۔

"آدھی رات کو کونسا شعر و شاعری کا بھوت سوار ہوا ہے تجھے؟"دیر نے میسج کیا۔اور راحم اسے کچھ کھٹک رہا تھا۔

"تیری آنکھوں کی کشش کیسے تجھے سمجھاؤں

ان چراغوں نے میری نیند اڑا رکھی ہے"

"کمال ہو گیا۔"

"کیا کہنے"

یہ شعر پڑھ کر راحم کے ذہن نے تیزی سے کام کیا اور اگلے ہی لمحے وہ سرحان کے کمرے کی طرف دوڑا۔ دھماکے سے اسکا دروازہ کھولا اور بیڈ پر دیکھا۔ سرحان بیڈ پر کھڑے ہو کر جھوم جھوم کر لہک لہک کر ایک ہاتھ سے میسجز کر رہا تھا اور اسکے دوسرے ہاتھ میں راحم کی ڈائری موجود تھی۔ اسکے آنے پر اسنے معنی خیز نظروں سے اسے دیکھا۔

"شرافت سے میری ڈائیری میرے حوالے کر دے خبیث انسان ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" راحم کے تیور اچھے نہیں تھے۔ صد شکر کہ اسنے ڈائیری میں صرف شعر لکھے تھے اگر وہ سب کچھ لکھ دیتا تو۔ اور اگر پڑھنے والا سرحان ہو تو وہ تو شعر پڑھ کر بھی سب کچھ سمجھ جائے۔

www.novelsclubb.com

"ایسا کیا ہے اس ڈائیری میں آخر؟" سرحان نے فون سائیڈ پر رکھا۔

"ایسا ویسا کچھ بھی نہیں ہے اس میں۔" راحم نے کہا۔

"تو پھر تم کیوں اتنا اچھل رہے ہو۔اور کچھ تو ہے اس میں جسنے تمہیں کمرے سے سیدھا یہاں لانے پر مجبور کیا ہے۔ایک منٹ ایک اور شعر پڑھتا ہوں۔"

"بے کشش مکانوں میں جیسے چاند راتیں تھیں

اس کے سرد چہرے پر خوشگوار آنکھیں تھیں"

"اووووو تو یہ بات تھی۔" سرحان نے شوخ لہجے میں کہا۔

"کیا لے گا اسکے بدلے؟" راحم کا دل کیا کہ وہ اسکا قتل کر دے کاش ایک خون معاف ہوتا۔

"چلو تم زور دیتے ہو تو ڈیل کر لیتے ہیں۔اس کے بدلے امممممم پانچ سو کی جگہ تم ہزار کر لو۔ڈن؟" سرحان نے اطمینان سے راحم کا پارہ مزید بڑھایا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ڈن۔" راحم نے دانت پیس کر کہا۔

"بیٹا کبھی تو بھی آئے گا میرے ہاتھ پھر دیکھیں گن گن کے بدلے لوں گا۔" یہ بڑبڑا کر اسکے ہاتھ سے ڈائیری جھپٹ کر جیسے آیا تھا ویسے چلا گیا۔اور دور تک ہانی کے قہقہے نے اسکا پیچھا کیا تھا۔

فریحہ خان ساکت پلکوں سے اریحہ کو دیکھ رہی تھیں۔ جسکو حدیر نے آپکی روحی کہہ کر آگے کیا تھا۔انہوں نے غور سے اپنے سامنے کھڑی لڑکی کے نقوش کو دیکھا تھاہاں وہ ان کی ہی بیٹی تھی۔ سب حیران ان کو دیکھ رہے تھے یہ کیا ہورہا تھادو تین دنوں سے؟اور حدیر وہ بس احراد کو دیکھ رہا تھاجو زمین پر کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہا تھا۔اس نے ایک بار بھی اپنی آنی کو نہیں دیکھا تھا۔اگر احراد کا بتایا سب سچ ہوا تو؟اگر واقع فریحہ خان نے ماضی میں اپنی مرضی سے ان کو چھوڑا ہوا تو؟کیا بنے گا اس کے دوست کا؟حدیر کی سوچ مسلسل ایسے سوالوں کی گردش کررہی تھی۔

"میری روحی۔"

"ماں۔"فریحہ خان اریحہ کے ایک ایک نقش کو چوم رہی تھیں۔اپنی ممتا کو سیراب کر رہی تھیں۔اس منظر پر سب کی آنکھیں نم تھیں۔

www.novelsclubb.com

"راد۔ روحی ہمارا راد کہاں ہے؟" اریحہ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پہلے فریحہ خان کو دیکھا اور پھر مڑ کر احراد کو۔ اس کا اشارہ سمجھ کر فریحہ نے بھی اریحہ کے پیچھے کھڑے احراد کو دیکھا۔ وہ چلتی ہوئیں احراد تک آئیں اور اسکو ہاتھ لگانا چاہا۔

"آنی کی جان۔" اس پکار پر راد نے آنکھیں میچتے ہوئے ایک قدم پیچھے لیا۔ اور فریحہ کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔ راد کے اس عمل پر سب شاک ہوئے۔

"ایک بار پوچھوں گا۔ سب کچھ سچ سچ بتائیے گا۔ ائیر پورٹ کے لیے گھر سے نکلنے کے بعد کیا ہوا تھا؟ بنا کسی جھوٹ کا سہارا لے کر بتائیں۔" راد نے ان کی آنکھوں میں دیکھ کر سوال کیا۔ اسکی آواز میں کچھ تھا جسے محسوس کر کے فریحہ خان کا ہاتھ بے دم ہو کر پہلو میں گرا۔ مان ٹوٹنے کا خوف۔

راد کے سوال پر فریحہ خان نے بنا کسی تمہید کے سب کچھ سچ سچ بتانا شروع کیا۔

ماضی:

حویلی سے نکل کر داراب خان نے اپنے دوست کی مدد سے کرائے پر گھر لیا۔ اپنی ڈگری پوری کرنے میں صرف آدھا سال باقی تھا اس لیے ایک اچھی نوکری تلاش کی۔ اور فریحہ کا

سال ضائع نا ہو اسی لیے دوست سے پیسے لے کر اسے یونیورسٹی میں داخلہ دلوایا۔ داراب پورے لگن سے کام کرتا رہا اور دوست کا قرضہ واپس دے کر ایک چھوٹا مگر نفیس سا مکان لے لیا۔ اس نے حویلی والوں کی طرف دوبارہ مڑ کر نا دیکھا تھا اور نا ہی اسے اپنے فیصلے پر کوئی پچھتاوا تھا۔ کبھی نا کبھی کسی نا کسی کو تو شروعات کرنی ہی تھی ورنہ پتا نہیں یہ اصول اور کتنوں کی خواہشات کا گلا گھونٹتے۔ البتہ فریحہ خان اپنوں کو یاد کر کے رو پڑتی تھیں۔ وہ اب پہلے کی طرح کھلکھلاتی نا تھیں۔ یونی میں ان کو ایک دوست مل گئی تھی۔ جو انہیں فاریہ خان کی طرح لگتی تھی۔ حورین فریحہ سے عمر میں بڑی تھی مگر باتیں بہت خوبصورت کرتی تھی۔ کچھ عرصے بعد حورین کی شادی ان کے کزن سے ہو گئی جو اسی یونی میں پڑھتا تھا۔ اسکے بعد داراب نے بھی شادی کر لی۔ فریحہ کو اپنی بھابھی بہت پسند تھی۔ حورین کا بیٹا ہوا تو فریحہ نے اسے اپنے گھر بلایا۔ اگلے دن جب وہ گھر آئے تو داراب کی حورین کے شوہر آرب کے ساتھ پرانے تعلقات نکل گئے۔ فریحہ کو حورین کا بیٹا بہت پسند آیا۔ آرب لوگ ان کے گھر کے کچھ ہی فاصلے پر رہتے تھے تو انکا آنا روز کا معمول بن گیا۔ احراد کی فریحہ کے ساتھ بہت بونڈنگ ہو گئی اور وہ بھی آنی آنی کہتا نا تھکتا تھا۔ پھر ایک دن سب بگڑ گیا۔ حورین سیڑھیوں سے گر گئی۔ اسکے سر پر گہری چوٹ آئی تھی۔ خون بھی بہت بہہ گیا تھا۔

ڈاکٹرز نے کوئی امید نہیں دلائی تھی۔اسنے جاتے ہوئے داراب سے اسکی قیمتی چیز مانگ لی۔جس پر وہ راضی ہو گیا۔ایک مہینے بعد فریحہ کی شادی آرب سے ہو گئی۔احراد خاموش ہو گیا۔سب مل کر اسے بہلاتے تھے مگر اسکی چپ نہیں ٹوٹی۔شادی کے بعد فری نے اسکو سنمبھالا تو وہ آہستہ آہستہ باتیں سمجھنے لگا۔داراب کے گھر اللہ کی رحمت ہوئی تو اس کے ساتھ احراد نارمل ہوتا گیا۔ایک دن آرب کا ٹرانسفر لندن میں ہوا تو یہ تینوں وہاں چلے گئے۔شروع شروع میں وہاں جا کر سب ٹھیک تھا۔مگر دو سال بعد فریحہ کو آرب کا رویہ پریشان کرنے لگا۔اپنا وہم سمجھ کر اس نے جھٹک دیا۔پھر فریحہ کو اللہ نے ایک بیٹی سے نوازا جو بلکل اس پر گئی تھی مگر آنکھیں آرب پر۔احراد کو ایک شہزادی مل گئی تھی۔دن گزرتے گئے۔فریحہ کو ایک بار پھر آرب کا رویہ کھٹکنا شروع ہو گیا۔آرب نے اچانک پاکستان جانے کا فیصلہ کیا تو فریحہ خوش کے ساتھ اس طرح جانے پر حیران بھی ہوئی۔اگر اسے معلوم ہوتا کہ قسمت اس کے ساتھ کیا کھیل کھیلنے والی ہے تو یہ کبھی پاکستان نا جاتی۔خیر وہ دن بھی آ گیا جب انہوں نے پاکستان جانا تھا۔فری کی چھٹی حس اسے خبر دار کرتی رہی مگر اس نے اپنا وہم سمجھ کر جھٹک دیا۔آرب، فریحہ ،احراد اور اریحہ پلین میں بیٹھے۔ابھی جہاز کے پرواز کرنے میں کچھ وقت تھا تو فری کو پیاس محسوس ہوئی اس نے آرب سے

www.novelsclubb.com

پانی مانگا تو آرب نے اپنے کوٹ میں سے پانی کی بوتل نکال کر دی۔اس نے وہ لے کر اپنی پیاس بجھائی۔ دو منٹ کے بعد فری کو اپنی پلکیں بھاری ہوتی محسوس ہوئیں اور پھر چند سیکنڈز بعد اس پر نیند کا غلبہ طاری ہو گیا۔اس کی آنکھ کسی کے زور زور سے ہلانے کی وجہ سے کھلی پہلے تو وہ بے دماغی سے ادھر ادھر دیکھتی رہی پھر جیسے ہی اسے سب یاد آیا تو اسنے آگے پیچھے نظریں گھمائیں مگر اسے ان تینوں میں سے کوئی نا دکھا۔اس نے اسی ائیر ہوسٹس سے پوچھا جس نے اسے اٹھایا تھا کہ اسکے ساتھ آنے والے کہاں ہیں تو اس نے بتایا کہ وہ پوری فلائیٹ میں اکیلی سفر کرتی رہی ہے۔ پوری فلائیٹ کا پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ پاکستان میں موجود ہیں۔ائیر ہوسٹس کچھ یاد آنے پر واپس گئی اور آکر اسکے ہاتھ میں ایک اینولپ پکڑایا۔فریحہ اسے کھولنے لگی تو تو اس نے کہا کہ وہ ابھی یہاں سے چلی جائے سب باہر نکل گئے تھے صرف وہ دونوں پلین میں تھیں۔فریحہ بے دھیانی میں چلتی ہوئی باہر ائیر پورٹ کے لاؤنج میں آگئی۔اسے سامان تک کا کیا اپنا بھی کوئی ہوش نہیں تھا۔اسنے وہ لفافہ چاک کر کے اندر سے کاغذات نکالے اور ان کو پڑھنا شروع کیا جیسے جیسے وہ پڑھتی گئی اس کا رنگ چونے کی مانند سفید ہوتا گیا۔وہ طلاق کے کاغذات تھے۔اور پھر وہاں موجود سب نے ایک وجود کو پورے قد سے زمین پر گرتا ہوا دیکھا۔

www.novelsclubb.com

اسنے دیکھا کہ وہ اپنے بچوں کو پیار کر رہی ہے اور پھر اسنے ان کو روتے ہوئے دیکھا۔ پھر خود سے دور جاتے ہوئے۔ وہ چیخ مار کر ایک جھٹکے سے اٹھی تھی۔ اسنے اپنے آس پاس دیکھا تو خود کو ہسپتال کے ایک کمرے میں پایا۔ اس کو سب یاد تھا اسنے شدت سے خواہش کی تھی کہ جو کچھ اسکے ساتھ ہوا تھا وہ بس ایک بھیانک خواب ہو فقط ایک بد صورت سراب۔ اس نے چاہا کہ باہر سے ابھی آرب آئے اور اسے اپنی ہنسی میں لے لے۔ آہٹ پر اس نے دروازے کی جانب دیکھا تو ایک ڈاکٹر چلتا ہوا اس تک آیا۔ اس نے لمحے سے پہلے اپنے بارے میں پوچھا کہ وہ یہاں کیسے آئی کون اسے یہاں لایا ہے۔ ڈاکٹر نے اسکو حقیقت میں پٹختے ہوئے بتایا کہ وہ ائیر پورٹ پر گہرے صدمے سے بیہوش ہو گئی تھی اور وہیں سے اسے یہاں پر کوئی لایا ہے۔ ڈاکٹر نے اس کا معائنہ کر کے کہا کہ وہ تھوڑی دیر تک یہاں سے جا سکتی ہے۔ جب اسکی ڈرپ ختم ہو گئی تو وہ مرے مرے قدموں سے چلتی ہوئی کمرے سے نکل کر کوریڈور تک آئی اسے بس اپنے بھیا کہ گھر جانا تھا اور اپنے ساتھ ہوئی قسمت کی ستم ظرفی کا بتانا تھا مگر شاید قسمت ابھی بھی اس کی خوشیوں کی بھوکی تھی۔ وہ ابھی باہر جا ہی رہی تھی کہ اسے سامنے دو سٹریچر ز پر کسی جاننے والے کا گمان گزرا۔ وہ تھوڑا ان کے پاس گئی تو اسنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخ کا گلا گھونٹا۔ وہ دونوں وجود اسکے بھیا

اور پیاری بھابھی کے تھے۔ جو شاید اپنی سانسے دے چکے تھے۔ پوچھنے پر اسے بتایا گیا کہ دو گھنٹے پہلے ایک حادثے میں دونوں موقع پر ہی دم توڑ گئے تھے۔ اسے اچانک اپنی بھتیجی کا خیال آیا۔ اسنے قرہ کے بارے میں پوچھا کہ ان کے ساتھ ایک چھوٹی بچی بھی تھی تو پتا چلا کہ گاڑی میں پیچھے بیٹھنے کی وجہ سے اس کی بچت ہو گئی۔ مگر سر پر گہری چوٹ آئی ہے اور کچھ خراشیں۔ فری اسکے کمرے میں گئی اور اسے اپنے سینے سے لگا کر پھوٹ پھوٹ کر روئی۔ اس نے ہسپتال کے نمبر سے احتشام صاحب کو فون کر کے ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ اس نے صبر کر لیا تھا اور اپنا سب کچھ اللہ پر چھوڑ دیا۔ وہ حویلی جا سکتی تھی مگر نہیں گئی۔ گھر جا کر جنازوں کا بندوبست کیا۔ قرہ سر پر چوٹ لگنے کی وجہ سے سب بھول گئی۔ اسکے بعد فریحہ نے اللہ پر بھروسہ کر کے گھر بیچ دیا اور احتشام صاحب کی اوپری منزل میں رہنے لگی۔ اس سارے عرصے میں احتشام صاحب اور ازکیہ بیگم نے اس کا بھرپور ساتھ دیا وہ جتنا ان کی مشکور ہوتی کم تھا۔ اس سب کے بعد فریحہ خان کی زندگی کا محور صرف قرہ کے گرد گھومنے لگا۔ ہاں کبھی کبھی ممتا اپنے دونوں بچوں کی یاد میں تڑپ اٹھتی تھی اسنے قرہ کو سب کچھ بتا دیا تھا اس سے کچھ بھی نا چھپایا تھا۔ فریحہ خان نے صبر اختیار کر لیا تھا اور جو صبر اختیار کر لیں ان کو صلہ اللہ ضرور دیتا ہے۔

www.novelsclubb.com

سب سننے کے بعد راد اپنی آنی کے سینے سے لگ گیا۔ وہ جو اتنے سالوں سے سمجھتا رہا تھا وہ سب محض ایک جھوٹی کہانی تھی۔ اپنی بیٹی کے ساتھ ہوئے حادثات کا سن کر مہرین بیگم کو اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس ہوا۔

سب کی آنکھوں میں خوشی اور شکر کے آنسو تھے۔

"اگر ایموشنل سینز ختم ہو گئے ہوں تو کیا اب ہم اپنی نواسی سے مل لیں۔" کچھ وقت بعد بی جی کی آواز آئی تو سب روتے روتے ہنس دیے۔

"جی جی بلکل یہ آپ کی ہی بیٹی ہے بی جی۔" فریحہ خان نے خوشدلی سے کہا۔

اریحہ باری باری سب سے ملی۔ راد کے بارے میں بھی مکمل جاننے کے بعد بی جی نے تو اب بھینچ کر اسے اپنے سینے سے لگایا۔ سب کا لاڈلا تو وہ پہلے سے تھا۔ اور گل وہ تو اپنی دوست کو اپنے سامنے دیکھ کر پھولے نا سمار ہی تھی۔

"میں نے کہا تھا نا گل کہ اللہ میری دعائیں ضرور پوری کرے گا۔" اریحہ نے گل سے کہا۔

www.novelsclubb.com

" بلکل میں بہت بہت بہت زیادہ خوش ہوں۔ مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ میں کیا کروں۔ تم میرے راد بھیا کی بہن ہو۔ مجھے اب تک یقین نہیں آرہا۔" گل د باد باسا چیخی۔ اسکی بات پر اریحہ ہنس دی۔

"تمہاری کیوں آنکھیں پھٹی ہوئی ہیں؟" سرحان نے راحم کے تاثرات دیکھ کر پوچھا۔

"او بھائی منہ تو بند کر مکھی چلی جائے گی۔" سرحان نے اسکا کھلا منہ خود بند کیا۔

"مجھے چٹکی کاٹ۔" راحم نے ہانی کے آگے اپنا بازو کیا۔

سرحان نے زور سے اسکے بازو پر چٹکی کاٹی تو وہ اچھلا۔

"کمینے اتنی بھی زور سے نہیں کہا تھا۔" راحم نے اپنا بازو مسلا۔

"ہوا کیا ہے بتا تو صحیح؟" سرحان نے تجسس سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا اللہ واقع میری سنتا تھا؟"

"اگر دل سے سناؤ تو ضرور سنتا ہے۔"

"بلکل۔"

"میں نے بس ایک نظر اسکی آنکھیں دیکھی تھیں پھر اسکے بعد کچھ دیکھ نہیں پایا تھا۔اب تو میں نے اسکا پورا چہرہ دیکھ لیا ہے۔اب کیا ہوگا میرا؟" راحم اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھا۔

"وہی جو باقی سب کا ہوا ہے۔" ہانی نے کندھے اچکائے۔

"کیا؟" راحم جاننا چاہتا تھا۔

"عشق نے غالب نکما کر دیا

ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے۔" سرحان نے ایک شعر میں اسکو سمجھا دیا۔

راحم کو جب ہوش آیا کہ اس نے کس کے سامنے یہ سب بولا ہے تب تک ہانی سیٹی بجاتا ہوا باہر چلا گیا۔ میسج کی ٹون پر راحم نے فون کھولا تو سرحان کا میسج تھا

www.novelsclubb.com

"میں نے تمہاری جیب سے ہزار روپے لے لیے ہیں کیونکہ ٹھیک دو منٹ بعد بی جی چائے کا اعلان کرنے والی ہیں۔" ساتھ میں چشمے والا ایموجی بھی تھا۔

راحم نے اپنی جیب چیک کی تو ہزار کا نوٹ واقعی غائب تھا۔"کمینہ کہیں کا۔" راحم بڑبڑایا۔

"کس کو کوسا جا رہا ہے؟" دیر نے راحم کے کندھے پر بازو پھیلایا۔

"کون ہو سکتا ہے۔" اسنے منہ کے زاویے بگاڑ کر کہا تو دیر نے قہقہہ لگایا۔

"شکر ہے اللہ کا سب ٹھیک ہو گیا۔"

"شکر ہے۔" دونوں نے سب کو ایک دوسرے کے ساتھ خوش دیکھا تو اپنے رب کا شکر ادا کیا۔

"کھانا کا ٹائم تو ہے نہیں چلو فریحہ سب کو اپنے ہاتھ کی بنی چائے پلاؤ۔" بی جی نے ایک بار پھر ہانی کی جیب حلال کرتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگ چائے پئیں ہم لوگ ذرا کافی پی کر آتے ہیں۔ چلو روحی، گڑیا اور گل۔" راد نے اپنے فون پر آتی نوری کی کال کاٹ کر کہا۔ اور پھر وہ چھ جلدی آنے کا کہہ کر باہر چلے گئے۔

www.novelsclubb.com

آخر کار فریحہ خان کے صبر کا پھل اسے مل گیا تھا۔ فاریہ خان کا شکر خالی نہیں گیا تھا۔ قرہ کو حسد کی آگ میں جلنا نہیں پڑا تھا۔ اللہ نے اریحہ کو اپنے اور بھی قریب کر لیا تھا۔ اس بار راد نے اپنے ماضی کا سامنا بغیر کسی خوف سے کیا تھا۔ گل اور دیر نے اپنی دوستوں کے لیے

خوشیاں مانگی تھیں وہ انہیں مل گئی تھیں۔اور خان حویلی کی دیواریں ایک بار پھر مضبوط ہو گئی تھیں۔

"یااللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے تو نے ہمارے کھوئے ہوئے رشتے واپس لوٹا دیے۔بے شک تو رحیم ہے کسی بھی ذی روح پر اسکی برداشت سے زیادہ مشکل نہیں ڈالتا۔یااللہ میں نے کبھی اپنے ساتھ ہوئی کسی بھی چیز کا شکوہ نہیں کیا اور نا میں نے اپنی بہن کو یہ سکھایا تھا۔میں سوچتی ہوں کہ اگر ہم میں سے کوئی بھی تجھ سے شکوہ کر لیتا تو کیا تب بھی تو ہمیں اتنے خوبصورت پل جینے کے لیے دیتا۔تیری یہ بندی ایک بار پھر تیرا شکر ادا کرتی ہے اس سب کے لیے جو تو نے اسے دیا ہے اور اس سب کے لیے بھی جو تو اسے آگے دیتا رہے گا۔یااللہ اسی طرح ہمارے بچوں کو خوش رکھیں اور ان کے اندر ایسا ہی اتفاق و اتحاد قائم رہے۔ کبھی کسی کو ایک دوسرے سے بدگمان نا کرنا کہ یہ لوگ بھول کر بھی کوئی غلطی کر بیٹھیں۔ان کی قسمت میں مزید خوشیوں کو انکا مقدر بنا۔آمین۔" فاریہ خان نے دعا مکمل کر کے جائے نماز تہہ کی اور کھڑی ہو گئیں۔دروازہ بجنے پر انہوں نے اندر آنے کی

www.novelsclubb.com

اجازت دی۔ نماز رکھ کر فاریہ خان نے اندر آنے والوں کو دیکھا تو فریحہ خان، قرہ، اریحہ اور راد کمرے میں داخل ہوئے۔

"ارے تم لوگ آؤ آؤ۔" فاریہ خان ان کو دیکھ کر کھل اٹھیں۔

"ہم نے آپکو تنگ تو نہیں کیا نا جانی؟" راد نے فاریہ سے پوچھا۔

"میں جانی کب بنی؟ میں تو تمہاری پھپھو تھی راد۔" فاریہ نے نا سمجھی سے سوال کیا۔

"پھپھو تو میں تب کہتا تھا جب آپ کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں تھا۔ مگر اب سچائی جاننے کے بعد آپ آنی کی بہن ہیں تو پھپھو کہنا اچھا نہیں لگے گا۔ اس لیے آج سے آپ میری جانی ہیں۔ ٹھیک؟" راد نے فاریہ کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک۔ مجھے پسند آیا یہ لفظ۔۔" فاریہ نے اسکے گال پر پیار کیا۔

www.novelsclubb.com

"آپی ہم آپ سے کچھ کہنے آئے تھے۔" جب سب بیٹھ گئے تو فریحہ نے بات کا آغاز کیا۔

"بولو فری میں سن رہی ہوں۔" فاریہ نے اپنے سامانے بیٹھی فریحہ سے کہا۔

"مجھے آپ سے معافی مانگنی ہے آپی۔ آپ مجھے اور داراب بھیا کو معاف کر دیں۔ ہماری وجہ سے متہاشر بھائی نے آپ کو اور سرحان کو چھوڑ دیا۔ آپ پلیز ہمیں معاف کر دیں ہم نے ایسا بلکل نہیں چاہا تھا۔" فریحہ نے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی۔

"کیا کر رہی ہو فری۔ اس میں تم لوگوں کا کیا قصور۔ جو ہونا تھا وہ تو ہو کر ہی رہنا تھا۔ اگر تم لوگوں کا سبب نا بنتا تو کوئی اور بات اس کا سبب بنتی۔ اپنے آپ کو قصور وار مت سمجھو۔ اور خود ہی تو بی جی کو کہہ رہی تھی کہ اس سب میں ہم میں سے کسی کا بھی کوئی قصور نہیں ہے یہاں تک کہ وقت کا بھی نہیں یہ سب لکھا تھا تو ہو کر ہی رہنا تھا نا۔" فاریہ نے فریحہ کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اسے نرمی سے کہا اور اپنے ساتھ لگا لیا۔

"اب کوئی دیکھے گا تو کیا سوچے گا کہ تین جوان بچوں کی ماں کیوں رو رہی ہے؟" فاریہ کے کہنے پر وہ چاروں ہنس دیے۔

www.novelsclubb.com

"ایسے ہی ہنستی مسکراتی رہا کرو۔" فاریہ کی دعا پر سب نے آمین کہا۔

اگلی صبح فجر کی نماز پڑھ کر قرہ حویلی کی پچھلی سائیڈ پر ننگے پاؤں گھاس پر چل رہی تھی۔ کہ اچانک کسی کے بلانے پر اپنی سوچوں سے نکل کر چونکی۔

"کیا سوچ رہی ہو بیوٹیفل؟" راد کی ہشاش بشاش آواز میں پوچھے جانے والے سوال پر وہ کنفیوژ ہوئی۔

"کیا ہوا بیوٹیفل؟ پریشان کیوں ہو گئی؟ اوہ آئیمسوری میں بھول گیا تھا۔ میں راد آئی مین احراد۔ مجھے لگا کہ آنی نے تمہیں سب بتا دیا ہوگا۔" راد اپنے ایکشن پر شرمندہ ہوتے ہوئے بولا۔

"جی ماما نے مجھے سب بتایا ہوا ہے۔" قرہ نے ہلکی آواز میں کہا۔ اگر تاشی اس وقت اسے یہاں ایسے بولتے دیکھ لیتی تو غش کھا کر ضرور گر پڑتی۔

www.novelsclubb.com

"سب؟" انکے درمیان ایک فٹ کا فاصلہ موجود تھا۔

"جی سب۔"

"تو پھر ت۔ آپ میرا شکریہ قبول کر لیں گی اب؟" راد نے تم کہنے سے اپنے آپکو بمشکل روکا۔

"کس بات کا؟"قرہ نا سمجھی سے بولی۔

"جب ہم چھوٹے تھے تو آپ نے کہا تھا کہ بڑے ہو کر میرا شکریہ ادا کیا کرنا۔بس آپکے قول پر اتر رہا ہوں۔"قرہ کو معلوم تھا کہ چھ سے سات سال ان دونوں نے ایک ساتھ گزارے ہیں۔بولا ہو گا اس نے۔

"اب آپ بتائیں گی کہ آپ کیا سوچ رہی تھیں؟"راد نے پھر سے اپنا سوال دھرایا۔

"جی۔بس اب تک کی گزری ہوئی اپنی زندگی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔"قرہ اب آرام سے بنا کسی ہچکچاہٹ سے بات کر پا رہی تھی۔

"مجھے ماموں اور ممانی کا افسوس ہے۔"راد نے ساتھ ہی اپنا سر جھکا دیا جیسے اس سب میں اسکی غلطی ہو۔

"نہیں نہیں۔میں وہ نہیں سوچ رہی۔شاید میری میموری لاس ہوئی یہ بھی اللہ کی ایک مصلیحت تھی کیونکہ مجھے کچھ بھی یاد نہیں اپنے ماما بابا کے بارے میں اور فریحہ ماں نے بھی کبھی مجھے ان کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔میں بس اللہ کے پلینز کو سمجھنے کی کوشش کر

رہی تھی جن کو سمجھنا انسانی عقل کے بس کی بات نہیں ہے۔" قرہ نے آسمان پر دیکھ کر کہا۔

" بلکل۔اچھا اب آپ اندر چلی جائیں یہاں پر کچھ ورکرز نے آنا ہے۔" راد نے قرہ کو اندر جانے کے لیے کہا۔

"اوکے۔ بائے داوے آپ مجھے تم کہہ کر بلا سکتے ہیں۔پہلے کی طرح۔" جاتے جاتے قرہ نے مسکرا کر راد کو کہا تو راد اسکے نوٹ کرنے پر مسکرا دیا۔

قرہ ابھی حویلی کے اندر جانے والی راہداری میں مڑی ہی تھی کہ اچانک کسی کے سامنے آنے پر رکی مگر رکنے سے پہلے ہی کوئی چیز اسکے بائیں پاؤں کے نیچے آکر ٹوٹ چکی تھی۔

دیر جو اپنا چشمہ اٹھانے کے لیے نیچے جھکا تھا وہیں پر رک گیا۔اسنے تڑپ کر اپنے چشمے کو شہید ہوتا ہوا دیکھا تھا۔

قرہ نے آہستہ سے اپنا پاؤں ہٹایا تو چسمہ دیکھ کر زبان دانتوں تلے دبائی۔

"سوری۔ مجھے پتا نہیں لگا تھا۔" قرہ نے دیر سے کہا جو آنکھیں پھاڑے اپنے چشمے کی حالت پر ماتم کر رہا تھا۔

"حدیر بھائی سوری۔" قرہ نے ایک بار پھر کہا تو دیر کے سر ہلانے پر ایک سائیڈ سے نکل گئی۔

بچارا دیر جسکے حلق سے آواز تک نہیں نکل رہی تھی آج ہی تو اسنے یہ چشمہ نکالا تھا پہننے کے لیے۔ ہر بار ہی کیوں اور اسکا چشمہ ہی کیوں۔

خوشیوں بھرے دن ایسے ہی گزرتے رہے۔ دو دن بعد احتشام صاحب بھی اپنی فیملی کو لے کر حویلی سب سے ملنے آ گئے تھے۔ فریحہ، قرہ اور اریحہ کا ایک دو مہینہ حویلی رکنے کا فیصلہ ہوا پھر بعد میں یہ بھی احراد کے گھر شفٹ ہو جائیں گے۔ ہفتے بعد سب رشتوں کو مزید گہرا اور مضبوط کرنے کے لیے بچوں کی مرضی اور خوشی سے ان کے رشتے طے کر لیے گئے۔ اور آنے والے جمعے کو نکاح رکھا گیا۔ احراد آرب میر کا نکاح قرہ داراب خان

کے ساتھ اور راحم زمان خان کا اریحہ آرب میر کے ساتھ سر انجام دیا گیا۔ سب ان فیصلوں اور جوڑیوں کے ساتھ خوش تھے۔ رخصتی گل اور قرہ کی تعلیم مکمل ہونے کے بعد ایک ساتھ طے پائی گئی تھی۔ راحم تو دل کی خاموش آرزو کے یوں پورا ہونے پر جھوم اٹھا تھا۔ کسی کو بھی اسنے اپنا یہ راز نہیں بتایا تھا مگر ہانی آتے جاتے اسے معنی خیز نظروں سے دیکھتا اور راحم کو بلیک میل کرنے کے لیے سرحان کے ہاتھ ایک اچھا خاصا راز لگا تھا۔

مگر خوشیوں کی زندگی کتنی ہی لمبی کیوں نا ہو ایک نا ایک دن تو انہیں رخصت ہونا ہی پڑتا ہے۔ یہ دن بھی باقی دنوں کی طرح خوشگوار تھا۔ سرحان کافی دنوں بعد راد کے گھر آیا تھا۔ سرحان واپس جانے کے لیے گاڑی میں بیٹھا تھا اور گاڑی سٹارٹ کی تھی جب راد بھی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھا۔

"میری گاڑی خراب ہے اور آفس میں بھی کوئی کام نہیں ہے تو مجھے بھی حویلی لے جاؤ۔"

"مگر برو۔۔ مجھے کہیں اور جانا ہے۔" ہانی نے اسے انکار کرنا چاہا۔

"کوئی نا میں بھی ساتھ چلتا ہوں۔" راد نے بیک مرر ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔

"مگر۔۔"

"لے کر جانا ہے کہ نہیں؟" راد نے سنجیدگی سے پوچھا تو سرحان کو سمجھ نا آیا کہ وہ راد کو کیسے انکار کرے۔ اگر راد اسکے ساتھ گیا تو سارا لائحہ عمل خراب ہو جائے گا۔ اور راد کو کوئی نقصان پہنچا تو؟ نہیں نہیں بہت ہو گیا۔

"اب گاڑی چلانی بھی ہے کہ نہیں۔ میں بھی تو دیکھوں کیسے ڈرائیو کرتا ہے میرا ہانی۔" راد نے اسے سوچوں میں گم دیکھ کر کہا۔

"ہاہاں چلاتا ہوں۔" سرحان نے گاڑی چلانی شروع کی۔

"ہانی کیا ہوا کافی دنوں سے نوٹ کر رہا ہوں تمہارا موڈ آف ہے۔ صرف میں نے نہیں سب نے تمہاری خاموشی نوٹ کی ہے۔ کیا سوچتے رہتے ہو؟" جب گاڑی کھلی سڑک پر آ گئی تو راد نے تفکر سے پوچھا۔ وہ جان بوجھ کر ہانی کے ساتھ بیٹھا تھا تاکہ اسکی پریشانی کی وجہ جان سکے۔

www.novelsclubb.com

"احراد بھائی میں نے آپ کو کچھ بتانا ہے۔" سرحان نے گاڑی کی سپیڈ نارمل کی۔ سڑک کے ایک طرف درخت تھے اور ایک طرف ڈھلوان تھی جہاں جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں۔

ہانی نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ سب کچھ سچ سچ بتا دے گا۔ مزید وہ اس سب کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ ایک نا ایک دن تو اس نے بتانا ہی تھا۔ تو آج کیوں نہیں۔

"بتاؤ۔ میں کچھ نہیں کہوں گا۔" راد کو لگا کہ اسنے کوئی ایسا کام کیا ہے جس کو بتانے پر وہ ڈر رہا ہے اس لیے اسنے نرمی سے کہا۔

"بھائی آئیم سوری۔ میں وہ نہیں ہوں جو آپکو دکھتا ہوں۔ کہتے ہیں نا کہ آستین کا سانپ۔ میں ہوں وہ آستین کا سانپ جو اپنوں کی خوشیوں کو نگلتا ہے۔ جو باتیں آپ لوگوں کو پچھلے دنوں پتا چلی ہے فریحہ خالہ اور اریحہ کی میں وہ ہمیشہ سے جانتا ہوں۔ میں بچپن سے حسد کی آگ میں جل رہا تھا۔ بچپن میں سب بابا کے نا ہونے پر میرا مذاق اڑاتے تھے۔ میں حسرت سے دوسرے بچوں کی مکمل فیملیز کو دیکھا کرتا تھا۔ میں ماما کو چھپ چھپ کر روتا دیکھتا تھا۔ پھر ایک دن مجھے پتا لگا کہ میرے بابا نے مجھے میرے ماموں اور خالہ کی وجہ سے چھوڑا ہے تو یہ جاننے کے بعد مجھ سے برداشت نہیں ہوا میں نے تب ہی فیصلہ کر لیا تھا کہ میں ان کو ڈھونڈوں گا اور انکو بھی خوش نہیں رہنے دوں گا۔ میں اپنے انتقام کے جنون کے ساتھ بڑا ہوتا گیا۔ آپ مجھے ہمیشہ سے پسند تھے اور آپ بھی سب سے زیادہ مجھ سے پیار

کرتے تھے۔جب میں کالج جانے لگا تو میں نے داراب ماموکوڈھونڈنا شروع کیا کہ وہ حویلی سے نکل کر کہاں گئے تھے۔پھر میں ان کے دوست سے ملا جن کے گھر وہ رہے تھے۔ آہستہ آہستہ میں لندن تک بھی پہنچ گیا۔وہاں پر ایک دوست کی مدد سے میں نے اریحہ اور نوری آنٹی کا پتا کرالیا۔میں سب کی رہائش جانتا تھا۔قرہ کو میں نے خوف زدہ کرنے کی کوشش کی۔نوری آنٹی کے ذریعے اریحہ کو تکلیف دینی چاہی۔اور آپ کے میں نزدیک ہوتا گیا مگر محبت میں نہیں بلکہ نفرت میں۔مجھے محبت تھی تو صرف حویلی والوں سے۔میں نے حانم کو نقصان پہنچانا چاہا۔آپ کے گرفتاری کے پیپرز میں نے کسی طرح راحم تک پہنچائے۔دیر کے گاڑی کے بریکز میں نے فیل کروائے۔وہ سب کچھ جس سے آپ لوگوں کو تکلیف پہنچے میں نے ہی کیا تھا۔میں آپ میں سے کسی کو خوش نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔میں کبھی نہیں چاہتا تھا کہ آپ سب لوگ آپس میں ملیں۔مگر شاید اللہ یہ سب نہیں چاہتا تھا۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ میں کسی کو تکلیف دوں تو اسنے صنان بھائی کے ذریعے خالہ کو ملادیا۔وہ عورت لالچی تھی پیسوں کے لیے اریحہ کو آپ کے پاس بھیج دیا۔میں خوش نہیں تھا جب سب آپس میں ملے مگر جس دن آپ لوگ ماما پاس آئے ان سے معافی مانگنے تب ۔۔۔تب ایک لمحے میں میری سوچ بدل گئی۔اس کے بعد سے میں آپ میں سے کسی

سے بھی نفرت نہیں کر پایا۔ میں آپ سب کو حقیقت بتانا چاہتا تھا مگر میں آپ لوگوں کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت اور گھن نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ میں اب آپ کو کسی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا اس لیے میں آپ سب سے دور جانا چاہتا ہوں۔ کہیں بہت دور کہ جب آپ سب کو میری حقیقت معلوم ہو تو میں آپ لوگوں کے جذبات بدلتے ہوئے نا دیکھ سکوں۔" ہانی نے اپنے اندر کا سارا راز کو بتا دیا جو وہ کافی دنوں سے اپنے اندر رکھے ہوئے تھا۔ جس سے اب اسے سینے میں گھٹن ہوتی تھی۔

"ہانی۔ میں کیا کہوں۔ مجھے سمجھ نہیں آرہا۔" کافی دیر بعد راد کی شاکی آواز نکلی۔

"یہ سب سننے کے بعد بھی میں تجھے پہلے کی طرح چاہتا ہوں۔ تو گاڑی روک ہم کہیں بیٹھ کر آرام سے بات کرتے ہیں نا۔ پھر تو مجھے سب صحیح سے بتانا۔" راد تو اسکے کہیں بہت دور جانے سے بے چین ہو گیا تھا۔ کتنا انمول ہوتا ہے نا یہ دوستی کا رشتہ ایک خون نا ہونے کے باوجود خون کے رشتے سے زیادہ گہرا اور پر کشش ہوتا ہے۔

"آیئم سوری بھائی۔ آپ سب کو میرے بارے میں بتا دینا۔ اور مجھے دل سے معاف کر دینا۔ ہو سکے تو کبھی اکیلے میں بیٹھ کر اپنے ہانی کو یاد کر لیا کرنا بگ برو۔" سرحان نے یہ کہہ

www.novelsclubb.com

کر چلتی گاڑی میں احراد کی طرف کا دروازہ کھولا اور دونوں ہاتھوں سے اسے باہر دھکا دے دیا۔

لمحے بھر کا کھیل تھا احراد کچھ سمجھ ہی نا پایا تھا۔ہانی کے دھکا دینے پر وہ نیچے جھاڑیوں پر پھسلتا گیا۔اسے نہیں پتا لگا کہ کہاں کہاں چوٹ آ رہی ہے۔اسے بس گرتے وقت گاڑی کے سامنے سے آتا ٹرک دکھا تھا۔

اسنے پورا زور لگا کر آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔مگر خون جمنے کی وجہ سے پلکیں جڑی ہوئیں تھی۔اسکے سر میں ٹیسیں اٹھ رہی تھیں اور پورا جسم سن پڑا تھا مگر اسے اٹھنا تھا۔وہ ٹرک آ رہا تھا اسے جا کر ہانی کو بھی گاڑی سے نکالنا تھا تاکہ جب ٹرک گاڑی سے ٹکرائے تو ہانی کو کوئی نقصان نا ہو۔اسنے ایک بار پھر ہمت کر کے آنکھیں کھولیں تو وہ کامیاب ٹھہرا۔ سینے پر زور آنے سے اسے سانس لینے میں مشکل ہو رہی تھی مگر وہ پوری طاقت سے اٹھا اور ہاتھوں کی مدد سے اوپر سڑک تک آیا۔اس سے اپنا ایک پور ہلانا مشکل تھا۔اوپر آ کے جب اسنے سامنے دیکھا تو اسکا دل چاہا کاش کہ وہ اپنی آنکھیں دوبارہ نا کھولتا کبھی بھی نہیں۔ گاڑی جس میں سرحان تھا وہ ایک درخت کے ساتھ لگی جل رہی تھی۔آگ پوری طرح

گاڑی کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی۔ وہ گھٹنوں کے بل زمین پر گرا۔ اسکا ہانی اس گاڑی میں تھا۔ پتا نہیں کب سے۔ کیا سچ میں جن لوگوں سے وہ محبت کرتا تھا ایسے ہی اسے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ خوشیوں کی مدت اتنی تھوڑی کیوں ہوتی ہے؟ کیوں وہی لوگ جاتے ہیں جن سے آپ بنا کسی مطلب اور غرض کے محبت کرتے ہیں۔ کیا کسی اپنے کو بچانے کے لیے گزرے ہوئے وقت میں دوبارہ نہیں جایا جا سکتا۔ احراد مزید اپنے آپکو ہوش میں نا رکھ سکا اور اوندھے منہ زمین پر گرا۔ وہ ہانی کو آواز دینا چاہتا تھا مگر حلق انکاری تھا۔ مکمل ہوش سے بیگانہ ہونے سے پہلے اسکی سماعتوں میں سرحان کا آخری جملہ گونجا۔

"ہو سکے تو کبھی اکیلے میں بیٹھ کر اپنے ہانی کو یاد کر لیا کرنا بگ برو۔"

پیش لفظ

www.novelsclubb.com

السلام علیکم! امید ہے کہ آپ سب ایمان کی بہترین حالت میں ہونگے۔ یہ میرا پہلا ناول تھا۔ سب سے پہلے میں اپنے ابو جان اور ماما کا شکریہ ادا کروں گی جنھوں نے نفاسم کا یہ سفر شروع کرنے میں میرا ساتھ دیا۔ جن کی دعاؤں سے میں اسکو مکمل کر پائی۔ اسکے بعد ان

کچھ لوگوں کا جنہوں نے اپنی کچھ سطریں مجھے یہاں لکھنے کی اجازت دی۔ پھر انسٹا گرام کی ان آپیوں اور لوگوں کا جنہوں نے یہ (نفاسم) لکھنے کے لیے میری ہمت باندھی مجھے موٹیویٹ کیا مجھے لکھنے کے لیے سراہا۔ پھر ان دوستوں کا جو یہ سن کر خوش ہوئیں کہ میں لکھاریوں کی سیڑھی پر اپنا پہلا قدم رکھنے جا رہی ہوں۔ پھر میرے انسٹا گرام کے فولوؤرز کا جنہوں نے یہ سن کر اپنی دلچسپی کا اظہار کیا۔ اور پھر آپ سب کا جنہوں نے نفاسم کو اس قابل سمجھا کہ وہ پڑھا جائے۔ میرے آپ سے صرف چند سوال ہیں جن کا جواب آپ مجھے انسٹا گرام پر دیں۔۔ آپ کو یہ ناول کیسا لگا؟ ایسی باتیں جو آپکو اس میں اچھی نا لگی ہوں؟ آپکا پسندیدہ کردار کونسا تھا؟ کونسا کردار آپ کو اچھا نہیں لگا؟ کیا سرحان کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ اس قابل تھا؟ آپ کو کہاں کہاں کن چیزوں کی کمی لگی؟ آپ ایمان داری کے ساتھ اپنی رائے کا اظہار کر سکتے ہیں۔ سوالات ایک بار پھر پڑھیں اور یہ یاد رکھ کر جواب دیں کہ یہ ابھی پہلا ناول تھا میری پہلی کوشش۔ مجھے ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

آپ کی پیاری لکھاری

ایمان شاہد۔